www.KitaboSunnat.com

وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

تاریخ ابنِ خلدون

سلاطین ممالیک بحریہ مصر

کی مفصل تفصیل

تصنیف:

رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدونؒ

(۷۳۲-۸۰۸)

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

*** توجہ فرمائیں ! ***

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

*** تنبیہ ***

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

تاریخ ابن خلدون

حصہ دہم

اس میں مندرجہ ذیل سلاطین کے حالات مذکور ہیں

(۱) مصر و شام میں ممالیک بحریہ کی سلطنت کا خاتمہ
(۲) ممالیک جراکسہ کی سلطنت کا قیام اور سلطان برقوق کی حکومت
(۳) یمن کے رسول شاہی سلاطین
(۴) تاتاری چنگیز خانی سلاطین
(۵) خاندان دوشی خان کی سلطنت
(۶) خاندان ہلاکو خان
(۷) بغداد و توریز میں بنو شیخ حسن کی سلطنت
(۸) امیر تیمور کی فتوحات
(۹) ایران کے بنو مظفر یزدی سلاطین
(۱۰) بلاد الروم کے حکام اور بنو ارتنا کی حکومت
(۱۱) ترکی میں آل عثمان کی سلطنت کا آغاز
(۱۲) تکملہ و ضمیمہ۔ ممالیک سلاطین مصر کی علمی اور تعلیمی خدمات (از مترجم)۔

ترجمہ و ترتیب و تبویب مع تکملہ

از

حافظ سیّد رشید احمد ارشد ایم۔ اے

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب العبد و دیوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوك التريعني علامه ابن خلدون کی کتاب التواریخ
کے
اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت وطباعت دائمی
تصحیح وترتیب وتبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری
مالک نفیس اکیڈمی۔ اُردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ___ تاریخ ابن خلدُون
مصنف: ___ رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون
ناشر: ___ نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی
طبع: ___ جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: ___ آفسٹ

نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

حصہ دہم

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
	١٧٧	برقوق و برکۃ کی پالیسی	
باب: چہارم	١٧٧	طشتمر کی گرفتاری	١٨١
علی بن الاشرف المنصور کی بادشاہت		برقوق و برکۃ کی مشترکہ حکومت	
قشتمر کی روانگی		حلب کے حکام	
ارکانِ سلطنت سے جنگ		انیال کی بغاوت	
قشتمر کو شکست		انیال کی گرفتاری	١٨٢
عہدوں کی تقسیم	١٧٨	انیال کا انجام	
طاعون کی وبا		امیر برکۃ کی بغاوت	
ایبک کا عروج وزوال		ناچاقی کا آغاز	١٨٣
قرطائی کی جلاوطنی		بغاوت کا قصد	
شام کی طرف فوج کشی		احتیاطی تدابیر	
فوج کی بغاوت	١٧٩	خانہ جنگی	
امراء کا اعلان جنگ		برکۃ کی گرفتاری	١٨٤
ایبک کا فرار		نئے حکام کا تقرر	
امراء کا اختلاف		حکام کے تبادلے	
بیقا ناظری کا اقتدار		اہل بحیرہ کی بغاوت اور فوجی حملے	
ایبک کی گرفتاری		خراج میں اضافہ	١٨٥
امیر برقوق و برکۃ کا اقتدا	١٨٠	بغاوت کا انسداد	
باغی امراء کی گرفتاری		شاہی فوج کشی	
طشتمر کی بغاوت		دوبارہ بغاوت کا انسداد	
حکومت کی پیشکش		بدر کا فرار اور قتل	
طشتمر کی حکومت		امیر برکۃ کا قتل	١٨٦

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
قاتل کو سزا	
سلطان علی المنصور بن اشرف کی وفات	
امیر حاج صالح بن اشرف کی تخت نشینی	۱۸۷
ابو برقوق کی آمد اور استقبال	
غسانی قبیلہ کی تحقیق	
برقوق کا ابتدائی زمانہ	
قید خانے میں	۱۸۸
سلطان کی طلبی	
الجائی سے مقابلہ	
سلطنت کا نگران	
والد محترم کی آمد	
شاہانہ استقبال	
باب: پنجم	۱۹۰
سلطان الظاہر برقوق کی تخت نشینی	
ابقا عثمانی کی سازش	
تخت نشینی کا جشن	
امراء کے لئے خلعت	
قرط بن عمیر کا قتل اور خلیفہ کی معزولی	۱۹۱
قرط کے دلیرانہ کارنامے	
سازش کا انکشاف	
قرط کا قتل	۱۹۲
نئے خلیفہ کا تقرر	
ناصری کا زوال اور نظر بندی	
امیر سلاح	
حاکم حلب	
نافرمانی کا آغاز	

عنوان	صفحہ
گرفتاری اور قید	۱۹۳
سودون کا تقرر	
امیر جوبانی کا عروج و زوال	
برقوق کا رفیق خاص	۱۹۴
امیر مجلس	
جلاوطنی	
نائب حاکم	
ترقی کے موقع کی تلاش	
بندمر کے واقعات	
دمشق کی حکومت	
گرفتاری اور قید	۱۹۵
شام کی حکومت پر بحالی	
نظام حکومت کا مخالف گروہ	
مخالفوں کی سازش	
بندمر کی گرفتاری	
عشقتمر کا عارضی تقرر	۱۹۶
جوبانی کا تقرر	
شام کا حاکم مطلق	
افریقی ممالک سے دوستانہ تعلقات	
ابن خلدون کی سلطان سے ملاقات	
تحائف کا تبادلہ	۱۹۷
تحائف کا جہاز غرق	
قاصد کا استقبال	
دوبارہ مغربی تحائف	
مصری تحائف کا تبادلہ	۱۹۸
مغربی حاجیوں کا قافلہ	
امرائے مکہ معظمہ کے حالات	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
احمد بن عجلان کی حکومت		شاہی فوج کو شکست	
کبیش کی بری حرکات	۱۹۹	سلطان برقوق کا فرار	
نوعمر امیر کا تقرر		ناصری کی حکومت	۲۰۶
عنان کی حکومت		سلطان برقوق کی جاں بخشی	
امرائے مکہ کی خانہ جنگی	۲۰۰	سرکاری عہدوں کی تقسیم	
منطاش کی بغاوت		شام کے حکام	
نافرمانی کے آثار		مخالف امراء کی گرفتاری	
قاضی سے ساز باز		برقوق کی الکرک میں جلاوطنی	۲۰۷
سیواس میں آمد	۲۰۱	قلعہ الکرک کی حکومت	
شاہی فوجوں کی روانگی		منطاش کی حکومت	
امیر تیمور کا ظہور		بغاوت کی تیاری	
شاہی فوج سیواس میں		ہنگامہ آرائی	۲۰۸
تاتاریوں کی امداد		جنگ کا آغاز	
شاہی فوج کی واپسی	۲۰۲	ناصری کی شکست	
طویل محاصرہ سے بیزاری		منطاش کی حکومت کا آغاز	
بغاوت کے آثار		المنصور کی تجدید بیعت	۲۰۹
جوبانی اور دیگر امراء کی گرفتاری		ضبط اموال	
ناصری کی کامیاب بغاوت	۲۰۳	نئے حکام کا تقرر	
حاجب کا قتل		بذلار کی ناکام بغاوت	
بغاوت کا آغاز		بذلار کی شکست	
امرائے مصر کی فوج کشی	۲۰۴	نیا حاکم دمشق	۲۱۰
منطاش کی حمایت		برقوق کے قتل کا حکم	
غداری اور شکست		معذرت نامہ	
گرفتاری اور قید		بریدی کا قتل	
ناصری کا دمشق پر قبضہ	۲۰۵	دوبارہ حکومت کے لئے جدوجہد	
مدافعت کی تیاری		عرب قبائل کی امداد	۲۱۱
باغیوں کا حملہ مصر		دمشق کی سمت پیش قدمی	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
اہل دمشق کی شکست		شاہی افواج کی آمد	
ابن باکیش کی شکست		برقوق کی دوبارہ تخت نشینی	۲۱۸
محاصرۂ دمشق		منطاش کی مکمل شکست	
کمشیقا کی امدادی مہم		حلب کا محاصرہ	۲۱۹
قیدی امراء کا فرار	۲۱۲	طرابلس پر منطاش کا قبضہ	
قوص کی بغاوت		ابقاصغدی کی اطاعت	
بغاوت کا انسداد		مخالفوں کا قتل	
کمشیکا کی بغاوت		شاہی لشکر کی روانگی	۲۲۰
برقوق کی زبردست امداد		منطاش کا فرار	
شدید محاصرۂ دمشق	۲۱۳	عربوں کی پناہ میں	
انیال کی بغاوت		قلعہ دمشق کی تسخیر	
منطاش کی فوج کشی	۲۱۴	فتح حلب	
شام کی طرف فوج کشی		دیگر شامی شہروں پر قبضہ	
منطاش کی روانگی		عرب قبائل سے جنگ	۲۲۱
فریقین کی صف آرائی		جوبانی کا قتل	
شدید جنگ	۲۱۵	ناصری کا تقرر	
شاہِ مصر اور خلیفہ کی گرفتاری		محمود کا تقرر اور کارنامے	
منطاش کو شکست		افسرِ محصولات	
امیر حاجی کی دستبرداری		سرکاری آمدنی میں اضافہ	۲۲۲
برق کی مصر روانگی		ضبطِ مال اور قید سابقہ عہدہ پر بحالی	
محافظ قلعہ کی بغاوت	۲۱۶	مالیات کا انتظام	
نقب زنی		وزیر مالیات	
حاکم مصر کا فرار		محاصرۂ حلب وعنتاب	۲۲۳
بکا کی فتح	۲۱۷	یعبر کی معذرت	
امراء کی نظر بندی		منطاش کے دیگر حالات	
برقوق کی حکومت کا اعلان		عنتاب پر حملہ	
مقید امراء کی رہائی		مخالفوں کی اطاعت	۲۲۴

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
مشیقا کے حالات		منطاش کی گرفتاری	
حلب میں محصور		منطاش کا قتل	
فصیلوں کی مرمت		مکہ معظّمہ کے واقعات	۲۳۲
مصر میں مشیقا کا خیر مقدم	۲۲۵	علی کا تقرر	
ایتمش کے حالات		عنان کی گرفتاری	
نظر بندی سے رہائی		دو عملی حکومت	
امرائے دمشق		علی کی خود مختاری	
سلطان افریقہ سے تعلقات	۲۲۶	بدنظمی	
سفیر تونس کی آمد		تاتاریوں کے حالات	۲۳۳
منطاش کے ساتھ آخری جنگ		سلطنت کی تقسیم	۲۳۴
طویل جنگ	۲۲۷	سلطان تیمور کا ظہور	
فوجی تیاری		چغطائی قوم کی تعداد	
ناصری کی شکست		سلطان تیمور کی فتوحات	
یماز تمر کی علیحدگی	۲۲۸	ترک فوجوں سے مقابلہ	
سلطان کی دمشق میں آمد		فتح ایران	۲۳۵
امراء کی معذرت		فتح بغداد	
منطاش کی گرفتاری کی اطلاع		حاکم بغداد کا فرار	
ناکام واپسی	۲۲۹	بغداد کی دوبارہ تباہی	
ناصر کا قتل		مصری فوجوں کی تیاری	
نئے عہدے داروں کا تقرر		تکریت کی تباہی	۲۳۶
مصر واپسی		سلطانِ مصر کی فوج کشی	
بغاوت کا انسداد	۲۳۰	دمشق میں آمد	
منطاش کی شکست		آخری خبر	
باغیوں کی شکست		**باب: ششم**	۲۳۷
دشمنوں کی شکست		یمن کی رسول شاہی سلطنت	
دشمنوں کا قتل عام	۲۳۱	مسعود کی حکومت	
عرب قبائل کا فیصلہ		موسیٰ اشرف کا عہدِ حکومت	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عنوان	صفحہ
رسول شاہی سلطنت کا آغاز	
فرقہ زیدیہ کی قیادت	۲۳۸
زیدیہ کے قائد سے جنگ	
مظفر کی حکومت	
اشرف کا عہدِ حکومت	
داؤد المؤید	۲۳۹
جلال الدین بن عمر الاشرف کی بغاوت	
دوبارہ بغاوت	
مجاہد کی بحالی	
عبداللہ بن منصور کی مخالفت	۲۴۰
زبید پر قبضہ	
مجاہد کی ناکامی	
عبداللہ ظاہری کی فتوحات	
مصر کی امدادی فوج	
شہاب صفوی کا قتل	۲۴۱
ظاہر کا قتل	
مجاہد کا حج	
مصری فوج سے جنگ	
گرفتاری اور رہائی	
افضل بن مجاہد کی حکومت	۲۳۴
دیگر حکام یمن	
باب: ہفتم	
تاتاری سلاطین کے حالات	۲۴۳
ترک اقوام	
چین	
اسلام کا آغاز	۲۴۴

عنوان	صفحہ
خاقان	
بنوسامان	
عہد سلجوقی	
خطا اور تاتار	
کوخان کی سلطنت	
خوارزم شاہی سلطنت	۲۴۵
کشلی خان	
قوم خطا کا خاتمہ	
کشلی خان سے مخالفت	۲۴۶
شہروں کی تباہی	
چنگیز خان کا ظہور	
خوارزم شاہ کی فتوحات	
چنگیز خان کا ایلچی	۲۴۷
تاجروں کا قتل	
احتجاجی خط	
چنگیز خان سے مقابلہ	
خطوط کا تبادلہ	۲۴۸
خوارزم شاہ کا فرار	
تاتاری فوج کا تعاقب	
خوارزم شاہ کی وفات	
مغربی تاتاریوں کی فتوحات	۲۴۹
اسلامی شہروں کی تباہی	
فتح ہمدان و آذربائیجان	
بیلقان کی تباہی	
دربند شروان کی طرف پیش قدمی	
فتح سرداق	۲۵۰
روسی علاقے پر حملہ	

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
چنگیز خان کی فتوحات	
نسابی کا بیان	۲۵۱
فتح ترمذ و فرغانہ	
فتح بلخ	
قلعہ کی تسخیر	
قتلِ عام	
سات لاکھ کا قتل عام	
فتح نیشاپور	
جلال الدین خوارزم شاہ کے کارنامے	۲۵۲
تاتاریوں کی شکست	
تولی خان کا قتل	
سندھ کے علاقے میں پناہ	
خوارزم شاہی سلطنت کی تقسیم	۲۵۳
غیاث الدین کی فتوحات	
تاتاریوں کی شکست	
طوائف الملوکی	
جلال الدین خوارزم شاہ کی واپسی	
ایرانی شہروں کی تباہی	
جلال الدین کی فتوحات	۲۵۴
جلال الدین خوارزم شاہ کا آخری دور	۲۵۵
فتح خلاط	
تاتاریوں کی فوج کشی	
جلال الدین کی شکست	
اہل تبریز کی بغاوت	
خلاط کی طرف پیش قدمی	۲۵۶
غلط مشورہ	
اچانک حملہ	
سلطان جلال الدین کا قتل	
تاتاریوں کی تباہ کاری	۲۵۷
چنگیز خان کے حالات	
مودنجہ کی کہانی	
نسابی کا بیان	۲۵۸
چین کا بادشاہ	
چنگیز خان کی بادشاہت	
شہنشاہ چین	
علاء الدین عطا کا بیان	
ازبک خان کی شکست	
فوجی طاقت میں اضافہ	۲۵۹
تاتاری شہنشاہ	
چنگیزی مجموعہ قوانین	
وسیع سلطنت	
چنگیز خان کے جانشین	
سلطنت کی تقسیم	۲۶۰
پائے تخت قراقوم کے سلاطین	
قبول اسلام	۲۶۱
منگو خان کی تخت نشینی	
ملحدوں کی سرکوبی	
ہلاکو کی شکست	۲۶۲
سقوطِ بغداد	
اصفہانی کی روایت	
باغی جماعت	
مجہول النسب	
مغل سلاطین کی ترتیب	
فتح بلادِ روم	۲۶۳
منگو خان کی وفات	
قبلائی خان کی حکومت	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
چغتائی خاندان کی سلطنت		طغطائی کی حکومت	
قیدو کی حکومت	۲۶۴	طغطائی کی شکست	
چغتائی حکام		نوغیتہ کا قتل	
مجوسی خاندان		نوغیتہ کے جانشین	۲۷۰
ترماشین کا قبول اسلام		مستحکم حکومت	
امیر تیمور کا ظہور		سازش کا انسداد	
نامعلوم نسب	۲۶۵	ازبک بن طغرطائی	۲۷۱
تیمور کی فتوحات		سلطان مصر سے تعلقات	
فتح خراسان		علاقہ پر جھگڑا	
فتح مازندان وتوریز		موقان پر حملہ	
فتح بغداد		میول کی فتح خراسان	۲۷۲
تاتاری بادشاہ کو شکست		جانی بیگ کی حکومت	
خاندان دوشی خان کے سلاطین	۲۶۶	بردبیگ بن جانی کا دور	
دوشی اور ناطو خان		تاتاری حکام کی خانہ جنگی	
ابوالفداء کا بیان		مامائی کا عہد حکومت	۲۷۳
برکتہ کی حکومت		صرائی پر قبضہ	
اسلام لانے کا واقعہ		ایبک خان کا حملہ	
مساجد ومدارس کی تعمیر	۲۶۷	ارض خان کا اقتدار	
برکتہ کے دیگر حالات		طغطمش کی شکست	
ہلاکو کی سازش		طغطمش کی فتوحات	۲۷۴
ابغا کی شکست		مامائی کی ہلاکت	
منگوتمر بن طغان	۲۶۸	سلطان تیمور کی یلغار	
تدان کی حکومت		فتح اصفہان	
قلابغا کا عہد حکومت		قمرالدین کی سرکوبی	
نوغیتہ سے بدگمانی		طغطمش کی جنگیں	۲۷۵
قلابغا کا قتل	۲۶۹	بنوالمظفر کا خاتمہ	
		فتح بغداد	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
فتح ماردین	
احمد کا قبضہ بغداد	
طغطمش کا قتل	
غزنی اور بابیان کے سلاطین	۲۷۶
بیان کی فتوحات	
فوشنائی کا دور	
باب: ہشتم	۲۷۷
خاندان ہلاکو کے مغل سلاطین	
ہلاکو بن طولی کے حالات	
ابن العلقمی کا خط	
حملہ بغداد کا سبب	۲۷۸
بغداد پر فوج کشی	
سقوطِ بغداد	
قتل عام	
کتب خانوں کی تباہی	
ابن العلقمی کا قتل	
میافارقین کی تباہی	۲۷۹
حاکم موصل کی مصالحت	
اربل کا محاصرہ	
حاکم شام کی مصالحت	
فتح البیرہ	
فتح حلب	
دمشق کی طرف پیش قدمی	۲۸۰
غلط مشورہ کا نتیجہ	
تاتاریوں کو زبردست شکست	
حلب کی جنگ	
حاکم دمشق کا قتل	

عنوان	صفحہ
ہلاکو کی واپسی	
مفتوحہ ممالک	۲۸۱
مصر میں خلافت کا احیاء	
خلیفہ کی فوج کو شکست	
ہلاکو اور برکتہ کی جنگ	
مغل سردار کا فرار	
ابغا (اباقا) بن ہلاکو	۲۸۲
تکدار کی شکست	
تاتاری فوج کو شکست	
رحبہ کا محاصرہ	
ابغا کی شکست	۲۸۳
احمد تکدار بن ہلاکو	
قنقر طائی کا قتل	
احمد تکدار کا قتل	
ارغو بن ابغا	۲۸۴
اسلام کا منکر	
کتخاتو بن ابغا	
بیدو بن طرغائی بن ہلاکو	
بیدو کا قتل	۲۸۵
(غازان) قازان بن ارغو	
طرخائی مصر میں	
فیروز کا قتل	
مغل سرداروں کا فرار	
منجو کا قتل	۲۸۶
شام پر حملہ تاتار	
سلطان ناصر کی شکست	
(غازان) قازان کی فتوحات	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
مفتوحہ علاقوں کے حکام	
ناصر کا شام پر دوبارہ قبضہ	۲۸۷
مغلوں کی دوبارہ فوج کشی	
مغل فوج کا قتل عام	
خربندا ابن ارغو	
شیعی اثرات	
بہشتی محل کی تعمیر	
ابوسعید بن خربندا کا عہد حکومت	۲۸۸
امراء کی سازش	
سازش کا انسداد	
ازبک سے اختلافات	۲۸۹
سیس پر حملہ	
فتح خراسان	
جوبان کا قتل	
دمرداش بن جوبان مصر میں	۲۹۰
دمرداش کا قتل	
دوستانہ تعلقات	
ہلاکو سلطنت کا خاتمہ	
	۲۹۱
باب: نہم	
خاندان شیخ حسن کی حکومت	
ترکمانوں کا تسلط	
طوائف الملوکی	۲۹۲
امراء کی وفات	
اویس بن شیخ حسن	
اویس کی اولاد	
حسین بن اویس	
اسماعیل کا قتل	۲۹۳
دوبارہ حکومت	
حسین کا قتل	
احمد سے جنگ	
علی کا قتل	۲۹۴
ابویزید کی حمایت	
بغداد پر قبضہ	
حملۂ تیمور	
بغداد پر تیمور کی یلغار	۲۹۵
بغداد پر فوج کسی	
فتح بغداد	
احمد کا مقابلہ اور فرار	
بغداد کی دوبارہ تباہی	۲۹۶
مصری فوجوں کی تیاری	
فتح تکریت و دیار بکر	
مصری لشکر و دیار بکر	
مصری لشکر دمشق میں	
تیمور بلاد الروم میں	
آخری خبر	
	۲۹۷
باب: دہم	
ایران میں بنومظفر یزدی کی حکومت	۲۹۸
فتح فارس واصفہان	
سلطنت کی تقسیم	
شجاع کی شکست و فتح	۲۹۹
خانہ جنگی	
تیمور کی اطاعت	
تیمور کی فوج کشی	
منصور کی شکست	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
بنوالمظفر کا خاتمہ	۳۰۰	ارتنا کی حکومت	
احوال بلاد الروم اور بنوارتنا کی حکومت		دشمن کی شکست	
بلاد الروم کے علاقے		مستحکم حکومت	
وسیع سلطنت		بنودلقادر ارمینیہ میں	۳۰۵
تاتاریوں کی فتوحات		عثمانی سلطنت	
خانہ جنگی	۳۰۱	قاضی کی نگرانی	
سلطنت کی تقسیم		سلطنت بنوعثمان ترکی میں	۳۰۶
بیکو کی فتح		عثمانی قوم کا آغاز	
سقوطِ بغداد میں شرکت	۳۰۲	جداگانہ سلطنت کا قیام	
ہلاکو کی امداد		علی بیگ کا تقرر	
عزالدین کی شکست		پہلا عثمانی بادشاہ	۳۰۷
ترکمانوں کی خودمختاری		سلطان مراد کی فتوحات	
عزالدین کی وفات		قسطنطنیہ کا محاصرہ	
غیاث الدین کیخسرو کی حکومت	۳۰۳	سلطان بایزید کی حکومت	
مغل فوجوں کی شکست		وسیع سلطنت	
سازش کا انکشاف		یورپ کو خطرہ	۳۰۸
مغلوں کا تسلط		تکملہ وضمیمہ	۳۰۹
مغل حکام کا تقرر			
امیر علی کی حکومت	۳۰۴	✿ ✿ ✿	
ارمنوں کے خلاف جہاد			
دمرداش کا قتل			

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

علی بن الاشرف المنصور کی بادشاہت

اب ان لوگوں نے سلطان اشرف کے فرزند علی کے ہاتھ پر از سر نو بیعت کی اور اس کا لقب المنصور رکھا' تاہم سلطنت کا قتدار اس کے نگران قرطائی اور اس کے شریک کار ایک بدری کے ہاتھوں میں تھا۔

قشتمر کی روانگی: ادھر جب سلطان عقبہ میں شکست کھا کر قاہرہ چلا گیا تھا تو باغیوں نے متفقہ طور پر قشتمر کو اپنا قائد تسلیم کیا اور خلیفہ کو آمادہ کیا کہ وہ اس کے لئے بیعت حاصل کرے' مگر اس نے گریز کیا (مصر کے حاجی) مکہ معظّمہ سے امیر محمل بہادر جمالی کی قیادت میں حسب معمول روانہ ہوئے اور طشتمر (قشتمر) اور دیگر امراء نے مصر کا قصد کیا تا کہ سلطان کی امداد کی جائے یا اس کا خاتمہ کیا جائے۔ مگر جب وہ عجرود کے مقام پر پہنچے تو انہیں سلطان کی ہلاکت کی اطلاع ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کے فرزند (علی المنصور) کے ہاتھ پر بیعت کر لی گئی ہے اور قرطائی ملک کا باقتدار حاکم بن گیا ہے۔

ارکان سلطنت سے جنگ: لہٰذا اب انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ ارکانِ سلطنت سے جنگ کریں گے۔ لہٰذا وہ صف آرا ہو کر روانہ ہوئے۔ انہوں نے ہراول دستے پر قطلقتمر کو افسر بنا کر بھیجا۔ اس کا مقابلہ مصر کے ہراول دستوں سے ہوا تو اس نے مصری ہراول دستوں کو شکست دی اور ان کا تعاقب کرتا ہوا قلعہ کے میدان تک پہنچ گیا' وہاں اسے احساس ہوا کہ وہ بہت بڑے لشکر کے اندر گھر گیا ہے۔ اس سے پہلے قرطائی نے اقتمر الصاحبی حنبلی کو مصر کے بالائی حصہ کی طرف بھیجا تھا۔ لہٰذا اس نے حکم دیا کہ وہ اپنی فوج کو لے کر واپس آئے تا کہ وہ قشتمر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ کر سکے۔

قشتمر کو شکست: لہٰذا وہ (واپس آ کر) ان کے مقابلے کے لئے (فوج لے کر) نکلا اور جب قلعہ کے میدان میں فریقین کا مقابلہ ہوا تو قشتمر شکست کھا کر مصر کے قریب کیان کی طرف بھاگ گیا۔ پھر اس نے پناہ مانگی تو اسے پناہ دے کر نظر بند کر دیا گیا۔

عہدوں کی تقسیم: اب ایک یادگار دن منایا گیا جس میں عوام اکٹھے ہوئے اور خلیفہ' امراء' قضاۃ اور علماء سب شریک ہوئے۔ خلیفہ نے منصور بن اشرف کی بادشاہت کا اعلان کیا اور اسے اقتدار سپرد کیا۔ اس کے بعد قرطائی کھڑا ہوا اور اس نے عہدوں کی تقسیم کا اعلان کیا۔ چنانچہ اس نے قشتمر لفاف کو اتابک مقرر کیا اور استامر غتمشی کو امیر سلاح اور قطلو بغا بدری کو امیر مجلس مقرر کیا۔

قرطائی طازی کو مخصوص فوج کا حاکم بنایا گیا اور ایاس مرغتمشی (چیف سیکرٹری) دوادار ہوا اور ایک بدری امیر الماخوریہ کے عہدے پر سرفراز ہوا اور سردون جرکس کو استاذ دار (افسر مال) کا عہدہ دیا گیا۔ اقتمر حنبلی نائب السلطنت مقرر ہوا اور اس کے فوجیوں' امراء اور نائبوں کے لئے جاگیریں دی گئیں۔ طشتمر علائی دوادار کو رہا کیا گیا اور اسے اسکندریہ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاگیریں دی گئیں۔

سلطان ناصر کی اولاد کو ان کے محافظ سردون شیخونی کے ہمراہ قلعہ کرک سے واپس بلایا گیا اور شیخونی اور قلوطصر غتمشی کو حاجب مقرر کیا گیا۔

طاعون کی وبا: سال کے آخر میں اہل مصر طاعون کی وبا میں مبتلا ہوئے' جو ۹ ۷۷ھ کے آغاز تک جاری رہی۔ اس میں طشتمر لفاف جو اتابک تھا ہلاک ہو گیا۔ لہٰذا قرطائی طازی کو اس کا جانشین مقرر کیا گیا۔

بیقا ناصری شام سے بلایا گیا اور امیر کبیر قرطائی نے اسے اپنا مشیر خاص مقرر کیا۔

ایبک کا عروج و زوال

قرطائی کے اقتدار میں ایبک ابتداء ہی سے شریک رہا۔ ان دونوں نے مل کر گزشتہ سلطان کا تختہ الٹا تھا اور نئی سلطنت قائم کی تھی۔ لہٰذا دونوں میں نہایت مخلصانہ اور مستحکم تعلقات قائم تھے' تاہم ایبک اپنے دوستوں کے لئے خودمختاری چاہتا تھا اسے یہ بھی معلوم تھا کہ قرطائی عیش و عشرت کا دلدادہ ہے اور وہ اپنے ہم نشینوں کے ساتھ دادِ عیش دیتا رہتا ہے۔ چنانچہ قرطائی نے ماہِ صفر ۹ ۷۷ھ میں اپنے گھر میں ایک تقریب منعقد کی۔ اس نے اپنے ہم نشینوں میں سے سودون جرکس اور مبارک طازی جیسے دوستوں کو بلوایا تھا۔ اس موقع پر ایبک نے ایک ایسی نبیذ پیش کی جس میں خوب آور ادویہ شامل تھیں۔ رات بھر اس کا دور رہا یہاں تک کہ اسے اور اس کے ساتھیوں پر نشہ غالب آ گیا اور وہ ہوش میں نہیں آ سکے۔

یہ حالت دیکھ کر ایبک راتوں رات سوار ہو کر نکلا اور سلطان منصور کو اپنے ساتھ سوار کرا کر لایا اور اپنے لئے اقتدار کا پروانہ منظور کرایا اور عوام نے اس کی حکومت تسلیم کر لی۔

قرطائی کی جلاوطنی: قرطائی کو تین (دن) کے بعد ہوش آیا جب کہ تمام گرہیں کھل چکی تھیں (اس کے اختیارات ختم ہو چکے تھے) اور جمہور نے ایبک کو حاکم تسلیم کر لیا تھا۔ اس حالت میں قرطائی نے پناہ طلب کی تو اسے پناہ دی گئی بعد میں اسے گرفتار کر کے صفد کی طرف بھیج دیا گیا اور ایبک کی خودمختاری کے لئے میدان خالی ہو گیا۔

شام کی طرف فوج کشی: اسی سال کے ماہِ صفر کی پندرہویں تاریخ کو ایبک کو یہ اطلاع ملی کہ طشتمر نے شام میں بغاوت کا اعلان کر دیا ہے اور وہاں کے سب علاقوں کے حکام اس کے مخالف ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اس نے عام اعلان کرایا کہ (فوجیں) شام کی طرف روانہ ہو جائیں۔ چنانچہ وہ اس مقصد کے لئے تیار ہو گئیں اور ایبک نے ماہِ صفر کے آخر میں اپنے فرزند احمد اور اپنے بھائی قطلوقجا کی قیادت میں ہراول دستہ بھیجا۔ اس میں اس کے اور سلطان کے ممالیک شامل تھے۔ نیز امراء کی ایک جماعت بھی شریک تھی۔ جن میں امیر برقوق اور امیر برکہ بھی شامل تھے جو بعد میں خودمختار حکام بن گئے۔

فوج کی بغاوت: امیر ایبک آخری فوج (ساقہ) میں سلطان' امراء اور باقی ماندہ فوجوں کے ساتھ بتاریخ ۲ ربیع الاول ۹ ۷۷ھ میں روانہ ہوا۔ جب وہ بلبیس پہنچا (تو معلوم ہوا) کہ آگے کی فوج میں جو امراء شریک تھے انہوں نے اس کے بھائی کے برخلاف بغاوت کر دی ہے اور وہ شکست کھا کر اس کے پاس واپس آ گیا ہے۔ لہٰذا ایبک سلطان اور اپنی فوجوں کو لے کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلعہ واپس آ گیا۔

امراء کا اعلانِ جنگ: جب وہ وہاں پہنچا تو امراء کی ایک جماعت نے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ ان میں قطلتمر علائی الطّویل' طنبقا سلطانی اور الغناع شامل تھے جب انہوں نے جنگ کا اعلان کیا تو اس نے اپنے بھائی قطلوبغا کی سرکردگی میں ان کے مقابلے کے لئے فوجیں بھیجیں۔ انہوں نے اسے شکست دی اور اس کے بھائی کو گرفتار کرلیا۔

ایبک کا فرار: امیر ایبک کو جب اس کی خبر ہوئی تو اس نے اُن امراء کو جو اس کے پاس موجود تھے' ان سے ملاقات کرنے کے لئے بھیجا۔ جب انہوں نے بھی پیٹھ دکھائی تو وہ خود سوار ہو کر کیمان مصر کی طرف بھاگ گیا۔ ایدمر کنائی نے اس کا تعاقب کیا مگر اس کا سراغ نہیں مل سکا۔

امراء کا اختلاف: ادھر امراء قبۃ النصر سے اصطبل کی طرف گئے۔ انہوں نے چند امراء کو قطلتمر علائی کی طرف بھیجا اور اسے یہ مشورہ دیا گیا کہ وہ سلطان منصور کو معزول کر کے سابق سلطان کے فرزندوں میں سے کسی ایک کے لئے جو حکومت کا کام انجام دے سکے' بیعت حاصل کرے۔ مگر اس نے اس تجویز کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

بیبقا ناظری کا اقتدار: بعد میں وہ امراء بھی پہنچ گئے جنہوں نے بغاوت کی تھی ہراول دستے میں ایبک کا بھائی آیا' انہی میں بیبقا ناظری دمرداش یوسفی اور ہزاری منصب کے حکام کی ایک جماعت شامل تھی۔ ان کے علاوہ امیر برقوق اور امیر برکۃ بھی موجود تھے (حکومت اور اقتدار کے بارے میں) ان امراء میں اختلاف برپا ہو گیا۔ آخر کار (اکثر) امراء کو نظر بند کر کے اسکندریہ بھیج دیا گیا اور اقتدار بیبقا ناظری کے حوالے کیا گیا۔ اس نے اقتدار سنبھال لیا مگر وہ متذبذب تھا کیونکہ اس کے امراء ابھی تک مختلف خیالات رکھتے تھے۔

ایبک کی گرفتاری: ماہ ربیع الاول کی نو تاریخ کو سابق امیر ایبک پوشیدہ مقام سے نمودار ہو گیا اور حکام کے ایک گروہ کے پاس پہنچا انہوں نے اسے بیبقا ناظری کے پاس بھیجا۔ اس نے اسے اسکندریہ بھیج دیا جہاں وہ قید خانے میں بند کر دیا گیا۔

بیبقا ناظری دوسرے امراء سے بدگمان تھا' اس لئے وہ امیر برقوق اور امیر برکۃ سے خاص طور پر مشورے کیا کرتا تھا۔ آخر کار ان سب نے یہ فیصلہ کیا کہ شام سے طشتمر کو بلوا کر اُسے امیر مقرر کیا جائے۔ لہٰذا اُسے بلانے کے لئے آدمی بھیجے گئے اور وہ اس کی آمد کا انتظار کرتے رہے۔

امیر برقوق و برکۃ کا اقتدار

مصر کے اُمراء سلطنت حکومتِ مصر میں شریک ہو گئے اور انہوں نے بیبقا ناظری کو امیر و حاکم مقرر کیا تھا۔ مگر مکمل طور پر وہ اس کے مطیع و فرماں بردار نہ تھے۔ لہٰذا سلطنت میں بدانتظامی رہی اور اختلاف و انتشار برپا رہا۔ اس جماعت میں سب سے عقل مند' سیاست دان اور مدبر امیر برقوق اور برکۃ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بیبقا ناظری مخلصانہ طور پر ان سے مشورہ لے لیا کرتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باغی امراء کی گرفتاری: آخر کار ان لوگوں نے فیصلہ کیا کہ اختلاف وانتشار برپا کرنے والے اُمراء کو گرفتار کر لیا جائے تا کہ یہ اختلاف دور ہوں' ایسے امراء مندرجہ ذیل تھے:

دمرداش یوسفی' ترباٸی حسینی' اقلاص سلجوقی' استدمر بن عثمانی وغیرہ۔

ماہ صفر کے وسط میں ان سب لوگوں کو گرفتار کر کے انہیں اسکندریہ بھیج دیا گیا جہاں انہیں مقید رکھا گیا۔

پھر باقی ماندہ امراء نے اپنا ایک گروہ بنالیا۔ انہوں نے بیقا ناظری کو اتابک برقرار رکھا اور وہ قلعہ سے منتقل ہو کر اس کے سامنے شیخو کے محل میں مقیم ہوا۔ برقوق امیر ماخوریہ مقرر رہا اور وہ باب الاصطبل کے قریب مقیم ہوا۔ برکتہ جوبانی امیر مجلس مقرر رہا۔ یوں سلطنت کا انتظام چلتا رہا۔

طشتمر کی بغاوت: اُدھر شام میں طشتمر نائب حاکم نے علمِ بغاوت بلند کر رکھا تھا اور وہ خود مختار ہو گیا تھا۔ اس نے شام کے اُمراء اور فوجوں کو اکٹھا کر لیا تھا اور عرب اور ترکمان قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملا کر دمشق کے باہر خیمہ زن ہوا تا کہ مصر پر فوج کشی کرے۔

اُدھر ایبک (سابق حاکم مصر) سلطان اور فوجوں کو لے کر شام کی طرف جنگ کے لئے روانہ ہوا تا کہ وہ طشتمر کی سرکوبی کرے۔ مگر راستے میں اُمراء نے اس کے خلاف بغاوت کر دی اور وہ بیقا دیہ جماعت سے مل گئے' جن کا سردار بیقا ناظری تھا۔ آخر کار یہ جماعت ایبک پر غالب آ کر برسرِ اقتدار آ گئی۔ اور ایبک کا اقتدار ختم ہو گیا)

حکومت کی پیش کش: اب بیقا ناظری نے برقوق اور برکتہ کے مشورہ سے یہ فیصلہ کیا کہ طشتمر کو مصر بلوایا جائے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ مصالحت کر کے اس فتنہ بغاوت کا سدباب کیا جائے۔ لہٰذا انہوں نے اسے لکھا کہ وہ اتابک کا عہدہ سنبھالنے اور سلطنت کا انتظام کرنے کے لئے مصر پہنچ جائے کیونکہ وہ بیقا دیہ جماعت کا بزرگ اور سردار ہے۔

طشتمر اس تحریر سے مطمئن ہو گیا اور فتنہ وفساد بند کر کے مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب وہ قریب پہنچا تو اس کی تعظیم و اقتدار کے بارے میں امراء میں اختلاف پیدا ہوا۔

طشتمر کی حکومت: بہر حال سلطان کو سوار کرا کر وہ زبدانیہ لے گئے تا کہ وہ اس کا استقبال کرے۔ پھر انہوں نے امراء کو اس کے حوالے کر دیا۔ اور اسے اتابک کا عہدہ دے کر مصر کی زمامِ حکومت اس کے ہاتھ میں دے دی۔ چنانچہ کسی کو مقرر کرنا اور معزول کرنا اور حل وعقد کا اختیار اسے حاصل ہو گیا۔ بیقا ناظری کو سباطا کے بجائے امیر سلاح مقرر کیا گیا۔ انہوں نے (بااقتدار) جماعت قلعہ کرک کی طرف بھیجی کیونکہ طشتمر ان کے عہدے پر برقرار ہو گیا تھا۔ طشتمر نے بندمر خوارزمی کو دمشق کا حاکم مطلق بنا کر بھیجا کہ جسے چاہے وہ وہاں کے عہدوں پر حاکم مقرر کرے۔ استاذ دار برقوق اور برکتہ نے بھی اس تجویز کی حمایت کی۔ اس نے ایبک یوسفی کو بھی حاکم مقرر کیا اور برقوق کو مخصوص فوج کا سردار مقرر کیا گیا۔ پہلے اس عہدہ پر ناظری مقرر تھا۔ یوں انتظام سلطنت چلتا رہا۔

برقوق و برکتہ کی پالیسی: اس انتظام کے ماتحت امیر برقوق اور برکتہ اپنا اقتدار بڑھانے کے لئے اپنے حامی ممالیک کو بہ کثرت ملازم رکھنے لگے تا کہ کوئی دوسرا امیر ان کے برابر اقتدار حاصل نہ کر سکے۔ وہ اپنے حامی افراد کو ترقی کے درجے پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچاتے تھے اور جو ان کی خدمت کرتا تھا اسے جاگیریں دیتے تھے اور افسروں میں سے جو کوئی ان دونوں کا حامی ہوتا تھا اور دوسرے امراء سے کنارہ کشی کرتا تھا اسے امیر مقرر کرتے تھے۔

طشتمر کی گرفتاری: امیر طشتمر کو ان باتوں سے ان پر شک وشبہ لاحق ہوا اور اس کے دوستوں نے بھی اسے بھڑکایا کہ وہ ان دونوں حکام کو گرفتار کر لے چنانچہ جب ۹ ۷۷ھ کا ماہ ذوالحجہ آیا تو اس کے ساتھیوں نے بغیر سوچے سمجھے جلد حملہ کرنے پر اصرار کیا۔ مگر طشتمر نے پس وپیش کیا۔ مگر جب امیر برقوق اور برکۃ اصطبل میں اکٹھے ہو گئے تو اس نے حملہ کرنے کا فیصلہ کیا اور طشتمر کے ممالیک امیلہ کے مقام پر دن کے کچھ حصہ میں جنگ کرتے رہے۔ آخر کار وہ شکست کھا کر منتشر ہو گئے۔ اس موقع پر طشتمر نے پناہ طلب کی چنانچہ پناہ دے کر اسے قلعہ میں طلب کیا گیا جب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچا تو اسے اور اس کی جماعت کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں یہ امراء بھی شامل تھے۔

(۱) اطلمش ارغونی (۲) مدلان ناظری (۳) امیر حاج بن مغلطائی (۴) دوادار ارغونی۔

ان سب کو اسکندریہ بھیج دیا گیا جہاں وہ قید خانے میں رہے۔ ان لوگوں کے ساتھ بیقا ناظری کو بھی بھیجا گیا مگر چند دنوں کے بعد اسے رہا کر دیا گیا اور طرابلس کا نائب حاکم بنا کر وہاں بھیج دیا گیا بعد ازاں طشتمر کو بھی رہا کر کے دمیاط کی طرف بھیجا گیا۔ پھر اسے بیت المقدس منتقل کیا گیا اور وہیں وہ ۸ ۷۷ھ میں فوت ہو گیا۔

برقوق وبرکۃ کی مشترکہ حکومت: مذکورہ بالا دونوں حکام کی نظر بندی کے بعد برقوق وبرکۃ دونوں نے مصر کی حکومت سنبھال لی اور ان کا کوئی حریف باقی نہیں رہا۔

اب امیر برقوق اتابک مقرر ہوا اور جابی شمسی ناخوریہ کا امیر مقرر ہوا اور برقوق کا رشتہ دار انیال' بیقا ناظری کے بجائے امیر سلاح مقرر ہوا اور اقتمر عثمانی' اطلمش ارغونی کے بجائے دوادار کے عہدہ پر فائز ہوا۔ طغیغا جوبانی دوبارہ نوبہ (خاص فوج) کا سردار مقرر ہوا اور دمرداش امیر مجلس بنایا گیا۔

حلب کے حکام: حلب کا نائب حاکم اس اثناء میں فوت ہو گیا تھا تو اس کے بجائے عشقمتر ماردانی کو حاکم مقرر کیا گیا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد عشقتمر نے رخصت طلب کی تو اسے رخصت کر کے اسکندریہ میں مقید کر دیا گیا اور اس کے بجائے حلب کا نائب حاکم تمرتاس حسینی دمرداش کو مقرر کیا گیا۔

پھر (سابق حاکم کو) رہا کر دیا گیا اور اس نے بیت المقدس میں تھوڑی دیر قیام کیا تھا کہ برکۃ نے اسے بلوا لیا اور اس کی خاطر داری کرنے کے بعد اسے نائب حاکم بنا کر حلب بھیجا۔

انیال کی بغاوت اور اس کا زوال

انیال امیر سلاح کے عہدہ پر فائز تھا۔ وہ امیر برقوق کا رشتہ دار تھا۔ اس لئے وہ سلطنت کے سرکاری حلقوں میں بہت اثر ورسوخ رکھتا تھا۔ وہ امیر برکۃ کا سخت مخالف تھا اور اپنے عزیز (برقوق) کو بھڑکاتا تھا کہ وہ اس سے نفرت کرے۔ مگر وہ یہ بات تسلیم نہیں کرتا تھا۔ لہٰذا اس نے بغاوت کا ارادہ کیا اور جب امیر برکۃ بحیرہ کی طرف سیر وشکار کے سفر پر روانہ ہوا تو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے موقع ہاتھ لگا۔ انہی دنوں میں امیر برقوق بھی شہر سے باہر شکار کے لئے نکلا ہوا تھا۔ اس لئے اب میدان اینال کے لئے خالی تھا۔

لہٰذا سب سے پہلا باب الاصطبل پر قبضہ کیا۔ اس کے ساتھ نہ صرف اس کے غلاموں کی جماعت تھی بلکہ امیر برقوق کے ممالیک بھی اس کے ساتھ شریک ہو گئے تھے انہوں نے امیر ماخور یہ جرکس خلیلی کو بھی گرفتار کر لیا تھا اور سلطان منصور کو بھی بلوایا چاہا تا کہ اسے عوام کے سامنے ظاہر کریں۔ مگر محافظوں نے اسے روک دیا۔

اتنے میں امیر برقوق سیر و شکار سے واپس آیا۔ اس کے ساتھ اتابک شمسی بھی تھا۔ وہ قلعہ کے باہر اس کے مکان پر پہنچے اور اپنے باقی ماندہ ممالیک کو مسلح کر کے اور سوار ہو کر اصطبل کے میدان کی طرف پہنچے۔

پھر انہوں نے دروازے کا قصد کیا اور اس میں آگ لگا دی۔ اس وقت امیر قرطائی منصوری پوشیدہ دروازے سے نکلا اور ان کے لئے دروازہ کھول دیا۔ پھر داخل ہو کر انہوں نے اینال کا مقابلہ کیا۔ اس موقع پر امیر برقوق کے ان غلاموں نے جو اینال کے ساتھ تھے' ساتھ چھوڑ دیا بلکہ اس پر تیر اندازی کرنے لگے۔ لہٰذا وہ شکست کھا کر اور زخمی ہو کر اپنے گھر بھاگ گیا۔

اینال کی گرفتاری: اس کے بعد اسے امیر برقوق کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے یہ معذرت کی کہ اس کی اس کارروائی کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ امیر برکۃ پر غالب آ جائے۔ لہٰذا اسے اسکندریہ کی طرف بھیج دیا گیا جہاں اسے نظر بند کر دیا گیا۔ پھر بیقا ناظری کو طرابلس سے بلوا کر امیر سلاح مقرر کر دیا گیا۔

جب امیر برکۃ کو یہ خبر ملی تو وہ بحیرہ سے جلد واپس آ گیا اور اس طرح حالات درست ہو گئے۔

اس بغاوت کی سرکوبی کے سلسلے میں جو سرکاری عہدے خالی ہو گئے تھے۔ اس پر غور کرنے کے بعد باصلاحیت افراد کا ان عہدوں پر تقرر کیا گیا۔ اس سلسلے میں ان لوگوں کو ترجیح دی گئی جنہوں نے اس بغاوت کی سرکوبی میں عمدہ خدمات انجام دی تھیں۔ ایسے لوگوں میں پیش پیش قروم اور قرط تھے۔ یہ واقعات ۷۸۱ھ میں رونما ہوئے۔

اینال کا انجام: اینال کچھ عرصے اسکندریہ میں مقید رہا۔ پھر ماہ صفر ۷۸۲ھ میں اسے رہا کر کے طرابلس کا حاکم مقرر کیا گیا۔ جب منکلی بقا احمدی فوت ہو گیا تو اینال اس کے بجائے حلب کا نائب حاکم مقرر کیا گیا۔ سال کے آخر میں اسے پھر گرفتار کر کے قلعہ کرک میں مقید کیا گیا اور اس کے بجائے بیقا احمدی کو مقرر کیا گیا اور اس کے اپنے عہدے پر بندمر خوارزمی کو مقرر کیا گیا۔

۷۸۱ھ میں شام میں عرب قبائل کا سردار جبار بن المہنا فوت ہو گیا تو اس کے بجائے معیقل بن فضل بن عیسیٰ اور زامل بن موسیٰ بن عیسیٰ کو مشترکہ طور پر امیر مقرر کیا گیا۔ پھر ان دونوں کو معزول کر کے یعبر بن جبار کو امیر مقرر کیا گیا۔

امیر برکۃ کی بغاوت: امیر برکۃ سلطنت کے انتظام میں امیر برقوق کے ساتھ مساوی طور پر شریک تھا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے سلطنت کے مالیات کا مختار کل بنا دیا تھا۔ ادھر امیر برقوق امور سلطنت میں مستقل مزاجی کے ساتھ عام مفادات اور رفاہِ عام کے کام سرانجام دیتا تھا۔ اس لئے اس کی اس کے ساتھی ماتحت افسروں کے ساتھ اکثر مخالفت رہتی تھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اکثر معاملات میں ان کے اختیارات چھین لیتا تھا۔ اس لئے وہ اس سے تنگ آ گئے تھے اور امیر برکتہ کو اس پر حملہ کر کے خود مختاری حاصل کرنے کے لئے بھڑکانے لگے۔

وہ امیر برقوق کے ایک بڑے ساتھی الشمس کے خلاف جا کر چغل خوری کرنے لگے کہ وہ امیر برقوق کو برکتہ کے خلاف بھی بھڑکاتا تھا۔ یوں وہ دونوں کے باہمی تعلقات کو بگاڑ کر اپنے لئے راہ ہموار کر رہا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ الشمس دونوں کے خلاف بغاوت کی تیاریاں کر رہا ہے۔

ناچاقی کا آغاز: (یہ باتیں سن کر) برکتہ امیر برقوق کے پاس آیا۔ اس نے الشمس کو گرفتار کرنا چاہا، مگر برقوق نے اسے (اس ارادہ سے) باز رکھا اور اس کی حمایت کی۔ اس کی وجہ سے برکتہ الشمس کا سخت مخالف ہو گیا اور امیر برقوق سے بھی ناراض ہو گیا۔

(یہ حالت دیکھ کر) مصر کے اکابر حضرات نے ان دونوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کی۔ چنانچہ شیخ کمال الدین شیخ التکیہ اور اہل خراسان کے شیخ الصوفیہ شیخ خلدی وغیرہ الشمس کو برکتہ کے پاس معافی منگوانے کے لئے لائے۔ چنانچہ اس نے اسے معاف کر کے اسے خلعت عطا کیا۔

بغاوت کا قصد: امیر برکتہ نے اس کے بعد دوبارہ اور تیسری مرتبہ بھی جھگڑا کیا اس وقت اس کا عزم مصمم ہو گیا تھا کہ وہ اعلانِ بغاوت کر کے حملہ کر دے۔ اس عرصے میں ماہِ ربیع الاوّل ۷۸۲ھ میں جمعہ کے دن امیر برقوق کے گھر میں ولیمہ کی دعوت ہوئی جس میں امیر برکتہ کے تمام ساتھی اور حامی افراد شریک ہوئے۔

احتیاطی تدابیر: اس سے پہلے امیر برقوق کو کسی خیر خواہ نے یہ اطلاع دی تھی کہ امیر برکتہ دوسرے دن بغاوت کا اعلان کرنے والا ہے لہٰذا امیر برقوق نے برکتہ کے تمام ساتھیوں کو فوراً گرفتار کر لیا تا کہ ان کی گرفتاری کی بدولت اس کے بازو کٹ جائیں پھر اس نے اپنے ملازموں کو خود اُس کی گرفتاری کے لئے بھیجا اس مقصد کے لئے بدلان ناصری کو مدرسہ حسن کے مینار پر چڑھا دیا گیا تھا۔ اس نے وہاں سے اس کے اصطبل کی طرف تیراندازی کی۔ مگر امیر برکتہ سوار ہو کر قبۃ النصر پہنچا اور وہاں خیمہ زن ہوا۔

اس وقت عوام میں یہ اعلان کرا دیا گیا کہ وہ اس کے گھروں کو لوٹ لیں۔ چنانچہ عوام نے اس کے گھروں کو لوٹ کر انہیں تباہ و برباد کر دیا۔

خانہ جنگی: اس موقع پر بیقا ناصری نے برکتہ کا ساتھ دیا اور اس کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا۔ اب امیر برقوق نے اصطبل کی سمت سے قلعہ کے دروازہ پر اپنا محاذ قائم کیا اور اپنے شہسواروں کو جنگ کے لئے روانہ کیا۔ دن بھر جنگ ہوتی رہی۔ امیر برکتہ نے صف بندی کر کے دو طرف سے حملہ کیا۔ ایک حصہ کی قیادت بیقا ناصری کر رہا تھا۔

الاق شعبانی نے برکتہ کے مقابلہ کے لئے فوج کشی کی اور الشمس (فوج لے کر) بیقا ناصری کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ آخر کار امیر برکتہ کی فوجوں کو شکست ہوئی اور وہ قبۃ النصر واپس چلا گیا۔ اس کے ساتھی زخموں سے چور تھے اور ان میں سے اکثر اس کے گھر میں چھپ گئے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برکتہ کی گرفتاری: وہ کچھ عرصے رات گزارنے کے بعد شہر کی جامع مسجد پہنچا اور وہاں اس نے رات گزاری۔ امیر برقوق کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے طنبقا جوبانی کو (اسے گرفتار کرنے کے لئے) بھیجا۔ (وہ اسے گرفتار کر کے) قلعہ لے آیا۔ پھر امیر برقوق نے برکتہ کو اسکندریہ روانہ کیا۔ جہاں اسے مقید رکھا گیا۔ بعد میں وہاں کے نائب حاکم صلاح الدین بن عزام نے اسے قتل کر دیا۔

نئے حکام کا تقرر: اس کے بعد بیبقا ناصری اور اس کے تمام حامی امراء کو گرفتار کر لیا گیا اور انہیں جیل خانوں میں بند کر دیا گیا تا آنکہ حالات میں تبدیلی ہو۔ امیر برقوق نے ان کے عہدوں پر سلطنت کے ان افسروں کو مقرر کیا جنہیں وہ پسند کرتا تھا۔ اس نے انیال کو بھی رہا کیا جس نے اس سے پہلے بغاوت کی تھی اور اب اسے طرابلس کا نائب مقرر کر کے بھیجا گیا۔

حکام کے تبادلے: اب برقوق نے سلطنت کا انتظام تنہا خود مختار حاکم کی حیثیت سے سنبھالا اور تمام نظم ونسق درست کیا۔ وہ سندمر نائب حاکم دمشق سے بدگمان تھا، کیونکہ وہ برکتہ کا دوست تھا۔ اس لئے اس نے اسے اور اس کے دوستوں کو جو دمشق میں موجود تھے گرفتار کر لیا اور دمشق کی حکومت عشقتمر کے سپرد کی۔ اس نے انیال کو حلب کا حاکم بنایا اور امیر برکتہ کے بجائے الشمس کو اتابک[1] مقرر کیا اور الاق شعبانی کو امیر سلاح[2] اور طنبقا جوبانی کو امیر مجلس[3] اور ابقا عثمانی کو دوادار[4] اور چرکس خلیل کو امیر ماخوریہ[5] مقرر کیا۔

اہلِ بحیرہ کی بغاوت اور فوجی حملے

اہل بحیرہ وہ خانہ بدوش قبائل تھے جنھوں نے اس علاقے کو آباد کیا۔ ان میں ہوارہ، مزانہ اور زناتہ کے قبائل شامل تھے۔ یہی لوگ اپنے ماتحت قبائل پر حکومت کرتے تھے اور ہر سال وقت مقررہ پر سلطان کو خراج ادا کرتے تھے۔ خراج وصول کرنے اور اسے بھجوانے کا کام بدر بن سلام اور اس کے آباء واجداد کے ذمے تھے۔ یہ لوگ قبیلہ زناتہ سے تعلق رکھتے تھے جو

---

[1] اتابک ترکی لفظ ہے جو اتا بیگ کا مخفف ہے۔ اتا کے معنی باپ کے ہیں۔ جیسے مصطفیٰ کمال پاشا کو اتاترک کا خطاب دیا گیا تھا کیونکہ وہ بابائے ترک تھے۔ مجازاً امیر وسردار پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے یعنی ابوالامراء یا امیر اعظم مراد ہے۔ یہ عہدہ تقریباً وزیر اعظم کے برابر ہوتا ہے۔ (مترجم)

[2] امیر سلاح سلطان کے ہتھیاروں کا محافظ ہوتا ہے۔ بالعموم وزیر دفاع یا وزیر جنگ کے برابر یہ عہدہ ہوتا ہے۔ (ملاحظہ ہو صبح الاعشیٰ از قلقشندی مطبوعہ حکومت مصر ج ۵ ص ۴۵۶ والنجوم الزاہرہ ج ۷ ص ۱۸۴۔ ۱۵۶ از ابن تغردی مطبوعہ حکومت مصر وزارت ثقافت) مترجم۔

[3] امیر مجلس سلطان کے دربار کا انتظام کرتا ہے۔ اس کا عہدہ امیر سلاح سے بڑا ہوتا ہے آج کل کی اصطلاح میں وزیر دربار کے برابر ہے (مترجم) (ملاحظہ ہو صبح الاعشیٰ ج ۵ ص ۴۵۵ مطبوعہ وزارت ثقافت مصر)

[4] دوادار دراصل دوات دار کا مخفف ہے۔ قدیم زمانے میں اس عہدہ پر عمامہ پوش اہلکار کا تقرر ہوتا تھا جو سلطان کی دوات وقلم کی حفاظت کرتا تھا اور ایک پیش کار اور منشی کے برابر اس کا عہدہ ہوتا تھا مگر بعد میں یہ اعلیٰ عہدوں میں شمار کیا جانے لگا اور پرائیویٹ سیکرٹری کے برابر ہو گیا۔ (صبح الاعشیٰ والنجوم الزاہرہ تغری بردی ج ۷ ص ۴ ۱۷۔ ۱۸۵ مطبوعہ وزارت ثقافت مصر) مترجم۔

[5] امیر ماخوریہ۔ یہ لفظ مذکورہ بالا کتب میں امیر آخور کے نام سے مذکور ہے جسے بگاڑ کر امیر سلاخور اور سلاخور بھی بولا جاتا ہے۔ یہ بھی ممالیک مصر کے زمانے میں بڑا عہدہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کے ذمے گھوڑوں اور مویشی کی حفاظت اور خوراک کا بندوبست کرنا ہے۔ (صبح الاعشیٰ والنجوم الزاہرہ لابن تقری عبدی ج ۷ ص ۱۸۵) مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لواتہ کی ایک شاخ ہے ان لوگوں سے الگ بادیہ نشین قبائل اور ان کے سردار بھی تھے جیسا کہ ابوذئب ہے جو ھرانہ اور عسرہ کا سردار تھا۔ اسی طرح خلیج اسکندریہ کے قریب بنوالترکیہ تھے جو عربوں کے سردار تھے' مگر ان کے تعلقات بھی اہل بحیرہ کے (قبائل) سے قائم تھے۔ کیونکہ وہ بحیرہ سے غلہ فراہم کرتے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنے مقاصد پورا کرنے اور مال و دولت حاصل کرنے کے لئے ترک بادشاہوں کی ملازمت بھی اختیار کر رکھی تھی۔ یوں ان کا اثر و رسوخ اور رتبہ بڑھ گیا اور وہ اپنے ہم پلہ قبائل ہوارہ وغیرہ سے آگے بڑھ گئے۔

خراج میں اضافہ: اس کے بعد سلطنت کی ضروریات کے مطابق ان کے خراج میں اضافہ کیا گیا تو یہ اضافہ انہیں ناگوار معلوم ہوا اور چونکہ وہ باعزت اور اعلیٰ مرتبہ حاصل کر چکے تھے اس لئے انہوں نے خراج دینا بند کر دیا۔ لہٰذا خراج کی وصولی میں ان پر سختی کی گئی۔ جب (ان کے سردار) سلام کو قاہرہ میں قید کر دیا گیا تو اس کا فرزند بدر بن سلام قبیلہ کے علاقے کی طرف جو صعید (مصر کے بالائی حصہ) میں تھا بھاگ گیا۔

بغاوت کا انسداد: جب شاہی فوجیں وہاں پہنچیں تو بدر نے ان کا مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں کاشف مارا گیا۔ یہ فوجیں ۷۸۰ھ میں الاق شعبانی احمد بن بیبقا اور انیال کی مشترکہ قیادت میں روانہ کی گئی تھیں۔ اس وقت تک انیال نے بغاوت نہیں اختیار کی تھی لہٰذا بدر کی فوجیں بھاگ گئیں اور شاہی لشکر نے ان کے علاقہ کا صفایا کر دیا اور پھر وہ فوجیں واپس چلی گئیں۔

اس کے بعد بدر بحیرہ کے علاقہ میں واپس آ گیا اور حکومت مصر اس سے غافل ہو گئی کیونکہ پہلے انیال اور اس کے بعد برکتہ کی بغاوتیں ہو رہی تھیں۔ اس اثناء میں بدر بن سلام کا فتنہ و فساد بڑھتا رہا اور اس نے خراج ادا کرنا بند کر دیا تھا۔

شاہی فوج کشی: آخر کار شاہی لشکر اتابک الشمس اور امیر سلاح' جو یانی امیر مجلس اور دیگر مغربی امراء کی سرکردگی میں روانہ ہوا۔ جب یہ فوجیں بحیرہ پہنچیں تو بدر نے ان سے جنگ کرنے کے ارادہ کیا مگر کسی نے شاہی لشکر کو (برے انجام سے) خبردار کر دیا تو انہوں نے اپنے خیمے اکھاڑ لئے اور اس محاذ کو خالی چھوڑ کر اپنے مرکزی محاذ کی طرف چلے گئے (یہ حالت دیکھ کر) دشمن کی فوجیں خیمہ گاہ پہنچیں اور اسے لوٹنے میں مصروف ہو گئیں۔

اس وقت شاہی فوجوں نے ان پر پلٹ کر حملہ کیا اور ان کی فوجوں کا صفایا کر دیا اور ان میں سے بہت ہی کم بچ سکے۔ لہٰذا بدر بن سلام نے اطاعت کا پیغام بھیجا اور خوف و خطرہ کا عذر پیش کیا اور جب خراج ادا کر دیا تو شاہی فوجیں واپس چلی گئیں اور بحیرہ کا حاکم بکتمر شریف کو مقرر کیا گیا۔ پھر اسے تبدیل کر کے قرط بن عمر کو حاکم مقرر کیا گیا۔

دوبارہ بغاوت: اس کے بعد بدر نے دوبارہ بغاوت کی تو شاہی فوجیں پھر اس کے مقابلہ کے لئے آئیں۔ انہیں دیکھ کر وہ بھاگ گیا تو قرط بن عمر نے اس کی فوجوں کا صفایا کیا۔ ان کے اکثر مردوں کو تہ تیغ کیا گیا اور باقی ماندہ افراد کو مقید کیا گیا۔ اس اثناء میں بدر کا چچا زاد بھائی اور اس کے ساتھی اس کی حمایت سے دستبردار ہو گئے۔ ابن شادی فوت ہو گیا اور جو باقی رہ گئے تھے انہوں نے پناہ کی درخواست کی لہٰذا انہیں پناہ دے دی گئی کچھ مرد ان میں سے قید کئے گئے اور جو باقی رہ گئے' انہوں نے خراج ادا کرنے کی ضمانت دی۔

بدر کا فرار اور قتل: بدر نے بھی پناہ طلب کی مگر اسے پناہ نہیں دی گئی اس لئے وہ صعید (مصر کے بالائی حصہ) کی طرف چلا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ شاہی لشکر نے اس کا تعاقب کیا تو وہ وہاں سے بھی بھاگ گیا۔ اب اس کے قبائل اور علاقہ کا صفایا کیا گیا۔

وہاں سے وہ برقہ (لیبیا کا علاقہ) چلا گیا اور شیخ ابوذئب کا مہمان بنا۔ اس نے اسے پناہ دے دی۔

(بدر کے چلے جانے کے بعد) بحیرہ کے حالات درست ہو گئے اور قرط (حاکم) نے وہاں سے خراج وصول کر لیا۔ اس نے رحاب اور شادی کی اولاد کو قتل کر دیا اور ان کے تمام مردوں کو زندہ نہیں چھوڑا۔

اُدھر بدر شیخ ابوذئب کے ساتھ رہنے لگا مگر کبھی کبھی اپنے علاقے کی طرف بھی جاتا تھا۔

آخر کار ایک انتقام لینے والے نے (جس کے کسی افراد کو اس نے قتل کیا تھا) اسے پکڑ لیا اور اپنا انتقام لے کر (اسے مار ڈالا) اور اسے دوسروں کے لئے عبرت کا نمونہ ۷۸۹ھ میں بنا دیا۔

امیر برکۃ کا قتل: امیر برکۃ جب امیر تھا تو اس نے خلیل بن عزام کو اپنا استاذ دار[1] مقرر کیا تھا۔ پھر اس نے اس پر مالی (غبن) کا الزام لگایا اور ناراض ہو کر اسے معزول کر دیا اور اس کا مال ضبط کر کے اسے مقید کر دیا تھا کچھ عرصہ کے بعد اس نے اسے رہا کر دیا۔ مگر خلیل کے دل میں انتقام کا جذبہ موجزن رہا۔

جب برکۃ کا زوال ہوا اور وہ اسکندریہ میں نظر بند ہوا۔ جہاں کا نائب خلیل ابن عزام تھا تو اس نے برکۃ کو قتل کر کے انتقام لینے کا قصد کیا مگر اس کے انجام سے خوف زدہ ہو کر قاہرہ چلا گیا جب وہ واپس آیا تو اس نے یہ ارادہ ترک کر دیا مگر آخر کار وہ اپنے پوشیدہ کینہ اور دشمنی سے مغلوب ہو گیا اور اس نے رات کی تاریکی میں اسے اچانک قتل کر دینے کا ارادہ کیا۔ اس نے چند مسلح لوگوں کو اس کے پاس (رات کے وقت) بھیجا اور انہوں نے اُسے قتل کر دیا۔ اس نے اقرار کیا کہ اس نے انہیں قتل کرنے کی اجازت دی تھی۔

قاتل کو سزا: یہ خبر سلطنت مصر کے نگران امیر برقوق کے کانوں تک بھی پہنچی کیونکہ امیر برکۃ کے غلاموں نے خلیل کے خلاف اس سے فریاد کی تھی تو اسے یہ فعل بہت ناگوار گزرا۔ اس نے خلیل بن عزام کے خلاف سخت کارروائی کی اور اپنے دوادار امیر یونس کو بھیجا کہ وہ اس کی تحقیقات کر کے ابن عزام کو اس کی خدمت میں پیش کرے چنانچہ وہ اسے بیڑیوں میں جکڑ کر لایا اور اسے امیر برکۃ کے قتل کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔

امیر برقوق نے اس پر قسم کھائی کہ وہ ضرور بالضرور اس کا انتقام لے گا۔ چنانچہ ۷۸۲ھ میں پندرہ رجب کی تاریخ کو ابن عزام کو قلعہ پہنچایا گیا اور قلعہ کے دروازہ کے پاس اسے کوڑے مارے گئے، پھر تشہیر کے لئے اسے اونٹ پر گشت کرایا گیا اور سوق الخیل میں اسے اتار دیا گیا۔ جہاں برکۃ کے غلاموں نے اسے پکڑ کر تلواروں کے وار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اس کی لاش کے ٹکڑے گر کر ہر طرف بکھر گئے۔ یوں لوگوں کو عبرت اور نصیحت حاصل ہوئی۔

سلطان منصور بن اشرف کی وفات: جب سلطان منصور علی بن اشرف کو امیر قرطائی نے اس کے باپ کے خلاف بغاوت کر کے تخت پر بٹھایا تھا تو وہ بارہ سال کا بچہ تھا۔ تاہم اس کی سلطنت برقرار رہی مگر اس کی حکومتیں تبدیل ہوتی رہیں۔ وہ پانچ سال بادشاہ رہا اور ماہ صفر ۷۸۳ھ میں فوت ہو گیا۔

---

[1] استاذ دار دراصل استد دار تھا۔ یہ سلطان کے مالیات کے لین دین کا عہدہ دار ہے۔ اسے وزیر مالیات بھی کہہ سکتے ہیں۔ (صبح الاعشیٰ ج ۵ ص ۴۵۹) مترجم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر حاج صالح کی تخت نشینی

اس کی وفات کے بعد امیر برقوق نے امرائے مصر کو بلوایا۔ انہوں نے متفقہ طور پر اس کے بھائی امیر حاج کو بادشاہ مقرر کیا اور اسے شاہی دربار لے جا کر تخت پر بٹھا دیا اور اس کا لقب صالح رکھا۔ خلیفہ نے حسب معمول ایک فرمان جاری کیا جس میں اسے سلطان تسلیم کیا گیا تھا اور امیر برقوق کو اس کی صغر سنی کی وجہ سے سلطنت کا نگران مقرر کیا گیا تھا۔ علمائے کرام نے بھی اسی قسم کا فتویٰ دیا اور اس تقرر کو بیعت میں شامل کر دیا گیا خلیفہ کا یہ تحریری فرمان امراء' قاضیوں اور خاص و عام افراد کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا یہ دن قابل دید اور یادگار دن تھا۔ اس کے بعد مجمع منتشر ہو گیا۔ پھر سلطان کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اور اس کی سلطنت کا آغاز ہو گیا۔ جس میں امیر برقوق کا بہت بڑا حصہ تھا۔

ابو برقوق کی آمد اور استقبال: امیر برقوق کا اصل خاندان قبیلۂ چرکس سے متعلق ہے جو شمالی علاقے کے ان کوہساروں میں رہتے ہیں جو قفچاق اور اوس وغیرہ کو مشرقی سمت سے احاطہ کئے ہوئے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اس چرکسی قبیلہ کا تعلق اس غسان قبیلہ سے ہے جو اپنے امیر جبلہ بن الایہم کے ساتھ رومی علاقے میں داخل ہوئے تھے جب کہ ان کے امیر کا حضرت عمرؓ بن الخطاب سے اختلاف ہو گیا تھا۔ یہ واقعہ بہت مشہور ہے اور مؤرخین نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

غسانی قبیلہ کی تحقیق: مگر یہ رائے درست نہیں ہے کیونکہ چرکس کا قبیلہ ترکوں میں بہت پہلے سے مشہور ہے اور ماہرین علم الانسان اس سے واقف ہیں اور اس قبیلہ کے افراد ان مقامات میں غسانیوں کے داخلۂ روم سے پہلے ان مقامات میں رہتے تھے۔ البتہ یہ واقعہ درست ہو سکتا ہے کہ غسانی قبیلہ جب امیر جبلہ کے ساتھ ہرقل کے پاس پہنچا تو وہاں رہنے لگے۔ کیونکہ وہ واپس جانے سے مایوس ہو گئے تھے اور ہرقل فوت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد رومی سلطنت کا انتظام بگڑ گیا اور ان کے علاقوں میں فتنہ و فساد برپا ہونے لگے تو ان خانہ جنگیوں میں قبیلۂ غسان کو حلیف بنانے کے لئے کسی قوم کی ضرورت ہوئی ہوگی تو ممکن ہے کہ انہوں نے چرکسی قبائل کو اپنا حلیف بنا لیا ہو اور قسطنطنیہ کے مشرقی سمت میں ان کے کوہستانی علاقے میں آباد ہو گئے ہوں اور شادی بیاہ کر کے ان میں مدغم ہو گئے ہوں۔ یہاں تک کہ قبیلہ کی حیثیت سے ان کی ہستی فنا ہو گئی ہو اور وہ میدانوں سے نکل کر ان کے پہاڑوں میں آباد ہو گئے ہوں اور یوں ان کی ایک شاخ غسان کے نام ان چرکسی قبائل کے ساتھ شامل ہو گئی ہو۔ بہر حال یہ تحقیق کسی حد تک قرین قیاس اور صحیح ہو سکتی ہے۔

برقوق کا ابتدائی زمانہ: امیر برقوق کو امیر بیقا کے زمانے میں اس زمانے کا مشہور عثمان قراجا حاصل کر کے لایا تھا۔ امیر بیقا نے اسے خرید لیا اور وہ اس کے گھر میں پرورش پانے لگا اور وہیں اس نے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اس نے تیر اندازی اور ملک و سلطنت کے آداب و قواعد سیکھے۔ اس طریقے سے اس کا خاندانی اکھڑ پن دور ہو گیا اور وہ امارت اور اعلیٰ عہدہ حاصل کرنے کے قابل بن گیا اس کی پیشانی سے ترقی اور خوش بختی کے آثار نمایاں تھے اور خداوند کریم کا فضل و کرم اس کے شامل حال رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قید خانے میں: اس کے بعد بیقا اور اس کے ممالیک پر زوال آیا اور ان کا سردار استدمر ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد کچھ غلاموں کو جلا وطن کر دیا اور ان میں سے ایک حصے کو قید خانوں میں ٹھونس دیا گیا۔ انہیں میں امیر برقوق بھی تھا وہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ قلعہ کرک کے قید خانے میں پانچ سال تک مقید رہا۔ یہ بھی خداوند تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش تھی جس میں وہ مبتلا رہا۔ اس مدت کے بعد اسے اس کے ساتھیوں کے ساتھ چھوڑ دیا گیا اور یہ جماعت شام چلی گئی۔

سلطان کی طلبی: شام کے نائب حاکم امیر منجک نے ان لوگوں کو اپنے پاس رکھا وہ نہایت عقل مند اور جہاں دیدہ حاکم تھا۔ اسے امیر برقوق سے بہت محبت ہو گئی۔ کیونکہ اس نے تاڑ لیا کہ وہ بہت ہونہار اور سعادت مند ہو گا۔ لہٰذا وہ ایک عرصہ تک اس کا منظورِ نظر رہا۔ آخر کار سلطان اشرف نے ان تمام غلاموں کو بلوا لیا جن کا سرخیل برقوق تھا۔

الجائی سے مقابلہ: سلطان نے پوری جماعت کو انعام و اکرام سے نوازا اور اپنے شہزادہ علی کی خدمت کے لئے انہیں مخصوص کر لیا۔ چند دنوں کے بعد سلطنت کے نگران الجائی نے بغاوت کا اعلان کیا اور وہ سلطان پر غالب آ گیا۔ لہٰذا سلطان نے برقوق کی جماعت کو بلوا کر اپنے عمدہ ہتھیار اور بہترین گھوڑے ان کے حوالے کئے۔ وہ ان میں سے بہترین اشیاء کا انتخاب کر کے الجائی کے مقابلہ کے لئے پہنچ گئے اور ایسی گھمسان کی جنگ کی کہ اسے رمیلہ کی طرف دھکیل دیا۔ پھر اس کا تعاقب کیا تا آنکہ الجائی نے سمندر میں کود کر اپنے آپ کو ہلاک کر دیا۔

اس جنگ میں اس جماعت کی فتوحات کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سلطان کی نظر میں چڑھ گئے اور اس نے انہیں اپنے مخصوص گروہ میں شامل کر لیا اور ان کے لئے جاگیریں اور وظائف مقرر کئے۔ بالخصوص امیر برقوق کا مرتبہ بہت اعلیٰ ہو گیا۔

سلطان کا نگران: جب سلطان اشرف حج کے لئے روانہ ہوا تو قرطائی نے باغی ہو کر سلطنت پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد ایبک سلطنت پر قابض ہو گیا اس اثناء میں امیر برقوق کا اثر و رسوخ سرکاری حلقوں میں بہت بڑھ گیا تھا اور اُمراء کے حلقے میں اس کا بہت احترام تھا۔ لہٰذا جب ایبک کا اقتدار ختم ہو گیا تو مختلف خیالات و رجحانات کے امراء کی ایک جماعت نے مشترکہ طور پر اقتدار سنبھالا۔ اس وقت کے دانشوروں کو ملک و سلطنت کی تباہی کا اندیشہ تھا لہٰذا ایسے موقع پر امیر برقوق آگے بڑھا اور اس نے امیر برکتہ کے ساتھ مل کر سلطنت کی باگ ڈور خود سنبھال لی۔ یوں کچھ عرصے کے لئے سلطنت کا انتظام درست ہو گیا۔

جب امیر برکتہ نے بھی بغاوت کا اعلان کیا اور وہ تباہ و برباد ہوا تو امیر برقوق خود مختار نگران سلطنت مصر مقرر ہوا۔ یہ سب کچھ خدا کے فضل و کرم کا نتیجہ تھا۔ خدا نے مزید فضل و کرم یہ کیا کہ اس کے والدِ محترم کو بلوا کر اس کی مکمل شیرازہ بندی کی صورت پیدا کر دی۔

والدِ محترم کی آمد: اس کی صورت یہ ہوئی کہ تاجروں (بردہ فروشوں) کی ایک جماعت ان کے والدِ محترم کو (بردہ فروشوں کے پنجے سے) چھڑا کر دور دراز کے علاقوں سے نکال لائی۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے انہوں نے مختلف تدبیروں سے کام لیا تھا اس کے والد کا نام انس تھا۔

شاہانہ استقبال: (جب برقوق کو اس کی اطلاع ملی تو) اس نے اس کے استقبال کا زبردست انتظام کیا۔ اس نے حکم دیا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہی لشکر اور عوام سوار ہو کر اس کے استقبال کے لئے سریا قوس کے مقام پر پہنچیں جہاں اس کے نزول اجلال کے لئے خیمے گاڑ دیے گئے تھے۔ لہٰذا سب لوگ ۲ ماہ ذوالحجہ ۸۲ ۷ھ کو وہاں پہنچے جہاں معزز مہمان امیر انس صدرِ مجلس بنے ہوئے تھے اور ان کے چاروں طرف قاضیوں' امراء اور اعلیٰ افسروں کا گروہ تھا (شاہانہ استقبال کے بعد) دستر خوان بچھوائے گئے اور حاضرین نے کھانا تناول کیا۔ پھر وہ منتشر ہوئے اور سوار ہو کر شہر چلے گئے۔

(اس خوشی میں) بازاروں کو نہایت زیب و زینت سے سجایا گیا اور (رات کے وقت) شمعوں سے چراغاں کیا گیا۔ گلیاں اور سڑکیں بے شمار تماشائیوں سے بھری ہوئی تھیں اور یہ دن یادگار اور قابلِ دید تھا۔

امیر برقوق نے اپنے والدِ محترم کو مدینہ ناصریہ کے نیچے اصطبل کے قریب ٹھہرایا۔ سلطان نے اسے اپنے رشتہ داروں' چچا زاد بھائیوں اور بھتیجوں میں شامل کر لیا اور اس کی وجہ سے ان کی شیرازہ بندی ہوئی اور ان کے لئے وظائف اور روزینہ مقرر ہوئے۔

امیر برقوق کے والدِ محترم انس (غسانی) کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گئے۔ انہوں نے (اپنے فرزند) کو اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کی وصیت کی تھی۔ سلطان نے انہیں دوادار یونس کے قبرستان میں دفن کیا۔ پھر انہیں اس مدرسہ (دارالعلوم) کے قریب کے قبرستان میں منتقل کیا جو اس نے دونوں محلوں (بین القصرین) کے درمیان ۸۸ ۷ھ میں تعمیر کرایا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : پنجم

سلطان برقوق کی تخت نشینی

بیقا دیہ امراء برقوق کے زمانے میں اعلیٰ عہدوں پر سرفراز تھے اور وہ حکومت کے اعلیٰ اختیارات سے لطف اندوز ہو رہے تھے اس لئے وہ خودمختاری کے خواہاں تھے اور یہ چاہتے تھے کہ شاہی خاندان کے نوعمر لڑکوں کے بجائے ان کا امیر برقوق مستقل بادشاہ ہو جائے۔ جب امیر حاج کو سلطان بنایا گیا تھا تو اس موقع پر مفتیان کرام نے بھی اس طرف اشارہ کیا تھا کہ اس موقع پر نگران سلطنت (برقوق) کو بھی سلطنت میں شریک کیا جائے تاکہ مستحکم حکومت قائم ہو سکے۔

اس موقع پر امیر برقوق نگران سلطنت ہو گیا۔ رعایا اس کی عمدہ سیاست اور نیک سیرت سے بہت متاثر ہوئی۔

ابقا عثمانی کی سازش: اسی زمانے میں امراء کی وہ جماعت جو اس نوعمر سلطان کی نگرانی کر رہی تھی امیر برقوق کی مخالف ہو گئی اور اس کے خلاف سازش کرنے لگی۔ اس سازش کا سرغنہ سلطان کا دوادار ابقا عثمانی تھا۔

امیر برقوق کو اس کی سازش کی اطلاع ہو گئی تو اس نے پوری جماعت کو گرفتار کر لیا اور ابقا عثمانی کو دمشق امیر بنا کر بھیج دیا اور باقی ماندہ افراد کو قوص کی طرف جلاوطن کر کے نظربند کر دیا جہاں وہ خدائی فیصلہ تک مقید رہے۔

دیگر امراء کو یہ اندیشہ ہوا کہ اس قسم کا واقعہ دوبارہ رونما نہ ہو جائے۔ لہٰذا انہوں نے مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ نوعمر لڑکوں کی تخت نشینی کا سلسلہ بالکل ختم کر دیا جائے اور امیر برقوق کو مستقل طور پر بادشاہ بنایا جائے۔

تخت نشینی کا جشن: لہٰذا ۱۹ رمضان المبارک ۷۸۴ھ کو ایک دربار منعقد ہوا جس میں ہر خاص و عام شریک ہوا۔ اس میں فوج، قاضی، علماء، مفتیان کرام، اہل شوریٰ اور ہر طبقہ کے افراد شریک تھے اور ان سب نے متفقہ فیصلہ یہ کیا کہ سلطان امیر حاج کو معزول کر کے برقوق کو مصر کا سلطان بنا دیا جائے۔ لہٰذا معزول سلطان کی طرف دو افسروں کو بھیجا گیا۔ انہوں نے اس کے ہاتھ سے تلوار نکال لیا۔ (یہ معزولی کی علامت تھی) اس کے بعد سلطان برقوق نے شاہی لباس اور شاہی شعار زیب تن کیا اور خلعت خلافت سے آراستہ ہوا اور اپنی مجلس سے اٹھ کر گھوڑے پر سوار ہو کر اصطبل کے دروازے کی طرف پہنچا۔ پھر شاہی محلات میں داخل ہو کر قصر ابلق کے شاہی تخت پر بیٹھ گیا۔ پھر لوگ جوق در جوق آئے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے رہے۔ یوں اس کی تخت نشینی کے انتظامات مکمل ہوئے اور اس کا لقب ملک ظاہر رکھا گیا۔

امراء کے لئے خلعت: اس کے بعد نقارہ اور طبل بجایا گیا اور تمام سلطنت میں اس خوش خبری کا اعلان کیا گیا اور سلطنت کے مخصوص امراء کو خلعت عطا کئے گئے ان میں مندرجہ ذیل امراء شامل تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) اتا بک الشمس (۲) طبقا جوبانی امیر مجلس (۳) چرکس خلیلی امیر ماخوریہ (۴) سودون شیخونی نائب (۵) طبقا معلم امیر سلاح (۶) یونس نوروی دوادار (۷) قرون حسینی، رأس نوبہ۔

سلطان برقوق نے اپنے پرائیویٹ سیکرٹری اوحد الدین بن یاسین کو بھی خلعت سے نوازا۔ اس نے سلطان کے سابق پرائیویٹ سیکرٹری بدرالدین بن فضل اللہ کو تبدیل کر دیا تھا۔ پھر تمام سرکاری عہدے داروں اور افسروں کو خواہ وہ وزیر کاتب ہو یا قاضی اور محتسب ہو خلعت عطا کئے۔ نیز تمام مشہور علماء کرام و مفتیان عظام و صوفیائے کرام کو خلعت عطا کئے گئے۔

یوں سلطنت کا انتظام بحسن وخوبی قائم ہو گیا اور عوام ایسے سلطان کی بادشاہت سے خوش ہوئے جو سلطنت کے کاموں کو صحیح طریقے سے انجام دے سکتا ہے اور اسے مستحکم بنا سکتا ہے۔

اس سال طبقا جوبانی، امیر مجلس نے سلطان سے حج کرنے کی اجازت طلب کی تو سلطان نے اس کی اجازت دے دی اور وہ فریضہ حج ادا کر کے واپس آ گیا۔

قرط بن عمر کا قتل اور خلیفہ کی معزولی

قرط بن عمران ترکمان سرداروں میں سے تھا جو سلطنت مصر کے خدمت گزار تھے، وہ اپنی بہادری اور دلیری کی وجہ سے امرائے مصر کا ہمرکاب ہو گیا۔ آخر کار اسے صعید (بالائے مصر) کی حکومت سپرد کی گئی تا کہ وہ اسوان کے علاقے میں مقیم عربوں کے خلاف جنگ کرے۔ اس نے اس سلسلے میں بھی مفید خدمات انجام دیں اور انہیں اس علاقے سے بھگا دیا۔

قرط کے دلیرانہ کارنامے: جب بحیرہ کے علاقہ میں بدر بن سلام نے بغاوت کا اعلان کیا اور وہاں سے بھاگ گیا تو اسے اس علاقہ کا حاکم بنا کر بھیجا گیا۔ اس نے وہاں کا انتظام بھی درست کیا اور ان باغیوں اور منافقوں کا تعاقب کر کے ان کا قلع قمع کیا۔

جب انیال نے بغاوت کا اعلان کیا تو اس موقع پر اس نے اپنی دلیری اور بہادری کے کارنامے ظاہر کئے۔ اس موقع پر دیوار پر وہی چڑھا اور اس دروازے کو آگ لگائی جہاں سے فوج نے داخل ہو کر اسے گرفتار کیا تھا۔

لہٰذا قرط بن عمر اپنے کارناموں کی وجہ سے سلطان کا منظور نظر ہو گیا تھا۔ تاہم وہ بہت ظالم و جابر انسان تھا اور رعایا کی طرف سے اس کے خلاف بہت شکایتیں آنے لگی تھیں لہٰذا سلطان نے بیعت کے بعد پہلی فرصت میں اس کو گرفتار کر لیا اور اسے قید خانہ میں ٹھونس دیا پھر اسے معاف کر کے اسے رہا کر دیا۔

سازش کا انکشاف: اس کے بعد وہ اپنے خواص اور دوستوں کے ساتھ صبح سویرے سلطان کے آستانے پر حاضر ہوتا تھا مگر اس کے دل میں کھوٹ تھا اور وہ موقع کا انتظار کرتا رہا۔ تاہم اس کے بارے میں سلطان کو یہ اطلاع مل گئی کہ اس نے خلیفہ متوکل بن المعتضد سے ساز باز کر رکھی ہے کہ وہ دونوں مل کر بغاوت کا اعلان کریں اور سلطنت کے خلاف ان عرب باغیوں کو اکٹھا کریں جو بحیرہ سے برقہ کے گردونواح میں پہنچ گئے ہیں اور بدر بن سلام کے ساتھیوں میں ہیں۔ یہ لوگ موجودہ سلطان (برقوق) کو معزول کر کے خلیفہ کو سلطنت سپرد کرنا چاہتے تھے۔ اس سازش میں بعض ایسے بے وقوف ترک امراء بھی شریک ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے تھے جن کی کوئی اہمیت نہ تھی۔

قرط کا قتل: لہٰذا سلطان (برقوق) نے دوسرے دن صبح کے وقت ان تمام افراد (سازشیوں) کو بلوایا اور انہیں (پوشیدہ سازش کے) تمام واقعات سے آگاہ کیا تو وہ سناٹے میں رہ گئے اور انکار کرنے لگے۔ بعض نے اقرار بھی کیا۔ لہٰذا خلیفہ کو قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا مگر قرط کو فوراً نکال کر اونٹ پر تشہیر اور سزا کے لئے شہر میں گشت کرایا گیا۔ پھر شہر سے باہر اسے مقتل کی طرف لے جایا گیا اور تلوار کے وار سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے۔ باقی افراد کو قید خانون میں بند کر دیا گیا۔

نئے خلیفہ کا تقرر: اس کے بعد سلطان نے (معزول خلیفہ کے) ایک رشتہ دار عمر بن ابراہیم الواثق کو خلیفہ مقرر کیا۔ یہ وہ تھا جس کے والد ابراہیم کو سلطان ناصر نے خلیفہ ابوالربیع کے بعد اس کے فرزند احمد کو معزول کر کے خلیفہ مقرر کیا تھا یہ واقعہ ۷۸۵ھ کے موسم بہار میں ہوا۔ اس کے بعد اس کے بجائے اس کے بھائی زکریا کو خلیفہ مقرر کیا گیا۔ اس کا لقب معتصم تھا۔

ناصری کا زوال اور نظر بندی

بیقا کے غلاموں میں سے ناصری بھی تھا اور اس کے زمانے میں وہ اعلیٰ عہدے دار تھا اس کے سلطان ظاہر کے ساتھ غلامی کے زمانے میں سے جب کہ وہ اپنے آقا کے پاس تھے نہایت گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔

یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ایک کے بعد امرائے مصر خود مختار ہو گئے تھے اور انہوں نے ناصری کو اتابک مقرر کیا تھا، مگر وہ اپنے فرائض صحیح طور پر انجام نہیں دے سکا تھا۔ اس کے بعد طشتمر آیا اور وہ دورِ زوال اور قید خانے میں بھی اس کے ہمراہ رہا۔ پھر وہ شام روانہ ہوا اور طرابلس کا حاکم مقرر ہوا۔

امیر سلاح: اس کے بعد انیال کی بغاوت اور اس کا زوال ۷۸۱ھ میں ماہ جمادی الاولیٰ ہوا تو اسے طرابلس سے بلوا کر انیال کے بجائے امیر سلاح مقرر کیا گیا امیر برکۃ نے اسے اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا اور اپنے ساتھ اسے شامل کر لیا تھا، لہٰذا جب امیر برکۃ کے اقتدار کو زوال آیا تو وہ بھی اس کے ساتھ مقید ہوا۔ پھر اسے شام روانہ کر دیا گیا۔

حاکم حلب: اس اثناء میں انیال اپنی نظر بندی سے رہا ہو گیا تھا اور منکلی بغری احمدی کے بجائے ۷۸۲ھ میں حلب کا حاکم مقرر ہو گیا تھا۔ اس نے وہاں تقریباً ایک سال حکومت کی۔ پھر اس کی بغاوت کی اطلاع آئی تو اسے گرفتار کر کے قلعہ کرک میں مقید کر دیا گیا تھا اور اس کے بجائے ماہِ شوال ۷۸۳ھ میں بیقا ناصری حلب کا حاکم مقرر ہوا۔

اس کے ایک سال کے بعد سلطان برقوق الظاہر مصر کے تخت شاہی پر بیٹھا اور مصر کا خود مختار بادشاہ بن گیا۔ چونکہ ناصری ہوشیار سیاست دان تھا اس لئے (اکثر) وہ مصالح عام کا دعویٰ کر کے سلطان کے احکام کی تعمیل میں توقف کرتا تھا۔ سلطان کو اس کی یہ بات ناپسند تھی اور وہ (اس کے اس رویہ) سے ناراض ہوتا تھا۔ تاہم وہ ارکانِ سلطنت کے ایک رکن طبقا جوبانی امیر مجلس کا حلیف بنا ہوا تھا۔

نافرمانی کا آغاز: جب مسولی بن بلقادر ناصر کے پاس حلب پہنچا تو سلطان مصر نے اسے حکم دیا کہ وہ اسے گرفتار کر لے،

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر اس نے تعمیل حکم نہیں کی۔ کیونکہ اس کے خیال میں وہ وفادار تھا۔ لہٰذا اس نے مسولی کو پوشیدہ طور پر یہ اطلاع دے دی اور وہ مفرور ہو کر (سلطان کی سزا سے) بچ نکلا۔

ناصری ۷۸۵ھ میں سلطان کے پاس آیا تھا۔ اس موقع پر اس نے جوبانی اور اشمس اتابک کے ساتھ اپنے دوستانہ تعلقات کی تجدید کی اور پھر وہ حلب لوٹ گیا۔ وہاں سے ۷۸۵ھ کے آخر میں اس نے سلطان کی اجازت کے بغیر لشکر کشی کی۔ اس (مہم میں) اسے شکست ہوئی اور اس کا لشکر تباہ ہو گیا اور وہ خود زخمی ہو کر تیسرے دن بچ نکلا۔

گرفتاری اور قید: ان تمام واقعات سے سلطان بہت ناراض ہوا' لہٰذا اس نے ۷۸۷ھ میں اسے بلوایا۔ جب وہ سریاقوس کے مقام پر پہنچا تو (مصر کے) استاذ دار نے اس سے ملاقات کر کے اسے گرفتار کر لیا اور وہ اسے اسکندریہ لے گیا جہاں اسے دو سال تک قید رکھا گیا۔

سودون کا تقرر: ناصری کے بجائے حلب کا حاکم حاجب سودون المظفر کو مقرر کیا گیا وہ سلطان کا وفادار تھا اور ناصری کی تمام حرکات و سکنات کی مخبری کرتا تھا کیونکہ ترکوں کی حکومت میں سلطان کے حاجب کے فرائض میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ قدیم سلطنتوں کے محکمہ برید (ڈاک اور خبر رسانی) کا انتظام بھی اپنے ماتحت رکھے لہٰذا وہ سلطان کا راز دان ہوتا تھا اور اس کی عملداری میں جو کچھ ہوتا تھا اس سے باخبر رہتا تھا اور حکام میں سے جو کوئی بغاوت کا قصد کرے' وہ اس سے بہت خائف رہتا تھا۔

یہ حاجب سودون ہی تھا جو ناصری کی تمام خبریں سلطان کو بتاتا تھا اور اس کی سازشوں سے اسے باخبر رکھتا تھا۔ لہٰذا جب ناصری کو اسکندریہ میں مقید کیا گیا تو سلطان نے اسے حلب کا حاکم مقرر کیا۔

جوبانی کو جب ناصری کے زوال کا علم ہوا تو وہ بھی خوف زدہ ہوا کیونکہ ان دونوں کے درمیان گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔ وہ اس خبر سے بہت پریشان ہوا۔ سلطان کو بھی اس کی وفاداری پر شک و شبہ ہوا۔ لہٰذا اس نے اس کا اقتدار بھی ختم کر دیا جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

امیر جوبانی کا عروج و زوال: امیر جوبانی کا تعلق ترکی قبائل سے تھا۔ اس کا نام طبقا ہے اور وہ بیقا خاصکی کے موالی (آزاد کردہ غلاموں) میں سے تھا جو سلطان اشرف پر حاوی تھا۔ اس نے اس کے محلات میں پرورش پائی اور اس کے زیر سایہ تمام اخلاق و آداب کی تربیت حاصل کی اس کے (شروع ہی سے) سلطان (برقوق) کے ساتھ مخلصانہ تعلقات تھے۔ کیونکہ دونوں نے ایک ہی جگہ پرورش پائی تھی اور اپنے وطن میں بھی دونوں ایک ساتھ پرورش پاتے رہے تھے۔ یوں دونوں ایک ساتھ رہنے کی وجہ سے ان میں باہمی محبت مستحکم ہوتی گئی یہاں تک کہ مصیبت اور جلا وطنی میں بھی دونوں ایک ساتھ رہے۔ کیونکہ جوبانی بھی (سلطان برقوق کے ساتھ) پانچ سال تک مقید رہا تھا۔

جب اللہ تعالیٰ نے اس سلطان کے رنج و غم کو مسرت میں اور نحوست کو سعادت مندی میں تبدیل کیا اور قید خانے کے بجائے سلطنت عطا کی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا شائبہ اور اسی کا فضل و کرم جوبانی کو بھی حاصل ہوا اور اس کے بھی دن پھر گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برقوق کا رفیق خاص: (قید خانے سے رہا ہونے کے بعد) دونوں شام کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں دونوں اکٹھے رہے۔ پھر دونوں کو دارالسلطنت مصر بلایا گیا اور دونوں نے اکٹھے ترقی حاصل کی۔ سلطان (برقوق) عزوجاہ کے ہر مقام پر آگے بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے سلطنت میں اقتدار حاصل کرلیا۔ وہ اُمرائے مصر کی تمام مشکلات رفع کرتا رہا اور ان کی ہر مشکل کو آسان کرتا رہا تا آنکہ وہ بادشاہت کے تخت پر بیٹھ گیا۔

امیر مجلس: اب سلطان (برقوق) نے سلطنت کے اعلیٰ عہدے اور اختیارات انہی دوستوں میں تقسیم کئے۔ بالخصوص جوبانی کو بہت بڑا حصہ ملا۔ اسے سلطان نے امیر مجلس کا عہدہ دیا' جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حکومت کا مشیر اعلیٰ ہے۔ یہ عہدہ اتابک کے عہدہ کے بعد دوسرا بڑا عہدہ ہے۔ لہٰذا اُمرائے مصر میں اس کا مرتبہ اعلیٰ ہوگیا اور وہ سلطنت کا اونچا ستون بن گیا جس پر حکومت کا نظم ونسق قائم تھا۔

جلاوطنی: یہ سلسلہ کچھ عرصے تک چلتا رہا تا آنکہ حسد ورقابت نے اس کے نامۂ اعمال کو سیاہ کردیا۔ سلطان اس سے بدگمان ہوگیا لہٰذا دانش مندی کے تقاضا کے مطابق اس نے اسے زیادہ مہلت نہیں دی اور ۷۸۷ھ کے ابھی سات دن باقی تھے کہ سلطان نے اسے گرفتار کرکے اسے اپنے محل کے اندر سارا دن نظر بند رکھا۔ پھر اسے قلعہ کرک کی طرف جلاوطن کردیا۔

نائب حاکم: اس عرصہ میں سلطان کے دل ودماغ میں رحم وشفقت' شرافت اور وفاداری کے جذبات میں کش مکش برپا رہی۔ آخرکار اپنی فطری شرافت اور فیاضی سے مجبور ہوکر سلطان نے دوسرے دن یہ شاہی فرمان بھجوایا کہ اسے ان تمام علاقوں کا نائب حاکم مقرر کیا گیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مخلوق خدا کی زبانیں اس کے لئے دعائے خیر کرنے لگیں اور عوام میں اس کے عدل وانصاف اور علم ورواداری کے چرچے ہونے لگے۔

ترقی کے مواقع کی تلاش: سلطان سال بھر تک جوبانی کے حالات معلوم کرتا رہا اور اسے ہر طرح سے آزماتا رہا۔ آخرکار یہ ثابت ہوگیا کہ وہ نہایت مخلص اور وفادار ہے۔ یوں حاسدوں اور بدخواہوں کی کوششیں ناکام ہوئیں لہٰذا سلطان موقع کی تلاش میں رہا کہ وہ کسی اعلیٰ عہدہ پر اس کا تقرر کرکے اس کی اشک شوئی کرے۔ آخرکار شام میں بندمر کی بغاوت کا واقعہ رونما ہوا جو جوبانی کی ترقی وشادمانی اور سعادت مندی کا بدر کامل بن کر نمودار ہوا اور وہ اعلیٰ عہدہ پر مقرر ہوگیا۔

بندمر کے واقعات: یہ واقعہ اس طرح رونما ہوا کہ بندمر خوارزمی شام میں دمشق کا نائب حاکم تھا۔ اس کا تعلق اس خوارزمی فوج سے تھا جو خوارزم شاہ کے ماتحت تھی۔ وہ تاتاریوں کے دور میں عراق کا حاکم تھا۔ جب چنگیز خان کے ہاتھوں وہ ہلاک ہوگیا تو یہ فوج شام کے علاقوں میں منتشر ہوگئی اور ایوبی سلاطین کی ملازمت کرنے لگی۔ اس کے بعد خوارزمی فوج مصر کے ترک سلاطین کے ماتحت ہوگئی۔

دمشق کی حکومت: بندمر انہی کی نسل سے تھا۔ اس کی خاندانی نجابت وشرافت امرائے مصر کو پسند آ گئی اور وہ ان کا ملازم ہو گیا۔ آخرکار وہ حکومت کے عہدوں کا امیدوار بن گیا اور منجک یوسفی اور عشقتمر ناصری کے ساتھ دمشق میں حکومت کرتا رہا۔ جب خاصگی نے اقتدار حاصل کیا تو اس نے دمشق میں بغاوت کردی۔ لہٰذا اس نے محاصرہ کرکے اسے ہاتھ ڈالنے پر مجبور کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر کار اسے اس کے عہدہ پر بحال کر دیا گیا۔

گرفتاری اور قید: جب گزشتہ حکومتوں کا خاتمہ ہوا اور موجودہ امیر (برقوق) برسرِ اقتدار آیا تو امرائے مصر نے اسے دمشق کا حاکم مقرر کیا۔ وہ برکتہ کا حامی تھا۔ لہٰذا جب برکتہ نے بغاوت اختیار کی تو اس نے دمشق میں اپنے دوستوں کو جن میں بندمر اور بقری شامل تھے، یہ خطوط لکھے کہ وہ قلعہ دمشق پر قبضہ کر لیں۔ ادھر برقوق نے قلعہ کے نائب حاکم کو خط لکھ کر ان خطروں سے آگاہ کیا۔ لہٰذا جنتمر اخ طاز دابن جرجی اور محمد بیگ اس کے مقابلے کے لئے نکلے اور تین دن تک اس سے جنگ کرتے رہے پھر اسے گرفتار کر کے مقید کر لیا۔ اس کے ساتھ بقرمی بن برقش اور جبریل بھی تھے، ان سب کو اسکندریہ لا کر مقید کر دیا گیا۔

شام کی حکومت پر بحالی: جب برکتہ مارا گیا تو بندمر اور برکتہ کے ساتھیوں کو رہا کر دیا گیا جن میں بیقا ناصری اور دمرداش احمدی بھی شامل تھے۔ جب سلطان تخت نشین ہوا تو اس نے بندمر کو شام کی حکومت پر بحال کر دیا۔ مگر وہ مال و دولت کا بہت حریص تھا اور ظلم و تشدد کے ذریعے مال و دولت وصول کرتا تھا اور مختلف قسم کی سزائیں دے کر مال جمع کرتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عوام اس کے دورِ حکومت سے تنگ آ گئے اور ان کی حالت قابلِ رحم ہو گئی۔

نظامِ حکومت کا مخالف گروہ: اس زمانے میں مشکوک افراد کی ایک جماعت تھی جو تحصیل علم کا دعویٰ کرتی تھی مگر ان کے عقائد صحیح نہیں تھے کچھ افراد خدا کو مجسم مانتے تھے، کچھ رافضی تھے اور کچھ خدا کے اجسام میں حلول ہونے کے قائل تھے۔ ان میں ضلالت و گمراہی اور محرومی کا رشتہ مشترک تھا۔ وہ اپنے ان عقائد باطلہ کی وجہ سے اعلیٰ مراتب حاصل نہیں کر سکے تھے۔ لہٰذا وہ زاہد بن کر مخلوقِ خدا اور حکومت کی مخالفت کرتے تھے کہ وہ شرعی احکام کو چھوڑ کر اس سیاست کو اختیار کر رہے ہیں جو سابق خلفاء اختیار کر چکے تھے اور جسے علمائے کرام اور مفتیانِ شرع جائز قرار دے چکے تھے کیونکہ ملکی دفاع اور نظم و نسق چلانے کے لئے سلطان کی ضرورت ہوتی ہے اور قدیم زمانے میں شرطہ صغریٰ و کبریٰ اور مظالم کا عہدہ بغداد میں بھی قائم تھا جو دارالسلام کہلاتا تھا اور خلافت اور دین و علم کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اس بارے میں پہلے بہت کچھ بحث ہو چکی تھی۔ اس کے علاوہ اُموی خلافت کے عہد خلافت میں ضرورت پیش آنے پر فوجوں کی تنخواہیں مقرر تھیں اور یہ (اصلاحات) ایسی بُری نہ تھیں جنہیں تبدیل کیا جائے۔

مخالفوں کی سازش: بہر حال یہ بے وقوف ان چیزوں کی مخالفت کر کے لوگوں میں انتشار پھیلاتے رہے تھے آخر کار انہوں نے اربابِ اختیار کے خلاف ایک جماعت تیار کر لی۔ انہوں نے قلعہ دمشق کے محافظ اور اس کی فوجوں کو بھی اپنے ساتھ شریک کرنے کی کوشش کی مگر اس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد یہ معلوم ہوا کہ انہوں نے حاکم دمشق بندمر کو بھی اس سازش میں شریک کیا تھا کیونکہ اس کا فرزند محمد شاہ اس جماعت میں شریک تھا۔

بندمر کی گرفتاری: جب سلطان (برقوق) کو یہ اطلاع ملی تو وہ بندمر سے بدگمان ہو گیا۔ لہٰذا بہت جلد اس نے بندمر اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرایا اس کے بعد اس نے اپنے محاسب اعلیٰ کو اس کے پاس بھیجا تا کہ وہ اس سے رعایا کے اس مال و دولت کا حساب لے جو اس نے حکومت سے چھپا کر اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد اس نے ان بے وقوفوں کی جماعت اور ان کے پیروؤں کو بلوا کر انہیں قید خانوں میں ٹھونس دیا وگرنہ وہ گوناں گوں سخت سزاؤں کے مستحق تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عشقتمر کا عارضی تقرر: اس زمانے میں عشقتمر ناصری بیت المقدس میں مقیم تھا سلطان نے اسے حکم دیا کہ وہ دمشق کا نائب حاکم بن جائے چنانچہ وہ دمشق کا حاکم مقرر ہو کر پہنچا اور چند دنوں تک حکومت کا کام سنبھالا' مگر یہ کام نہ کر سکا' اس لئے اس نے اس کام سے سبک دوش ہونے کی درخواست کی۔ کیونکہ وہ بڑھاپے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا تھا اور اس قدر اپاہج بھی ہو گیا تھا کہ اسے گھر سے پلنگ پر لیٹے ہوئے اٹھا کر اس کے دفتر پہنچایا جاتا تھا۔

جو بانی کا تقرر: لہٰذا سلطان نے امیر جو بانی کو اس عہدہ پر مقرر کیا۔ اس وقت سلطان اس کی حالت سے بالکل مطمئن تھا اور اس سے بہت خوش تھا۔ لہٰذا امیر جو بانی قلعہ کرک سے بہت جلد مصر پہنچا' اس وقت اس کے استقبال کے لئے شاندار انتظام کیا گیا اور اسے ہر قسم کی سواریاں' خلعت فاخرہ' گھر اور اس کا ساز و سامان مہیا کیا گیا سلطان نے اس کا ایسا شاہانہ استقبال کیا جو اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا۔ چنانچہ عوام سلطان کی دوست نوازی اور وفاداری کے جذبے کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور دور دراز کے علاقوں میں بھی اس کا چرچا ہوتا رہا۔

شام کا حاکم مطلق: اس کے بعد سلطان نے اسے شام کے صدر مقام کی طرف خود مختار حاکم بنا کر بھیجا۔ اسے اختیار تھا کہ جو چاہے کرے۔ چنانچہ امیر جو بانی نے بتاریخ ۳ ربیع الاول ۷۸۷ھ کو زیدانیہ کے مقام پر قاہرہ سے باہر اپنی فوجوں کی صف بندی کی اور دوسرے دن وہاں سے کوچ کیا۔ اس وقت سلطان کی سعادت و خوشنودی اس کے شامل حال تھی۔ جب وہ دمشق کے قریب پہنچا تو اہل شہر اس کے خیر مقدم کے لئے آئے۔ آخر کار وہ یکم ربیع الثانی کو دمشق میں داخل ہوا۔ اس وقت اہل شہر نے اس کی آمد پر بھاری جشن منایا۔ شہر کے گلی کوچے تماشائیوں سے بھرے ہوئے تھے اور ایسے دلکش مناظر دیکھنے میں آئے جو ناقابل بیان تھے۔

جب امیر جو بانی نے دمشق کا انتظام سنبھالا تو لوگ سلطان کے حسن انتخاب کی تعریف کرنے لگے۔ سلطان نے اس کے سابق عہدہ پر احمد بن امیر بیبقا کو (امیر مجلس) مقرر کیا۔

افریقی ممالک سے دوستانہ تعلقات: اس زمانہ میں افریقیہ کا سلطان خاندان موحدین سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ امیر زکریا یحییٰ بن عبدالواحد بن ابوحفص الہناقی کی نسل سے تھا جو مراکش کے سلاطین بنو عبدالمومن پر ۶۲۵ھ میں غالب آ گیا تھا۔ اس سلطان کا نام احمد بن محمد بن ابوبکر بن یحییٰ بن ابراہیم ابو زکریا تھا۔ اس سلسلۂ نسب میں تمام افراد سلاطین رہے ہیں۔

قدیم زمانے سے مغرب اقصیٰ (مراکش) کے سلاطین مصر کے ترک سلاطین کے حق شناس تھے اور ان کی فضیلت اور خوبیوں کے قائل تھے۔ کیونکہ ان کی سلطنت بہت وسیع تھی اور ان کی عملداری میں بہت شاندار مساجد بھی تھیں۔ ان کے علاوہ یہ (مصری سلاطین) حرمین (مکہ و مدینہ) کی خدمت بھی کرتے تھے۔

ان دونوں سلطنتوں کے درمیان کبھی کبھی تحائف کا تبادلہ بھی ہوتا تھا اور پھر دونوں سلطنتوں کے اندرونی حالات کی وجہ سے یہ سلسلہ منقطع بھی ہو جاتا تھا۔

سلطان سے ابن خلدون کی ملاقات: مجھے (ابن خلدون) یہ شرف حاصل تھا کہ میں (افریقیہ کے) اس سلطان سے خصوصی تعلقات رکھتا تھا۔ چنانچہ جب میں ۷۸۴ھ میں مصر پہنچا اور میں نے سلطان الظاہر (برقوق) سے ملاقات کی تو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان مصر نے پہلی ملاقات میں (افریقیہ کے) سلطان کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے اس کے اوصاف حمیدہ بیان کئے اور یہ بھی بتایا کہ وہ سلطان' مسلمانوں سے بے حد محبت کرتا ہے لہٰذا مسلمانوں کو (بالعموم) اور سلاطین کو بالخصوص اس کی قدر دانی کرنی چاہئے کیونکہ اس نے زائرین حرم اور حاجیوں کے لئے راستوں میں سفر کرنے کے لئے سہولتیں فراہم کی ہیں اور بیت اللہ کی حفاظت کا انتظام کیا ہے۔

اس کے بعد مجھے یہ اطلاع ملی کہ افریقیہ کے سلطان نے میرے اہل وعیال کو میرے پاس (مصر) آنے سے روک لیا ہے تا کہ میں واپس آؤں (اور وہاں سے نہ جا سکوں) لہٰذا میں نے سلطان مصر سے درخواست کی کہ وہ سلطان مذکور سے میری سفارش کر کے میرے لئے سہولت بہم پہنچائیں چنانچہ اس نے میری مدد کی۔

تحائف کا تبادلہ: اسی طرح میں نے افریقیہ کے سلطان سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ سلطانِ مصر سے محبت اور دوستی کے تعلقات قائم کرے اور تحائف کا تبادلہ کرے۔ جیسا کہ دونوں میں گزشتہ زمانے میں ہوتا تھا۔ لہٰذا اس نے میری یہ درخواست قبول کر لی اور جلدی سے تحائف جمع کرنے شروع کئے۔ مگر ہمارے ہاں مغرب (مراکش) میں ایسا کوئی شاندار تحفہ جو مشرق کے سلاطین کو پیش کیا جا سکے عمدہ عرب گھوڑوں کے سوا اور کچھ نہیں ہے اس کے علاوہ جو عمدہ اور نادر سوغاتیں ہوتی ہیں وہ وہاں بھی ہوتی ہیں لہٰذا جلیل القدر سلاطین کو متبذل اور پامال قسم کا تحفہ پیش کرنا مناسب نہیں ہوتا ہے۔

تحائف کا جہاز غرق: بہرحال تحائف اور سوغاتوں کے تبادلہ کے لئے ایک خاص جہاز تیار کیا گیا اور میرے (ابن خلدون) کے اہل وعیال کو بھی اس سلطان کے ذریعے اس میں سوار کیا گیا۔ کیونکہ بحری راستے میں سہولت تھی اور اس کی مسافت بھی کم تھی۔ مگر جب اسکندریہ کی بندرگاہ قریب آئی تو ایسی سخت آندھی اور تیز ہوائیں چلیں کہ جہاز بندرگاہ پر لنگرانداز نہیں ہو سکا اور اس میں جو حیوانات اور سامان تحائف اور سوغات تھے وہ سب غرق ہو گئے اور میرے اہل وعیال بھی ڈوب گئے اور اس کے اندر جو نہایت عمدہ قسم اور نسل کے گھوڑے تھے وہ بھی تباہ و برباد ہو گئے۔ اس تباہی سے صرف ایک شاہی قاصد زندہ بچا جو دونوں سلاطین کے درمیان خیر سگالی اور دوستی کے تعلقات قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔

قاصد کا استقبال: اس قاصد کا نہایت عزت واحترام کے ساتھ خیر مقدم کیا گیا اور اس کی خوب مہمان داری کی گئی اور جب اس نے اپنے بادشاہ کے پاس واپس جانے کا ارادہ کیا تو سلطانِ مصر نے اس کے ہاتھ عراق اور اسکندریہ کے تیار کردہ منقش ریشم کے نہایت ہی بیش قیمت کپڑے اس کثیر مقدار میں افریقیہ کے بادشاہ کے لئے سوغات اور تحائف کے طور پر روانہ کئے جو شہنشاہوں کے شایانِ شان تھے۔

میں نے اس سلطان کو ایک خط تحریر کیا جس میں اس کی بہت تعریف کی گئی تھی اور یہ واضح کیا گیا تھا کہ اس کے تحائف ارسال کرنے سے سلطان بہت متاثر ہوا اور اس سے دوستی اور محبت کے تعلقات مستحکم ہو گئے ہیں۔

(اس خط کے جواب میں) سلطان نے اس حادثہ (جہاز کے ڈوبنے) پر اظہارِ افسوس کیا اور یہ تحریر کیا کہ وہ سلطان مصر کو دوبارہ تحائف اور سوغاتیں بھیج رہا ہے تا کہ یہ دوستانہ تعلقات مستحکم ہو جائیں۔

دوبارہ مغربی تحائف: چنانچہ جب ۷۸۸ھ میں مغرب سے حاجیوں کا قافلہ وہاں پہنچا تو مغرب (مراکش) کے اکابر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شہزادے نہایت بیش قیمت اور نا قابل بیان ایسے تحائف اور سوغاتیں لے کر آئے جو عجیب و غریب اقسام کے تھے۔ ان کے رنگ اور شکلیں دلکش اور دلآویز تھیں۔

سلطان مصر نے ان تحائف کو بے حد پسند کیا۔ اس موقع پر شاہی قاصد نے سلطان مغرب کا خطبہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد اسے انعام و اکرام سے نوازا گیا۔ حاجیوں کے سفر حج کے لئے عمدہ زادِ راہ مہیا کیا گیا اور محمل کے امراء کو ہدایت کی گئی کہ وہ ان کا خیال رکھیں۔ چنانچہ شاہی قاصد اور (دوسرے حاجیوں) نے فریضۂ حج بخیر و خوبی ادا کیا۔

مصری تحائف کا تبادلہ: سلطان نے ان سفیروں کے ہاتھ پہلے کی طرح نہایت کثیر مقدار میں عمدہ پوشاکوں کے تحائف (سلطان مغرب) کو بھجوائے۔ یوں دونوں سلاطین کے درمیان محبت اور دوستی کے تعلقات قائم ہو گئے اور میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ میری ناچیز کوششیں بارآور ہوئیں۔

مغربی حاجیوں کا قافلہ: حاجیوں کے اس قافلہ میں مغرب میں قبیلہ ہلال کے عرب سردار یعقوب بن علی بن احمد بھی شامل تھے جو اس قبیلہ ریاح کے سردار تھے جو قسطنطنیہ، بجایہ اور زاب میں آباد ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے فرزند اور دیگر رشتہ دار بھی تھے۔

ان کے علاوہ عون بن یحییٰ بن طالب ابن مہلہل بھی حج کرنے گئے تھے۔ ان کا تعلق قبائل سُلیم کی ایک شاخ کعوب سے ہے جو تونس، قیروان اور جریر کے مقامات میں آباد ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے بھائیوں نے بھی فریضۂ حج ادا کیا اور یہ سب حضرات ۷۸۹ھ کے ماہ ربیع الآخر کے وسط میں اپنے وطن واپس آ گئے۔

امرائے مکّہ معظّمہ کے حالات

یہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ مکہ معظّمہ کی حکومت اس زمانے میں خاندان بنو قتادہ کے پاس تھی جو قبیلہ بنو مطاعن الہواشم اور بنو حسن سے منسوب تھے۔ یہ لوگ مصر میں ترکوں کی حکومت کے زمانے سے حکومت کرتے تھے ان کا بادشاہ بدوی تھا۔ بہر حال یہ لوگ سلطان مصر کے مطیع و فرمانبردار تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ان عباسی خلفاء کو بھی تسلیم کرتے تھے جنہیں مصر کے ترک سلاطین مقرر کرتے تھے۔

احمد بن عجلان کی حکومت: آخری زمانے میں ۷۶۰ھ میں عجلان کے بعد اس کا فرزند احمد بن عجلان حاکم ہوا۔ وہ نہایت عادل اور انصاف پسند تھا۔ وہ ظالموں اور مفسدوں سے رعایا کے مال و دولت کی حفاظت کرتا تھا بالخصوص وہ ان لوگوں کا بہت خیال رکھتا تھا جو (اپنے وطن کو چھوڑ کر زہد و عبادت کے لئے) مکہ معظّمہ میں مقیم ہوتے تھے۔ اس کے ننھیال کے ذریعے جو بنو عمر کے نام سے مشہور تھے۔ اس کا رعب و دبدبہ بہت بڑھ گیا تھا کیونکہ وہ اس کی حکومت کے مددگار رہتے تھے۔ اس لئے اسے عدل و انصاف کے کاموں میں بہت تقویت حاصل ہوئی۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مکہ معظّمہ میں بیرونی بزرگ اور تاجر حضرات بکثرت آباد ہو گئے اور مکہ معظّمہ کے تمام گھر ان سے معمور ہو گئے کیونکہ اس کے عدل و انصاف اور نیکی کا چرچا دُور دُور تک پہنچ گیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر اس کے چچازاد بھائی عنان بن تھامس بن رمیثہ اور محمد ابن رمیثہ اس سے حسد کرتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے بہت نعمتیں عطا کی تھیں اور وہ ان کی مرضی کے مطابق وہاں کا محصول نہیں خرچ کرتا تھا۔ اس لئے وہ اس کے مخالف ہو گئے تھے اور بغاوت کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ احمد بن عجلان (حاکمِ مکہ) نے انہیں گرفتار کر لیا۔ مگر چونکہ وہ اس کے بھائی محمد بن عجلان کے حلیف تھے اس لئے اس نے اسے مجبور کیا کہ وہ یا تو انہیں چھوڑ دے یا انہیں قید کر دے۔ لہٰذا وہ ایک سال یا اس سے زیادہ مدت تک قید خانے میں رہے۔ اس کے بعد وہ قید خانے سے نقب لگا کر بھاگ نکلے۔ مگر اسی رات وہ پکڑے گئے اور دوبارہ قید خانے میں پہنچا دیئے گئے۔ مگر عثمان بن مقامس وہاں سے بچ نکلا۔ وہ ۷۸۸ھ میں فریاد لے کر سلطان مصر کے پاس پہنچا۔

کبیش کی بری حرکات: تھوڑے عرصے کے بعد یہ اطلاع ملی کہ احمد بن عجلان طبعی موت کے ساتھ فوت ہو گیا ہے اور اس کے بعد اس کے بھائی کبیش بن عجلان نے اس کے فرزند محمد کو (جو بہت نوعمر تھا) اس کے بجائے حاکم مقرر کیا اور خود اس نے انتظام حکومت سنبھال لیا ہے (جو رشتہ دار) نظر بند تھے انہیں اس نے زہر دلوایا تاکہ (حکومت کا) میدان خالی ہو جائے۔ کیونکہ وہ بھی اس کے امیدوار تھے۔

سلطان مصر کو اس کی یہ حرکتیں ناپسند آئیں اور اس نے یہ سمجھ لیا کہ کبیش ان رشتہ داروں میں فساد ڈلوا کر مکہ معظمہ میں فتنہ وفساد برپا کرنا چاہتا ہے لہٰذا جب ۷۸۸ھ میں حاجیوں کا قافلہ روانہ ہوا تو سلطان نے حاجیوں کے قافلہ کے امیر کو ہدایت کی کہ وہ اس بچے کو معزول کر دے جو حاکم مقرر کیا گیا ہے اور اس کے بجائے عنان بن مقامس کے فرزند کو حاکم مقرر کیا جائے اور کبیش کو گرفتار کر لیا جائے۔

نوعمر امیر کا قتل: چنانچہ جب مصری حاجیوں کا قافلہ مکہ معظمہ پہنچا اور وہ نوعمر (حاکم) خلیفہ کے محمل کا استقبال کرنے کے لئے نکلا تو کبیش وہاں نہیں پہنچا کیونکہ اسے گرفتار کرنے کے لئے آدمی گھات میں لگے ہوئے تھے۔ تاہم نوعمر بچہ (حاکم) خلیفہ کے محمل کے استقبال کے لئے پہنچا اور حسبِ معمول محمل کو چومنے کے لئے گھوڑے سے اترا تو وہ لوگ جو گھات میں تھے خنجر لے کر اس پر جھپٹے کیونکہ وہ اسے کبیش سمجھے ہوئے تھے (حملہ کرنے کے بعد) وہ غائب ہو گئے اور ان کا سراغ نہیں مل سکا' وہ اسے زمین پر زخمی حالت میں چھوڑ گئے تھے۔

عنان کی حکومت: بعد ازاں امیر (قافلہ حج) حرم شریف میں داخل ہوا اور طواف کعبہ اور (صفا و مروہ کے درمیان) سعی کرنے کے بعد اس نے عنان بن مقامس کو اس کے بزرگوں کے طریقے کے مطابق حکومت کا خلعت پیش کیا۔ اس وقت کبیش بھاگ کر مکہ معظمہ کے ساحلی علاقہ جدہ کی طرف چلا گیا تھا۔ اس کے بعد وہ حجاز کے متفرق اور خانہ بدوش عرب قبائل کے پاس پہنچا اور فریادی بن کر مدد کا طالب ہوا۔ مگر چونکہ وہ سلطان کے مطیع و فرمانبردار تھے اس لئے انہوں نے اس کی امداد کرنے سے انکار کر دیا۔ یوں اس کا شیرازہ منتشر ہو گیا اور اس کے خاندان نے بھی اسے چھوڑ دیا تھا۔

جب امیر قافلۂ حج مصر پہنچے تو سلطان نے اسے بچہ کے قتل پر ملامت کی۔ مگر اس نے یہ معذرت پیش کی کہ اس کے آدمیوں کو غلط فہمی ہوئی تھی۔ لہٰذا سلطان نے اس کی معذرت قبول کر لی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امرائے مکہ کی خانہ جنگی: جب (مصری) حاجیوں کا قافلہ چلا گیا تو کبیش وہاں لوٹ آیا اس کے ساتھ چند اوباش قسم کے افراد مل گئے تھے۔ لہٰذا وہ (ان کی مدد سے راستے میں چھپ کر) گھات لگا کر بیٹھتا تھا اور راہگیروں' سواروں اور مسافروں کے لئے خطرہ کا باعث بنتا تھا۔ پھر ۷۸۹ھ کے شروع میں اس نے مکہ معظّمہ پر لشکر کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ مگر ایک دن عنان بن مقاص نے مقابلہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد مکہ معظّمہ کے نظم ونسق میں خلل آ گیا۔ کیونکہ عنان شریر افراد کی مدد سے مکہ معظّمہ کے بیرونی مسافروں (مجاوروں) کا مال لوٹنے لگا تھا۔ انہوں نے وہاں کے امراء اور خود سلطان کے کھیتوں کو بھی لوٹنا شروع کیا۔ یہ شاہی کھیت صدقہ وخیرات کے لئے تھے۔

اب سلطان نے علی بن عجلان کو مکہ معظّمہ کا حاکم مقرر کیا اور فتنہ وفساد کے انسداد کے لئے اسے نظر بند کر دیا۔ یوں مکہ معظّمہ میں کچھ عرصہ کے لئے امن وامان قائم ہو گیا۔

منطاش کی بغاوت

منطاش اور تمر تائی دمرداش' جن کا گزشتہ واقعات میں تزکرہ ہوا ہے تمراز ناصری کے دو بھائی تھے۔ یہ سلطان ناصر محمد بن قلادن کے آزاد کردہ غلام (موالی) تھے ان دونوں نے اپنی والدہ کی نگرانی میں پرورش پائی تھی۔ تمر تائی کا اصلی نام محمد تھا اور یہ سب سے بڑا بھائی تھا۔ منطاش کا حقیقی نام احمد تھا اور وہ سب سے چھوٹا تھا۔

تمر تائی کا سلطان اشرف سے تعلق قائم ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ مختلف عہدوں پر فائز ہو کر ترقی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ۷۸۰ھ میں حلب کا گورنر مقرر رہا۔ اس کی ترکمانوں کے ساتھ جنگ ہوئی تھی۔

اس جنگ کا سبب یہ ہے کہ ترکمانوں کے چند امراء اس کے پاس آئے تو اس نے انہیں گرفتار کر لیا کیونکہ وہ آس پاس کے علاقوں میں لوٹ مار کرتے تھے۔ اس واقعہ پر ترکمان جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ لہٰذا وہ (مقابلہ کے لئے) وہاں پہنچا۔ سلطان نے اسے شام اور حماۃ کا لشکر مدد کے لئے بھیجا تو وہ (ترکمان) بھاگ کر اور شکست کھا کر دربند پہنچ گئے۔ پھر پلٹ کر انہوں نے حملہ کیا تو (شاہی) لشکر کو شکست دی۔ اور جب یہ لشکر تنگ دروں پر پہنچا تو اسے لوٹ لیا۔

اس کے بعد تمر تائی ۷۸۲ھ میں فوت ہو گیا۔ چونکہ سلطان برقوق ان دونوں بھائیوں کے ساتھ پرانے تعلقات کا خیال رکھتا تھا اس لئے اس نے منطاش کو ملطیہ کا حاکم مقرر کر دیا۔

نافرمانی کے آثار: جب سلطان (برقوق) تخت نشین ہوا اور خود مختار بن گیا تو منطاش کی طرف سے نافرمانی کے آثار ظاہر ہوئے تو سلطان نے (اس کی سرکوبی کا) ارادہ کیا' مگر سودون باق کی سفارش سے یہ ارادہ تبدیل کر دیا۔ سودون باق ہزاری کے منصب کا حاکم تھا۔ وہ سلطان کا نہایت مخلص اور وفادار تھا۔ اس سے پہلے وہ امیر تمر تائی کا ملازم تھا۔ اس لئے وہ اس کے بھائی منطاش کے لئے نمک حلالی کے طور پر سفارش لے کر گیا اور سلطان کو اس کی اطاعت وفرمانبرداری کا یقین دلایا اور یہ بھی کہا کہ وہ باغی ترکمانوں کے ساتھ جنگ کر کے ان کے فتنہ وفساد کا خاتمہ کر دے گا۔

قاضی سے ساز باز: (اس یقین دہانی کے بعد) منطاش اپنی عملداری کے مرکز ملطیہ پہنچ گیا مگر اس کی بغاوت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نافرمانی کے آثار باقی رہے چنانچہ وہ ترکمانی امراء کے ساتھ بھی اس مقصد کے لئے سازش کرنے لگا۔ یہ خبر سلطان تک بھی پہنچ گئی مگر اس نے اسے پوشیدہ رکھا۔ تاہم منطاش نے اسے بھانپ لیا۔ اس لئے اس نے بلادِ روم کے مرکزی مقام سیواس کے حاکم سے خط و کتابت کی۔ وہاں ایک قاضی خود مختار بنا ہوا تھا وہ بنو ارشی کی نسل کے ایک بچہ کو بادشاہ بنا کر اس کا سرپرست بنا ہوا تھا۔ یہ خاندان سلطان ہلاکو کے زمانے سے اس علاقے پر حکومت کرتا تھا اور اس علاقہ کی حفاظت کے لئے تاتاری قبائل کی فوج متعین تھی۔

لہٰذا جب منطاش کے قاصد اور اس کے خطوط اس قاضی کے پاس پہنچے تو اس نے تعاون کا اظہار کرتے ہوئے بہت جلد اپنے ساتھیوں کو نمائندہ بنا کر مکمل سمجھوتہ کے لئے بھیجا۔ منطاش ان سے ملاقات اور گفت و شنید کرنے کے لئے شہر سے باہر نکلا اور اپنے دوادار (پیشکار) کو ملطیہ کا نائب مقرر کیا۔ وہ سیدھا سادہ انسان تھا۔ وہ اپنے حاکم کے باغیانہ مقاصد کے بُرے انجام سے خوفزدہ ہو گیا۔ اس لئے اس نے سلطان کی اطاعت کا اعلان کیا اور منطاش سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے شہر میں سلطان کی حکومت قائم کر دی۔

سیواس میں آمد: جب منطاش کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بہت پریشان ہوا۔ تاہم وہ اپنے ارادے پر قائم رہا اور قاضی کے وفد کے ساتھ سیواس پہنچ گیا۔ جب وہ قاضی کے پاس آیا تو اس وقت حکومت کے اختیارات اس سے سلب ہو گئے تھے۔ اس لئے قاضی نے اس سے روگردانی کی اور سلطان کو یہ مغالطہ دیا کہ اس نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا ہے۔

شاہی فوجوں کی روانگی: سلطان (برقوق) نے ۷۸۹ھ میں یونس دوادار' قروم' رأس نوبہ' طبقا الرباح امیر سلاح اور ہزاری منصب دار سودون باق کو فوجیں دے کر (مقابلہ کے لئے) روانہ کیا۔ اس نے ناصری کو بھی بلوایا اور دمشق کے اینال یوسفی کو بھی جو ہزاری منصب دار تھا' بلوایا اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ بھی اپنی فوجیں لے کر روانہ ہوں۔ چنانچہ وہ سب فوجیں روانہ ہوئیں۔

امیر تیمور کا ظہور: اس زمانے میں ماوراء النہر اور خراسان کا تاتاری بادشاہ تمر (تیمور) تھا جو چغتائی کے خاندان سے تھا۔ اس نے عراقین (عراق' عرب و عجم) اور آذربائیجان کی طرف لشکر کشی کی اور توریز پر بزور شمشیر قبضہ کر کے اس کو لوٹ لیا تھا۔ اب وہ بغداد پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا برقوق کے شاہی لشکر نے بظاہر یہ شہرت دی کہ وہ اس (تاتاری بادشاہ) سے جنگ کرنے اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے جا رہے ہیں مگر جب یہ لشکر حلب پہنچا تو انہیں یہ اطلاع ملی کہ تمر (تیمور) نے اپنی فوجی حملے کا رخ اس باغی کے خلاف موڑ دیا ہے جس نے ماوراء النہر کے دور دراز علاقے میں علم بغاوت بلند کیا ہے۔

شاہی فوج سیواس میں: لہٰذا سلطان کی فوجیں سیواس کی طرف لوٹ گئیں۔ وہاں کے باشندے ان (کے حملے) سے غافل تھے کہ اچانک یہ فوجیں ان کی سرحدوں میں گھس گئیں۔ قاضی (حاکم شہر) نے فوراً منطاش کو رہا کر دیا۔ اس سے پیشتر اسیری کی حالت میں قاضی اسے سلطانِ مصر کے خلاف بھڑکاتا رہا اور اس مقصد کے لئے لگاتار کوشش کرتا رہا تا آنکہ وہ اس کے بہکانے میں آ گیا۔

تاتاریوں کی امداد: اس وقت قاضی نے اسے بلادِ روم کے ان تاتاری قبائل کی طرف بھیجا جو ابن ارتنا کی عملداری میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آباد تھے۔ چنانچہ اس نے انہیں سلطانِ مصر کے برخلاف آمادۂ جنگ کیا اور انہیں اس خطرہ سے آگاہ کیا کہ اگر بادشاہ ابن ارتنا اور اس کے شہر کا خاتمہ ہو گیا تو ان کے قبائل کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

شاہی فوجوں کی واپسی: اس عرصے میں سلطان کی فوجیں سیواس پہنچ گئیں اور انہوں نے شہر کا محاصرہ کر کے انہیں بہت نقصان پہنچایا اور اہل شہر ہتھیار ڈالنے والے ہی تھے کہ اتنے میں منطاش تاتاری قبائل کو لے کر پہنچ گیا۔ سلطانی لشکر نے ان کا بھی مقابلہ کیا اور انہیں نقصان پہنچایا۔ بالخصوص ناصری نے اس جنگ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ مگر جنگ طویل ہونے کی وجہ سے شاہی لشکر اکتا گیا اور فتح وظفر حاصل نہ کرنے کی وجہ سے فوجیں دل برداشتہ ہو گئیں۔ وہ اپنے مرکز سے اس قدر دور دراز آ گئیں تھیں کہ وہاں رسد اور سامانِ خوراک پہنچنا بھی منقطع ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے انہوں نے اپنے سپہ سالاروں سے واپس جانے کی استدعا کی۔ چنانچہ کچھ فوجیں صف بندی کو برقرار رکھتے ہوئے لوٹ گئیں۔ اس وقت کچھ تاتاری فوجوں نے ان کا تعاقب کیا تو شاہی فوجوں نے پلٹ کر ان کا صفایا کر دیا۔ پھر وہ شام کی طرف اس ارادہ سے واپس گئیں کہ وہ دوبارہ آ کر دشمن کو نیست و نابود کر دیں گی تاکہ فتنہ وفساد کا انسداد ہو سکے۔

طویل محاصرہ سے بیزاری: وہ اُمراء جنہوں نے سیواس کا محاصرہ کیا تھا۔ وہ طویل محاصرہ سے اکتا گئے تھے۔ ان میں سے قروم اور طبقا معلم سپہ سالار ناصری کے پاس پہنچے تاکہ وہ سلطان کے پاس یہ شکایات پہنچا دے۔ وہ کچھ عرصے تک گفت و شنید کرتے رہے پھر انہوں نے شہر کا محاصرہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ اس سے پہلے انہوں نے شہر کے قاضی کو اس کی اطلاع دی اور اسے احسان قرار دیا۔ انہوں نے یہ بھی ہدایت کی کہ وہ منطاش کو زندہ رکھے تاکہ وہ ان کے فتنہ وفساد کو دور کر سکے۔

بغاوت کے آثار: یونس دوادار کو جب یہ معلوم ہوا کہ سب اس بارے میں متفق ہیں تو وہ ان کی مخالفت نہیں کر سکا اور (واپس جانے کے لئے) تیار ہو گیا جب وہ حلب پہنچا تو فوج کا ایک افسر دمرداش اس کے پاس آیا اور اسے اطلاع دی کہ دمشق کا نائب حاکم جوبانی ناصری کو بغاوت پر اُکسا رہا ہے اور ان دونوں نے مخالفت اور بغاوت کا پختہ ارادہ کر لیا ہے لہٰذا جب یونس مصر پہنچا تو اس نے سلطان کو اس خبر سے آگاہ کیا۔ سلطان نے دمرداش کو بلوایا تو اس نے بالمشافہ اس بات سے سلطان کو مطلع کیا اور اسے صحیح اطلاعات بہم پہنچائیں۔

جوبانی کے متعدد غلام بہت کمینے تھے۔ مال و دولت نے انہیں بہت بدمست کر دیا تھا۔ اور جاہ پرستی کی طمع انہیں بغاوت کرنے پر آمادہ کر رہی تھی۔ وہ انہیں روکتا دیا مگر پھر انہوں نے حاجب طرنطائی کو اس مقصد کے لئے آمادہ کیا۔ مگر وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہا اور شاہی دربار میں حاضر نہیں ہوا۔

جوبانی اور دیگر امراء کی گرفتاری: یہ خبریں مصر پہنچ گئی تھیں۔ جوبانی کو اس بارے میں شک وشبہ ہوا۔ لہٰذا اس نے سلطان کے سامنے پیش ہونے کی اجازت حاصل کی۔ چنانچہ جب اسے اجازت مل گئی تو وہ دمشق سے ماہ ربیع الاول ۷۹۰ھ میں ڈاک کی (تیز رفتار) سواری سے روانہ ہوا۔ جب وہ سریاقوس کے مقام پر پہنچا تو اس نے اپنے استاددار بہادر منجکی کو بھیجا۔ اس نے اسے گرفتار کر لیا اور بحری سفر سے اُسے اسکندریہ بھیج دیا گیا۔

دوسرے دن سلطان نے قروم اور طبقا معلم کو بھی گرفتار کرا کے ان دونوں کو بھی اس (جوبانی) کے پاس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اسکندریہ) بھیج دیا اور وہ سب وہاں مقید رہے۔ یوں ان کی بغاوت کا خطرہ دُور ہو گیا۔

سلطان نے جوبانی کے بجائے دمشق کا حاکم طرنطائی حاجب کو مقرر کیا اور قروم کے بجائے مصر میں اپنے چچازاد بھائی مجماس کو مقرر کیا اور طلبقا معلم کے بجائے دمرداش کو مقرر کیا۔ اس کے بعد حالات دُرست ہو گئے۔

ناصری کی کامیاب بغاوت

جب حلب میں ناصری کو ان حکام کی نظر بندی کی اطلاع ملی تو وہ بہت پریشان ہوا۔ تاہم اس نے کامیاب بغاوت کی تیاری شروع کر دی۔ اس نے فتنہ پرداز اور شر پسند امراء و حکام کو اپنے ساتھ ملا لیا اور سب سے پہلے اس نے اس مہم کا آغاز امیر سودون مظفری کی مخالفت سے کیا۔ کیونکہ اس کے خیال میں وہ سلطان کو اس کے خلاف بھڑکا کر اس کا عہدہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ نیز ترکوں کی سلطنت میں حاجب کا ایک فریضہ یہ بھی تھا کہ وہ قدیم سلطنتوں کی طرح خبر رسانی اور ڈاک کے انتظام کی نگرانی بھی کرے۔ حاجب ہی سلطان کو اس کی عملداری کے واقعات سے باخبر رکھتا تھا اور جو حکام بغاوت کا قصد رکھتے ہوں وہ ان کے حلق کے لئے کانٹا بنا رہتا تھا۔

لہٰذا ان باغیوں کی جماعت اور مظفری کے درمیان فضا تاریک ہو گئی اور ان کے اختلافات کی خلیج وسیع ہو گئی۔ جب سلطان کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے اپنے چھوٹے دوادار (پیش کار) تلکتمر کو فوراً ان دونوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے بھیجا تاکہ مخالفت کی آگ ٹھنڈی ہو جائے۔ جب ان (باغیوں) نے اس کی آمد کی خبر سنی تو انہیں زیادہ خطرہ محسوس ہوا اور انہیں معاملہ مشتبہ نظر آیا۔

جب تلکتمر وہاں پہنچا تو اس نے ناصری سے ملاقات کی اور اسے سلطان کا وہ خط دکھایا جس میں اسے حاجب (مظفری) سے صلح کرنے کی ہدایت کی گئی تھی اور اس سے چشم پوشی کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔

ناصری کو جب تلکتمر کے ذریعے یہ یقین ہو گیا کہ سلطان اس کے ساتھ اور دیگر امراء سے نرمی اور مہربانی کا رویہ اختیار کئے ہوئے ہے تو وہ اس (مصالحت) کے لئے تیار ہو گیا۔ مگر اس کے دوستوں کی جماعت کا یہ اصرار تھا کہ وہ حاجب پر اچانک حملہ کر کے اسے قتل کرا دے لہٰذا اس نے ان کی یہ تجویز بھی مان لی۔

حاجب کا قتل: ادھر تلکتمر صبح سویرے ایوان حکومت پہنچا تاکہ فریقین میں صلح کرا دے تاکہ باہمی خوف و نفرت کی فضا دور ہو جائے۔ ناصری نے اسے اپنے خلوت خانے میں طلب کیا چنانچہ جب وہ اس سے گفت و شنید کر رہا تھا کہ اچانک اس کی جماعت نے حاجب پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ اس مہم کا سرغنہ انبقا جوہری تھا۔ اس کے بعد ہنگامہ برپا ہو گیا لہٰذا تلکتمر خاموشی کے ساتھ اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹ گیا۔

بغاوت کا آغاز: اس کے بعد (باغی) امراء ناصری کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ ناصری نے انہیں بغاوت پر آمادہ کیا اور وہ تیار ہو گئے۔ یہ (سازش) ماہ محرم ۷۹۱ھ میں مکمل ہوئی۔ اس کے بعد یہ خبر طرابلس میں پہنچی تو وہاں کے امراء بھی بغاوت پر آمادہ ہو گئے ان کا سرغنہ بذلار الناصری تھا۔ اس نے باغیوں کو جمع کر کے ایوانِ حکومت پر حملہ کر دیا اور نائب حاکم کو گرفتار کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اسے مقید کر دیا۔

امرائے مصر کی فوج کشی: بعد ازاں حلب' حمص اور شام کے دیگر علاقوں میں بھی بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی تو سلطان (مصر) نے ان سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ ان کے ساتھ اشمس اتابک مصر' یونس دوادار (پیش کار) خلیلی چرکس' امیر الماخوریہ (وزیر سامانِ جنگ) احمد ابن بیبقا امیر مجلس (وزیر دربار) ایدکاز صاحب الحجاب (وزیر داخلہ) تھے۔ سلطان نے فوج کے بہادر غلاموں اور سورماؤں میں سے پانچ سو جنگ جو بہادروں کا انتخاب کر کے انہیں خلیلی کی قیادت میں دیا اور انہیں اپنا مخصوص علم جس کا نام شالیش تھا۔ ان کے حوالے کیا۔ سلطان نے اس مخصوص فوجی دستہ کی خامیوں اور کمزوریوں کو دور کیا اور دوسرے فوجی دستوں کو ہر طرح کیل کانٹے سے درست کیا اور یہ تمام فوجیں سال کے موسمِ بہار کے وسط میں صف آرا ہو کر روانہ ہوئیں۔

منطاش کی حمایت: ناصری نے اس کام (بغاوت) کے بعد منطاش کو بلا بھیجا جو شاہی لشکر کی سیواس سے واپسی کے بعد سے تاتاری قبائل میں قیام پزیر تھا۔ ناصری نے اسے احسانات سے مالا مال کیا۔ پھر اس نے ترکمان اور عرب قبائل کو بھی اکٹھا کیا۔ اس کے بعد وہ اُن تمام فوجوں کو لے کر دمشق (پر حملہ کرنے کے ارادے سے) روانہ ہوا۔

دمشق کا نائب حاکم طرنطائی تھا' وہ سلطان کو لگاتار ان کی خبریں روانہ کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ فوج کے نائب امیر صفوی کو الگ کرنے پر بھی آمادہ کر رہا تھا کیونکہ اس کے ناصری کے ساتھ گہرے تعلقات تھے لہٰذا فوج اس کے خلاف بدگمان ہوگئی اور انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے گھر کو لوٹ کر اسے قیدی بنا کر قلعہ کرک کی طرف بھیج دیا اور اس کے بجائے محمد باکیش بن جندر ترکمانی کو مقرر کیا جو اپنے والد کے ساتھ بندمر کے پاس ملازم تھا اور اس وقت نابلس اور اس کے آس پاس کے علاقہ کا حاکم تھا۔ لہٰذا اسے غزہ کی طرف منتقل کر دیا۔

غداری اور شکست: جب سلطان کی فوجیں دمشق پہنچیں تو انہوں نے قاضیوں کی منتخب جماعت کا ایک وفد ناصری اور اس کے ساتھیوں کے پاس بھیجا تاکہ وہ مصالحت کرا سکیں۔ مگر (فریقِ مخالف) اس کے لئے آمادہ نہیں ہوا۔ چنانچہ اس وفد کو بھی روک لیا گیا اور انہوں نے جنگ کا آغاز کر دیا۔

جب مرج کے مقام پر فریقین میں جنگ شروع ہوئی تو احمد بن بیبقا اور ایدکاز الحاجب اور ان دونوں کی فوجیں دشمن کی صفوں کی طرف چلی گئیں اور ان کی طرف سے لڑنے لگیں۔ دیگر امراء کے ممالیک نے بھی ان کی پیروی کی (وہ بھی دشمن کے ساتھ مل گئے) لہٰذا (سلطان کی جو فوج) باقی رہ گئی تھی۔ دشمن نے ان پر سخت حملہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ (شاہی) فوج منتشر ہوگئی اور اشمس (سپہ سالار) دمشق کے قلعہ میں پناہ لینے پر مجبور ہوا۔ کیونکہ سلطان نے اسے لکھ دیا تھا کہ اگر اسے ضرورت ہو (تو وہ قلعہ میں پناہ لے سکتا ہے)۔

گرفتاری اور قید: (دوسرا سپہ سالار) یونس حیران و پریشان بھاگتا رہا۔ کیونکہ اس کے ممالیک اسے تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اس کی امیر الامراء عنقا سے مڈبھیڑ ہوئی جس کے ساتھ اس کے دورِ اقتدار میں اختلافات تھے۔ لہٰذا اس نے اس کو گرفتار کر لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تیسرا سپہ سالار) جرکس خلیلی بھی محاصرہ میں آ گیا تھا حالانکہ سلطان کے مخصوص ممالیک (غلام) اس کے چاروں طرف تھے ان لوگوں نے اس موقع پر نہایت بہادری کے ساتھ جنگ کی تھی' تاہم دشمن کا ایک سپاہی خلیلی کے پاس پہنچ گیا تھا اور اس نے نیزہ کا وار کر کے اسے گرا دیا تھا اور پھر اس کا سر کاٹ دیا تھا۔

(اس واقعہ کے بعد) (سلطان کی) تمام فوج منتشر ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگی۔ لہٰذا ہر طرف سے انہیں گرفتار کر کے قیدی بنایا گیا۔

ناصری کا دمشق پر قبضہ: اب ناصری اور اس کی فوجیں فوراً دمشق میں داخل ہو گئیں اور انہوں نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ عرب اور ترکمانوں کی فوجیں اس کے گرد و نواح میں لوٹ مار کرتی رہیں۔ عنقا (جس نے یونس کو گرفتار کیا تھا) یونس کے بارے میں اجازت طلب کی تو اس کے قتل کرنے کا حکم دیا گیا۔ لہٰذا اس کا سر کاٹ کر ان کے پاس بھیج دیا گیا تھا۔ پھر قلعہ کے نائب حاکم کو حکم دیا گیا کہ وہ اتمش کو اپنے پاس مقید رکھے۔ باقی قیدیوں کو قلعہ دمشق' صفد اور حلب کے مختلف قید خانوں میں الگ الگ رکھا گیا۔

ابن باکیس نے غزہ میں (بغاوت کی) تحریک چلائی اور ان کی اطاعت حاصل کی۔ جب وہاں سے ہزاری منصب کا امیر اینیال یوسفی' دمشق سے بھاگ کر گزرا تو اس نے اسے گرفتار کر کے قلعہ کرک میں مقید کر دیا۔

مدافعت کی تیاری: سلطان مصر مدافعت کے لئے تیار ہوا۔ اس نے اتمش کے بجائے دمرداش کو اتابک (امیر الامراء) مقرر کیا اور یونس کے بجائے قرماش جندار کو دوادار (پیش کار) مقرر کیا۔ اس نے ان تمام عہدوں پر جو خالی تھے نئے افسروں کو مقرر کیا۔ اس نے نظر بند خلیفہ متوکل بن معتضد کو بھی رہا کر دیا اور اسے دوبارہ خلیفہ مقرر کیا اور اس کے بجائے جو خلیفہ مقرر تھا اسے معزول کر دیا۔

باغیوں کا حملۂ مصر: ناصری اور اس کی فوجیں چند دنوں دمشق میں مقیم رہیں۔ پھر انہوں نے متحد ہو کر مصر پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ تمام فوجیں اس مقصد کے لئے روانہ ہو گئیں۔ مگر ان کی (روانگی کی) خبریں پوشیدہ رہیں یہاں تک کہ ان کا ہراول دستہ بلبیس کے مقام تک پہنچ گیا۔ پھر وہ برکۃ الحاج کے مقام تک پہنچ گئے اور اسی سال کے ماہِ جمادی الاخیرہ کی سات تاریخ کو وہاں خیمہ زن ہو گئے۔

شاہی فوج کو شکست: سلطان اپنے غلاموں کو لے کر قلعہ کے سامنے سارے دن صف آراء رہا مگر اس کی فوجیں اور عوام جوق در جوق ناصری کے محاذ جنگ کی طرف جاتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کا میدانِ جنگ ان سے بھر گیا۔ وہ امراء جو سلطان کے تھے' ناصری سے پناہ کے طالب ہوئے تو ناصری نے انہیں پناہ دے دی۔ سلطان کو یہ سب خبریں ملتی رہیں۔ اس اثناء میں اس کی کچھ فوجیں جنگ کے لئے آگے بڑھیں تو وہ شکست کھا کر سلطان کے پاس واپس آ گئیں۔

سلطان برقوق کا فرار: ایسی حالت میں جب سلطان کو اپنا اقتدار خطرہ میں نظر آیا تو اس نے پوشیدہ طور پر ناصری کے پاس صلح کا پیغام بھیجا جس میں نہایت نرم لہجہ اختیار کیا گیا تھا۔ اس نے یہ بھی پیش کش کی تھی کہ وہ اپنی سلطنت اپنے ملازموں کے ساتھ برقرار رکھ سکتا ہے۔ اس پیغام میں سلطان نے اس بات کا اشارہ بھی کیا تھا کہ وہ کہیں پوشیدہ ہو جائے گا تا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیقا دیہ کے علاوہ اور کوئی اسے نقصان نہ پہنچائے۔

چنانچہ جب رات ہوگئی تو اس نے اپنے باقی ماندہ غلاموں کو کہیں چلے جانے کی اجازت دی۔ پھر خود بھیس بدل کر نکل گیا اور شہر کے کسی پوشیدہ مقام میں روپوش ہوگیا۔

ناصری کی حکومت: اس کے بعد ناصری اور اس کے ساتھی صبح سویرے قلعہ پہنچے اور اس پر قبضہ کرلیا۔ انہوں نے امیر حاج ابن الاشرف کو تخت نشینی پر بحال کیا اور اس کی بادشاہت کا اعلان کر کے اس کا لقب الملک المنصور رکھا۔ اس کے بعد جوبانی اور ان امراء کو فوری طور پر طلب کیا گیا جو اسکندریہ میں نظر بند تھے۔ لہٰذا وہ جلد روانہ ہوکر دوسرے دن قاہرہ پہنچ گئے۔

ناصری اور اس کے ساتھی ان امراء کے استقبال کے لئے پہنچے۔ ناصری نے جوبانی کو اپنے شاہی اصطبل پر اتارا اور اسے اپنی حکومت اور اقتدار میں شریک کیا۔

سلطان برقوق کی جاں بخشی: پہلے ہی دن سے سلطان ظاہر کی تلاش کا اعلان کیا گیا اور سارے دن اس کی تلاش جاری رہی۔ دوسرے دن بھی اس کی تلاش جاری رہی۔ یہاں تک کہ جوبانی کے ایک غلام نے اس کا سراغ نکال لیا۔ جب اس نے سلطان ظاہر کو دیکھا تو اس نے زمین بوسی کی اور اس کے ساتھ ادب و احترام کا سلوک کیا اور اسے پناہ دینے کا حلف اٹھایا۔ اس کے بعد وہ سلطان کو قلعہ میں لایا اور وہاں ٹھہرایا۔ پھر اس کے بارے میں مشورے ہوئے۔ منطاش اور زلار یہ چاہتے تھے کہ سلطان (برقوق) کو قتل کیا جائے۔ مگر ناصری اور جوبانی معاہدہ کی پابندی کرنا چاہتے تھے (آخر کار سلطان کی جاں بخشی کی گئی۔)

سرکاری عہدوں کی تقسیم: اس کے بعد جوبانی کو اتابک مقرر کیا گیا اور ناصری رأس نوبہ (شاہی غلاموں کا سپہ سالار) مقرر ہوا۔ دمرداش احمد امیر سلاح' احمد بن بیقا امیر مجلس' ابقا عثمانی دوادار' انبقا جوہری استاذ دار (وزیر مالیات) کے عہدہ پر مقرر ہوا۔ یوں تمام عہدوں اور مناصب پر نئے تقررات مکمل ہوگئے۔

شام کے حکام: بعد ازاں زلار کو دمشق کا نائب حاکم بنا کر بھیجا گیا اور کتبغا بیقادی کو حلب کا حاکم بنایا گیا۔ سلطان نے طرابلس کی حکومت سے معزول کر کے اسے دمشق میں نظر بند کردیا گیا تھا۔ مگر جب وہ ناصری کا حامی ہوا تو اس نے اُسے اپنا جانشین بنا کر حلب کا حاکم مقرر کیا۔

مخالف امراء کی گرفتاری: (اس حکومت نے) امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کیا جن میں نائب حاکم سودون باق اور سودون طرنطائی بھی شامل تھے۔ ان میں سے کچھ کو اسکندریہ میں اور کچھ کو شام میں مقید رکھا گیا۔ اس اثناء میں سلطان کے غلاموں کی تلاش جاری رہی۔ چنانچہ ان کی اکثریت کو مقید کیا گیا اور باقی افراد کو شام کی طرف بھیجا گیا تاکہ وہ متعلق حکام اور امراء کی خدمت کریں۔

نئی حکومت نے سلطنت کے وزیر مال (استاذ دار) محمود کو جو محل شاہی کا قارون (قارون القصری) (محل کا سرمایہ دار) تھا گرفتار کرلیا اور اس سے دس لاکھ درہم (جرمانہ) وصول کیا پھر اسے قید خانہ میں ٹھونس دیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برقوق کی الکرک میں جلاوطنی: پھر ارباب حکومت اس بارے میں مشورہ کرتے رہے کہ آیا (سابق) سلطان کو قلعہ کرک، قوص اور اسکندریہ میں سے کہاں بھیجا جائے۔ آخر کاران کا متفقہ فیصلہ یہ ہوا کہ اسے قلعہ کرک بھیجا جائے مگر (شہرت یہ دی گئی کہ) اسے اسکندریہ بھیجا جائے گا۔ کیونکہ انہیں منطاش کی طرف سے اندیشہ تھا۔

چنانچہ جب اس کی روانگی کا وقت آیا تو منطاش سمندر کے قریب گھات میں بیٹھا رہا اور وہیں اس نے ساری رات گزاری۔

ادھر جب جوبانی سلطان (برقوق) کو لے کر قلعہ سے روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ کرک کا حاکم موسیٰ بن عیسیٰ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ سوار ہو کر روانہ ہوا تا کہ وہ سلطان کو (صحیح وسلامت) قلعہ کرک تک پہنچا دیں۔ جوبانی رات کے وقت رخصت کرنے کے لئے تھوڑی دور سلطان کے ساتھ گیا پھر وہ واپس آ گیا۔

قلعہ الکرک کی حکومت: منطاش کو جب اصل معاملہ کا علم ہوا تو وہ بہت بگڑا اور اس نے بغاوت کا لباس پہن لیا۔ تاہم سلطان (اس کے مکروفریب سے بچ کر) بخیر وعافیت اپنے غلاموں اور نوکروں کے ساتھ قلعہ کرک پہنچ گیا ناصری نے اس کے خواص میں سے حسن کشکی کو اس کی خدمت پر مامور کیا اور اسے کرک کا حاکم بھی مقرر کیا اور اسے سلطان کی اس طرح خدمت کرنے کی ہدایت کی کہ کوئی دشمن اسے نقصان نہ پہنچا سکے۔ چنانچہ وہ اس قلعہ کرک لے گیا اور قلعہ میں اس کے قیام وطعام اور دیگر ضروریات کا انتظام کیا۔ چنانچہ سلطان وہاں اس وقت تک رہا جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے دوسری صورت نہیں پیدا کی۔

اس کے بعد یہ خبر آئی کہ سلطان ظاہر (برقوق) کے وہ غلام جو اس واقعہ کے بعد پوشیدہ تھے، دمشق میں بغاوت کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ لہٰذا (انہیں تلاش کر کے) گرفتار کر لیا اور ان سب کو اسیر بنا لیا گیا۔ انہی میں ایبقا صغیر بھی شامل تھا۔

منطاش کی حکومت

منطاش ناصری کے ساتھ مصر آ گیا تھا مگر وہ حکومت واقتدار کا خواہاں تھا اور پوشیدہ طور پر بغاوت اور غداری کے منصوبے باندھ رہا تھا۔ کیونکہ (نئی) حکومت نے اس کے حق کے مطابق جاگیریں نہیں دی تھیں اور نہ سرکاری عہدے تقسیم کرتے وقت اسے کوئی اعلیٰ عہدہ دیا تھا (اس کے خیال کے مطابق) ناصری نے اس کی خدمات اور دشمن کے مقابلے میں جنگی کارناموں کا پورا صلہ نہیں دیا تھا۔ پھر سب سے بڑھ کر وہ اس بات سے ناراض ہوا کہ جوبانی کو اس پر ترجیح دی گئی ہے اور اسے ''خاص آدمی'' بنا دیا گیا ہے لہٰذا وہ بہت ناراض ہوا اور اس نے بغاوت اختیار کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔

بغاوت کی تیاری: جب امیر جوبانی کو قید کیا گیا تھا اور حلب میں ناصری نے بغاوت کا اعلان کیا تھا تو اس وقت جوبانی کے غلام (ممالیک) بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے وہ بغاوت کے زمانے میں دورانِ سفر میں منطاش سے بھی مانوس ہو گئے تھے اور اس سے محبت کرنے لگے تھے۔ لہٰذا منطاش نے انہیں بھی اس بغاوت کے منصوبے میں شامل کیا اس کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ وہ بظاہر جوبانی کے سامنے اپنے خلوص کا اظہار کرتا رہا اور اس کی محفلوں اور کھانے کی دعوتوں میں اس کا یارِ غار بنا رہا۔

دوسری طرف بیقادیہ کی جماعت بھی ناصری کے خلاف تھی۔ ان کا یہ خیال تھا کہ ناصری ان کی تنخواہوں اور جاگیروں میں کوتاہی اختیار کر رہا ہے۔ لہٰذا وہ بھی (اندرونی طور پر) اس کے مخالف ہو گئے تھے۔ اس لئے جب منطاش نے انہیں بھی بغاوت پر آمادہ کیا تو وہ فوراً اس مقصد کے لئے تیار ہو گئے اور اس کی زبردست تائید کی اور ضرورت کے وقت اس کی حمایت کا وعدہ کیا۔

یہ خبر ناصری اور جوبانی تک بھی پہنچ گئی۔ انہوں نے اسے شام کی طرف بھیجنے کا ارادہ کیا مگر وہ بیمار بن گیا اور کئی دنوں تک اپنے گھر میں بیٹھا رہا۔ وہ ان سے ٹال مٹول کر رہا تھا تا کہ ان کے خلاف اپنے منصوبے کو مستحکم کر لے۔

ہنگامہ آرائی: پیر کے دن جوبانی (اسے گرفتار کرنے کے لئے) اس کے گھر پہنچا تو اس وقت منطاش نے اپنے گھر میں حملہ کرنے کے لئے اپنے آدمیوں کو چھپا رکھا تھا لہٰذا انہوں نے جوبانی کو پکڑ کر فوراً مار ڈالا۔ اس کے بعد منطاش رمیلہ پہنچا۔ وہاں اصطبل کے دروازے کے پاس اس نے امراء کی سواریوں کو لوٹ لیا۔ اس نے مدرسۂ ناصریہ میں اپنے ساتھیوں میں سے ایک افسر کی قیادت میں جنگ جو سپاہی اور تیر انداز اکٹھے کر رکھے تھے۔ لہٰذا وہ وہاں کے اذان کے منارے کے قریب کھڑا ہو گیا تا کہ وہ ان کی حفاظت اور نگرانی کرے۔ اس وقت اشرفیہ اور دیگر جماعتوں کی فوجیں اندرون شہر سے اس کے پاس اکٹھی ہونے لگیں۔ نیز سلطان ظاہر کے جو غلام باقی رہ گئے تھے وہ بھی اس کے پاس چلے گئے۔ یوں ایک بڑا ہنگامہ برپا ہو گیا۔

جنگ کا آغاز: (یہ حالت دیکھ کر) بیقادیہ کی جماعت کے امراء بھی اپنے گھروں سے نکل کر رمیلہ کے مقام پر پہنچ گئے اور انجام کار کا انتظار کرتے رہے۔ ناصری اس وقت اپنی موجودہ فوج کو لے کر نکلا۔ اس نے امراء کو دشمن کے خلاف حملہ کرنے کا حکم دیا، مگر وہ کھڑے رہے (اور حملہ نہیں کیا) لہٰذا ناصری اور فریقین بھی حملہ کرنے سے رک گئے۔

جوبانی کے ممالیک (غلام) اپنے آقا کا بدلہ لینے کے لئے ناصری کی طرف پہنچے تو منطاش نے دھمکی دی (کہ اگر وہ اس کے پاس گئے تو) وہ ناصری کو قتل کر دے گا لہٰذا وہ منتشر ہو گئے۔

ناصری کی شکست: فریقین دن کے آخری حصے تک جنگ کرتے رہے۔ پھر دوسرے دن صبح سویر جنگ شروع ہو گئی۔ ناصری نے بڑھ چڑھ کر حملہ کیا مگر پسپا ہوا۔ فریقین تین دن تک جنگ کرتے رہے۔ اس اثناء میں منطاش کی فوج طاقت میں اضافہ ہوتا گیا، تا آنکہ چہارشنبہ کی شام کو ناصری کی فوج اسے چھوڑ کر بھاگ گئی۔ ناصری ستر دن تک شاہی قلعہ میں رہا۔ اس کے بعد منطاش قلعہ میں داخل ہو گیا اور اس نے اُس کے گھروں اور خزانوں کو لوٹ لیا۔

منطاش کی حکومت کا آغاز: ناصری حیران اور پریشان پھرتا رہا، اس کی فوجیں اسے چھوڑ کر بھاگ رہی تھیں۔ بیقادیہ کا گروہ دوسرے دن صبح سویرے منطاش کے پاس پہنچا تو منطاش نے انہیں گرفتار کر لیا اور ناصری کے پاس سے جو بھاگ کر آئے تھے انہیں علیحدہ علیحدہ اسکندریہ کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ ان کے ایک گروہ کو جسے ناصری نے قید کر رکھا تھا، قوص اور دمیاط کی طرف بھیجا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجدیدِ بیعت: بعدازاں اس نے از سر نو امیر حاج المنصور (سلطانِ مصر) کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلطان کے غلاموں کو بذریعہ اعلان یہ پیغام بھجوایا کہ وہ حاضر ہو جائیں۔ یوں اس نے ان کے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا۔ جو باقی رہ گئے تھے وہ بھاگ گئے۔ اس کے بعد گرفتار شدہ غلاموں کو قوص بھیج دیا گیا۔ پھر اس نے (شہر کے) بعض دولت مندوں کا مال ضبط کر لیا نیز (سابق وزیر مال) استاذ دار محمود کو رہا کر دیا اور اسے خلعت عطا کر کے اسے اس کے عہدے پر بحال کرنے کا ارادہ کیا۔

ضبطِ اموال: مگر جلد ہی اس نے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا اور دوبارہ اس کا مال و سامان ضبط کیا گیا۔ چنانچہ اس نے اس کی دولت کا عمدہ حصہ چھین لیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سونے (زر) کے ساٹھ خزانے (قنطار) تھے۔

نئے حکام کا تقرر: جب منطاش امور سلطنت میں خود مختار ہو گیا تو اس نے سرکاری عہدوں اور مناصب پر اپنی مرضی کے مطابق عہدے دار مقرر کئے چنانچہ اس نے اشقتمری کو شام سے بلوا لیا۔ اس کے بھائی تمر طائی نے ان دونوں کے بھائی چارہ کے تعلقات قائم کرا دیئے تھے۔ لہٰذا اس نے انہیں نائب اعظم مقرر کیا۔ اور استدمر بن یعقوب شاہ کو امیر سلاح مقرر کیا اور انبقا صفوی کو حاجیوں کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ یوں اس نے ان تینوں کو خصوصی مشورہ کے لئے ارکان سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

ابراہیم بن بطلقتمر نے جو امیر جندار (سپہ سالار) تھا۔ اس بغاوت میں اہم حصہ لیا تھا۔ اس لئے منطاش نے اس کا خاص طور پر خیال رکھا اور ہزاری امراء پر اسے مقدم رکھا۔ مگر جب اسے یہ اطلاع ملی کہ وہ دیگر امراء کے ساتھ اس کے خلاف بغاوت کرنے میں گفت و شنید کر رہا ہے اور خود مختار ہونا چاہتا ہے تو اس نے اس کو گرفتار کر لیا۔ پھر اسے حلب کا حاکم بنا کر اس علاقے کی طرف روانہ کر دیا۔

منطاش نے ارغون سمندار کو اپنا ''خاص آدمی'' مقرر کر رکھا تھا اور وہ اس کا منظور نظر تھا' لہٰذا ہر خاص و عام اس سے تعلق قائم کرنے لگا اور وہ صبح سویرے اس کے دروازے پر جمع ہونے لگے مگر کچھ عرصے کے بعد منطاش کو یہ خبر ملی کہ اس نے امیر جندار ابراہیم سے ساز باز کر رکھی تھی' لہٰذا اسے پھر گرفتار کر لیا اور قید میں رکھ کر یہ تحقیق کرنی چاہی کہ وہ ابراہیم کے ساتھ سازش میں شریک تھا یا نہیں؟ مگر وہ انکار کرتا رہا اور قید خانے ہی میں زندگی گزارتا رہا۔

منطاش نے (سابق) نائب سودون کو (قید خانے سے) رہا کر دیا اور وہ مصر آ کر خانہ نشین ہو گیا اور یہ سلسلۂ حکومت اسی طرح قائم رہا۔

بذلار کی ناکام بغاوت: جب دمشق میں بذلار کو یہ اطلاع ملی کہ منطاش سلطنت (مصر) کا خود مختار حاکم ہو گیا ہے تو یہ بات اسے ناگوار معلوم ہوئی اور اس کے دل میں بغاوت کا جذبہ پیدا ہوا اور اس مقصد کے لئے اس نے مصمم ارادہ کر لیا۔ چنانچہ اس نے شام میں حلب وغیرہ کے حکام سے خط و کتابت کی اور انہیں (بغاوت میں) متحد ہونے کی دعوت دی مگر انہوں نے اس کی حمایت نہیں کی اور وہ (منطاش کے) مطیع اور فرمانبردار رہے۔

بذلار کی شکست: اس اثناء میں طاز کے بھائی جنتمر نے جو دمشق کا امیر کبیر تھا۔ یہاں کے امراء سے (بذلار کے خلاف) ساز باز کی اور انہیں سلطنت مصر کا وفادار بنایا۔ جب بذلار کو یہ اطلاع ملی تو وہ اپنے غلاموں اور حامیوں کو لے کر اسے گرفتار کرنے کے لئے پہنچا مگر وہ اسے گرفتار نہیں کر سکا بلکہ اس کے برخلاف حامیوں کی تعداد بڑھتی گئی اور دمشق کے عوام نے بذلار

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف اس کی امداد کی اور دن کے ایک حصے میں اس کے ساتھ جنگ کرتے رہے۔ جب بذلار کو اپنی شکست اور ہلاکت کا یقین ہو گیا تو اس نے ہتھیار ڈال دیئے اور اسے گرفتار کر لیا گیا۔

نیا حاکم دمشق: منطاش کو سرعت کے ساتھ یہ خبر پہنچائی گئی تو اس نے اسے نظر بند کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ بذلار قید خانے میں بیمار ہو کر فوت ہو گیا۔ اب منطاش نے جنتمر کو دمشق کا حاکم مقرر کیا۔

برقوق کے قتل کا حکم: جب سلطان ظاہر (معزول بادشاہ) کو قلعہ کرک میں یہ اطلاع ملی کہ منطاش سلطنتِ (مصر) کا خود مختار حاکم ہو گیا ہے اور اس نے بیقادیہ کے تمام گروہ کو مقید کر رکھا ہے اور ان کے بجائے اپنے حامیوں کو مقرر کر دیا ہے تو اسے اپنی جان کا خطرہ نظر آیا اور اس کے نتائج بد سے خوفزدہ ہوا۔

جب منطاش خود مختار ہوا تو اس کے نزدیک اہم کام سلطان ظاہر (برقوق) کا خاتمہ کرنا تھا لہٰذا اس نے قلعہ کرک کے نائب حاکم حسن کشکی کو حکم بھیجا کہ وہ اسے (سلطان برقوق) کو قتل کر دے مگر ناصری نے جب حسن کشکی کے سپرد (سابق) سلطان کو کیا تھا تو اس وقت اس نے یہ ہدایت کی تھی کہ وہ اس کے بدخواہوں سے اس کی حفاظت کرے۔ لہٰذا وہ اس (قتل کے) ارادے سے باز رہا۔ اس نے بریدی اور قاضی شہر اور پرائیویٹ سیکرٹری اور دوسرے ساتھیوں سے اس بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے بھی یہی مشورہ دیا کہ جہاں تک ممکن ہو اس سلطان (برقوق) کا خون بہانے سے پرہیز کیا جائے۔

معذرت نامہ: لہٰذا اس (حسن کشکی) نے منطاش کو یہ معذرت نامہ بھیجا کہ سلطان (موجودہ) اور خلیفہ کی اجازت کے بغیر اس کام کی انجام دہی میں بہت خطرات ہیں۔ منطاش نے سلطان اور خلیفہ کا اجازت نامہ حاصل کر کے ان کی اجازت کے ساتھ دوبارہ اسی مضمون کا خط لکھا۔ مگر اس نے بریدی (مخصوص قاصد) کو اپنے پاس ٹھہرائے رکھا اور وعدوں کے ساتھ بہلاتا رہا اور ٹال مٹول کرتا رہا تا آنکہ اس سے مخلصی کی کوئی صورت نکلے۔

یہ لوگ سلطان کے احترام اور شفقت کی وجہ سے اس حکم کو سلطان سے چھپائے ہوئے تھے۔ تاہم سلطان نے اس بات کو بھانپ لیا تھا۔ اس لئے اس نے اللہ کی طرف رجوع کیا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو وسیلہ بنائے رکھا۔ کیونکہ وہ اپنے گھر کی کھڑکی سے ان کے مزار کو دیکھا کرتا تھا۔

بریدی کا قتل: (اس موقع پر) سلطان کے غلاموں نے شہر کا گشت کیا اور وہ ایسے افراد (کی امداد) حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے جو سلطان کی اچھی طرح مدافعت کر سکتے تھے۔ چنانچہ گفت و شنید کے بعد انہوں نے خلوص کے ساتھ (سلطان کی مدافعت کا) معاہدہ کیا اور وہ بریدی (شاہی قاصد) سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ بریدی کا گھر سلطان کے گھر کے سامنے تھا۔ چنانچہ یہ (مخلصین) رمضان المبارک کی دسویں تاریخ کی رات کو اس کے دروازے پر پہنچ گئے اور اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ اس کا سر کاٹ کر سلطان (برقوق) کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ ان کی تلواروں کی دھاروں سے خون بہہ رہا تھا اس وقت حسن کشکی سلطان کو تسلیم دینے کے لئے اس کے دستر خوان پر روزہ افطار کر رہا تھا۔ جب اس نے ان لوگوں کو دیکھا تو وہ دہشت زدہ ہو گیا۔

دوبارہ حکومت کے لئے جدوجہد: انہوں نے اسے بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر سلطان (برقوق) نے اسے اپنی پناہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لے لیا اور اس نے برقوق کو قلعہ کی حکومت سپرد کر دی اور نائب حاکم نے سب سے پہلے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔اس کے بعد دوسرے دن شہر والوں نے آ کر سلطان (برقوق) کے ہاتھ پر بیعت کی (اور اسے جائز سلطان تسلیم کیا)

عرب قبائل کی امداد: گردونواح سے بنو عقبہ اور دوسرے عرب قبائل بھی آئے اور انہوں نے اپنی اطاعت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد جب یہ خبر چاروں طرف مشہور ہوئی تو ہر سمت سے (سلطان برقوق کے) غلام اس کے پاس آ گئے۔

دمشق کی سمت پیش قدمی: جب منطاش کو (مصر میں) یہ خبریں ملیں تو اس نے غزہ کے نائب حاکم کو ہدایت کی کہ وہ فوج لے کر کرک پہنچ جائے اس نائب حاکم کا نام ابن باکیش تھا (جب سلطان کو یہ اطلاع ملی تو) اسے پس و پیش ہوا کہ آیا وہ ابن باکیش کی فوج کا مقابلہ کرے یا وہ شام کی طرف روانہ ہو جائے۔آخر کار اس نے دمشق کی پیش قدمی کا مصمم ارادہ کر لیا اور کرک سے پندرہ شوال کو روانہ ہو گیا۔اس نے قبہ کے مقام پر پڑاؤ کیا اور وہاں عرب قبائل کی فوجوں کو اکٹھا کیا۔پھر وہ ایک ہزار سے زائد عربوں اور ترکوں کی فوج لے کر روانہ ہوا اور منازل طے کرتا ہوا دمشق کے قریب پہنچ گیا۔

اہل دمشق کی شکست: ادھر دمشق کے نائب حاکم جنتمر نے مقابلہ کے لئے فوجیں بھیجیں جن میں شام کے امراء اور بندمر کی اولاد شامل تھی۔چنانچہ شقحب کے مقام پر فریقین میں جنگ ہوئی۔یہ گھمسان کی جنگ تھی۔آخر کار اہل دمشق کو شکست ہوئی اور ان کے بہت سے افراد مارے گئے۔سلطان (برقوق) کو فتح حاصل ہوئی۔اس نے دشمن کی فوج کا دمشق تک تعاقب کیا مگر اس کے بہت سے افراد مصر بھاگ گئے۔

ابن باکیش کی شکست: پھر سلطان (برقوق) کو احساس ہوا کہ ابن باکیش اور اس کی فوجیں اس کا تعاقب کر رہی ہیں اس لئے وہ پیچھے کی طرف پلٹا اور راتوں رات فوج لے کر صبح سویرے بتاریخ دس ذوالقعدہ اس کی فوجوں پر حملہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی فوج شکست کھا کر بھاگ گئی اور سلطان اور اس کی فوج نے ان کا تمام ساز و سامان لوٹ لیا اور وہ اس سے مالا مال ہو گئے اور اس کی وجہ سے سلطان کی فوجی طاقت میں بھی اضافہ ہو گیا۔

محاصرۂ دمشق: اس کے بعد سلطان دمشق کی طرف واپس آیا اور میدان میں صف آراء ہوا تو عوام اور گردونواح کے افراد سلطان کے خلاف ہو گئے اور میدان میں وہ سلطان کی جان کے درپے ہو گئے تھے۔اس لئے وہ اپنا ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ گیا۔چنانچہ عوام نے اس کا اور اس کے غلاموں کا ساز و سامان لوٹ لیا۔پھر سلطان قبہ بلیغا کے مقام پر خیمہ زن ہوا۔ اہل دمشق نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے۔چنانچہ سلطان ماہ محرم ۷۹۲ھ تک ان کا محاصرہ کرتا رہا۔

کمشیقا کی امدادی مہم: ادھر حلب کے نائب حاکم کمشیقا حموی نے اپنی عملداری میں سلطان کی حمایت میں کام کرنا شروع کر دیا تھا اور جب سلطان کرک سے شام کی طرف روانہ ہوا تھا تو اس نے تحریری طور پر اسے اپنی حمایت کا یقین دلایا تھا۔لہٰذا جب اسے یہ اطلاع ملی کہ وہ دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے ہے تو کمشیقا سلطان سے ملاقات کے لئے تیار ہوا اور اپنے ساتھ وہ تمام ساز و سامان لے کر روانہ ہوا جس سے سلطان کی فوج ہر قسم کی خامیاں اور کمزوریاں دور کر سکے اور اس کی شان و شوکت قائم ہو سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیدی امراء کا فرار: دوسری طرف انیال یوسفی اور سلطان کا چچازاد بھائی قجماش اور وہ امراء جو صفد میں مقیم تھے وہ سب کے سب سلطان کے پاس پہنچ گئے۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ صفد کے نائب حاکم کے پاس سلطان کے چند غلام ملازم تھے' انہوں نے اس سے غداری کر کے صفد کے قید خانے میں مقید تمام امراء کو رہا کرادیا۔ لہٰذا وہ سب سلطان (برقوق) کے پاس پہنچ گئے جب کہ وہ دمشق کا محاصرہ کر رہا تھا۔ ان سب کا پیش رو انیال تھا۔

قوص کی بغاوت: جب ان امراء کو جو قوص میں نظر بند تھے یہ اطلاع ملی کہ سلطان (برقوق) نظر بندی سے رہا ہو گیا ہے اور وہ کرک کے علاقہ پر قابض ہو گیا ہے اور لوگ (اس کی حمایت میں) اکٹھے ہو رہے ہیں تو انہوں نے اس سال کے ماہِ شوال میں بغاوت کا اعلان کیا اور وہاں کے حاکم کو گرفتار کر کے قاضی کے خزانے سے مال و دولت نکال لی۔

جب ان کی (بغاوت کی) اطلاع مصر پہنچی تو ان (کی سرکوبی) کے لئے فوجیں روانہ کی گئیں پھر یہ اطلاع بھی ملی کہ ان (باغیوں) نے اسوان پہنچ کر وہاں کے حاکم حسن ابن قرط کو بھی ورغلایا ہے اور اس نے بھی ان کی حمایت کا وعدہ کیا ہے لہٰذا ان کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ وادی القصب کی مشرقی سمت سے سویز کی طرف روانہ ہوں اور وہاں سے کرک جائیں۔

بغاوت کا انسداد: چنانچہ جب ابن قرط (کے ساز باز) کی خبر ملی تو منطاش نے سندمر بن یعقوب شاہ کو روانہ کیا۔ وہ اپنی فوجوں کو لے کر مشرقی کنارے کی طرف روانہ ہوا۔ اتنے میں ابن قرط نے جلد پہنچ کر اپنی اطاعت اور وفاداری کا یقین دلایا تو اسے تعظیم و تکریم کے ساتھ اس کی عملداری پر بحال کر دیا گیا۔

اس کے بعد ابن یعقوب شاہ قوص پہنچ گیا۔ اس نے تمام گردونواح کے علاقہ پر قابو پالیا تھا اور باغی اُمراء کو گھیرے میں لے کر انہیں گرفتار کر لیا تھا۔

اس کے بعد سلطان ظاہر کے غلاموں اور مصر کے بالائی علاقہ (صفد) کے حکام جو غلام تھے ان سب کو قتل کروا دیا۔ پھر اُمراء کو لے کر مصر روانہ ہوا اور وہاں اس سال کی پندرہ ذوالحجہ کو پہنچا۔ وہاں صرف چار امراء کو چھوڑ دیا گیا تھا جن میں سومائی ابدی بھی شامل تھا۔ باقی امراء کو مقید رکھا گیا۔

کمشیقا کی بغاوت: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ناصری نے کمشیقا کو جو رأس نوبہ (شاہی غلاموں کا افسر) تھا' حلب کا نائب حاکم مقرر کیا تھا' مگر جب منطاش خود مختار حاکم ہو گیا تو وہ اس کا مخالف ہو گیا تھا۔ پھر جب بذلار نے دمشق میں بغاوت کا اعلان کیا تو اس نے اسے اپنے ساتھ شامل کرنا چاہا' مگر اس نے انکار کر دیا تھا۔ تاہم جب اسے کرک کی نظر بندی سے سلطان کے رہا ہونے کی اطلاع ملی تو اس وقت اس نے بغاوت کا اعلان کیا اور سلطان (برقوق) کی بادشاہت کی تحریک کی حمایت کی۔ ابراہیم بن جندار نے اس کی مخالفت کی اور حلب کے مضافات کے اہل باقوسا نے بھی نافرمانی کی۔ لہٰذا کمشیقا نے ان سب سے جنگ کر کے انہیں شکست دی اور قاضی ابن ابی الرضا کو بھی قتل کر دیا جو اس کا مخالف تھا۔ یوں ماہِ شوال میں وہ حلب کا خود مختار حاکم ہو گیا۔

برقوق کی زبردست امداد: اس کے بعد اسے اطلاع ملی کہ سلطان (برقوق) نے دمشق اور ابن باکیش کی فوجوں و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکست دیکر قبہ بلبغا کے مقام پر اپنا محاذ قائم کر رکھا ہے کیونکہ اہل دمشق نے میدان سے نکال کر اس کا سامان لوٹ لیا تھا۔ اب وہ دمشق کا محاصرہ کیئے ہوئے ہے۔ للہذا اس نے حلب سے فوجیں اور سامانِ جنگ اکٹھا کیا اور سلطان کو (جنگ کے لئے) جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ سب فراہم کیں۔ ان میں (نقد) مال و دولت' کپڑے' ہتھیار' اونٹ' گھوڑے' محاصرہ کے آلات' شاہی خیمے' فرش اور چھوٹی بڑی سب چیزیں شامل تھیں۔

(جب وہ وہاں پہنچا تو) سلطان نے اس کا گرم جوشی سے استقبال کیا اور اس کی بے حد تعظیم و تکریم کی۔ سلطان نے اسے اتابک اور مشیر اعظم بنالیا اور وہ اس کے ساتھ دمشق کے محاصرہ میں شریک رہا۔

شدید محاصرۂ دمشق: کمشیقا کے پہنچنے کے بعد دمشق کا محاصرہ سخت کر دیا گیا کیونکہ سلطان کے پاس جنگجو سپاہیوں اور محاصرہ کے آلات کی کثرت ہوگئی تھی۔ للہذا شہر پناہ کو چاروں طرف سے مجانیق (قلعہ شکن آلات) کے پتھروں سے تباہ و برباد کر دیا گیا اس کی دیواروں میں شگاف پڑ گئے اور اس کے آس پاس کے گھروں میں آگ لگ گئی اور تمام گنبدوں اور قلعوں پر تباہی اور آتشزدگی مسلط ہوگئی۔ نیز فصیلوں کے اوپر سے مدافعانہ جنگ شدید ہوگئی اس کا مشورہ شافعیہ کے قاضی احمد بن القرشی نے دیا تھا' مگر اہل علم اور دیندار حضرات نے اس کی مخالفت کی تھی۔

منطاش کو جب دمشق کے محاصرہ کی اطلاع ملی تو اس نے طنبقا الحلی دوادار الاشرف کے ذریعے وہاں کی فوجوں کے لئے مالی امداد بھجوائی اور وہ خود وہاں رہا۔

اس کے بعد (حاکم دمشق) جنتمر نے امیر آل افضل یعیر بن جبار سے فوجی امداد طلب کی تو وہ جنگ کرنے کے لئے وہاں پہنچا۔ اس کے مقابلہ کے لئے کمشیقا نائب حاکم حلب (فوج لے کر) آیا اور مقابلہ کر کے اس کی فوج کو منتشر کر دیا اور اس کے خادم کو گرفتار کر کے قیدی بنا کر سلطان کے پاس لایا سلطان نے ازراہِ نوازش اسے چھوڑ دیا بلکہ اسے خلعت اور سواری دے کر اس کے آقا کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد بدستور دمشق کا محاصرہ جاری رہا۔

انیال کی بغاوت

دمشق کے واقعہ کے بعد جب انیال کو شکست ہوئی تو وہ مصر کی طرف بھاگ گیا تھا جب وہ غزہ میں سے گزرا تو ابن باکیش نے اسے قید کر دیا تھا اور کرک میں نظر بند رہا۔ جب ناصری خود مختار حاکم ہوا تو اس نے اسے صغد کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ جہاں وہ دیگر امراء کے ساتھ نظر بند رہا۔

جب قطبک نظامی صغد کا حاکم ہوا تو اس نے برقوق کے غلاموں کی ایک جماعت کو اپنا ملازم مقرر کیا اور ان میں سے بلبغا سامی کو دوادار مقرر کیا۔

جب اسے یہ اطلاع ملی کہ سلطان برقوق نظر بندی سے آزاد ہوگیا ہے اور وہ شام روانہ ہوگیا ہے تو بلبغا نے اپنے استاذ قطلو بقا کے غلاموں کے ساتھ یہ ساز باز کی کہ وہ مخالفت کر کے سلطان کے پاس چلے جائیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک جماعت نے راہِ فرار اختیار کی تو قطلو بقا ان کے تعاقب کے لئے روانہ ہوا۔ اس نے بلبقا سالمی کو دوادار اور صغد کا حاجب مقرر کیا (اس کے جانے کے بعد) ان لوگوں نے انیال اور تمام شاہی قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انیال نے قلعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر قبضہ کر لیا۔

جب قطلو بقا مفرور افراد کے تعاقب سے واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ ان لوگوں نے اس کے علاقے پر قبضہ کر لیا ہے اور اس کو روک دیا ہے لہٰذا وہ اپنے غلاموں سے بدگمان ہو کر صغد سے چلا گیا کیونکہ اس کے گھر اور جاگیر کو لوٹ لیا گیا تھا۔ وہ شام چلا گیا جہاں کے امراء نے سلطان (برقوق) سے مشقّب کے مقام پر شکست کھائی تھی اور اب وہ مصر جا رہے تھے' لہٰذا وہ بھی ان کے ساتھ مصر روانہ ہو گیا۔

ادھر انیال نے صغد کا انتظام درست کر کے وہاں اپنا جانشین مقرر کیا۔ پھر وہ سلطان کے پاس چلا گیا اور اسی کے ساتھ رہنے لگا۔

منطاش کی فوج کشی: ادھر مصر میں شام کی فوجوں کی شکست کی خبریں لگاتار پہنچنے لگیں اور (یہ بھی معلوم ہوا کہ) سلطان الظاہر (برقوق) نے دمشق کا محاصرہ کر رکھا ہے اور حلب' صغد اور شام کے دیگر علاقے اس کے حامی ہوتے جا رہے ہیں پھر شکست خوردہ فوجیں' بندمر کی اولاد اور نائب حاکم صغد بھی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے بھی (منطاش کو) جنگ کے لئے آمادہ کیا۔ نیز دمشق کے نائب حاکم جنتمر کے خطوط اور اس کے فریادنامے بھی لگاتار آتے رہے۔

شام کی طرف فوج کشی: ان حالات میں منطاش نے شام کی طرف فوج کشی کا عزم مصمم کیا اور جنگی تیاریاں شروع کیں اور اعلان کرایا کہ فوجیں اکٹھی ہو جائیں۔ اس نے سلطان مصر' خلیفہ' قاضیوں اور علماء کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور ۱۷ ذوالحجہ ۷۹۱ھ کو کوچ کیا۔ وہ قاہرہ سے باہر ریدانیہ کے مقام پر خیمہ زن ہوا تاکہ وہ جنگی خامیوں اور کمزوریوں کو دور کرے۔

منطاش نے قاہرہ پر اپنے دوادار (پیش کار) صرائی تمر کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اسے مکمل اختیارات دیئے۔ اس نے قلعہ پر بکا اشرفی کو مقرر کیا اس نے قلعہ میں خزانہ کے ایک گودام کا دروازہ بند کر کے اوپر سے بھی اسے بند کیا اور اسے کنویں کی طرح بنا کر وہاں بڑے بڑے سابق ارکان سلطنت قیدیوں کو منتقل کیا۔

منطاش نے نائب سودون کو قلعہ کی طرف منتقل کر کے اسے وہاں ٹھہرایا پھر اس نے حکم دیا کہ سلطان (برقوق) کے جو غلام باقی رہ گئے ہیں انہیں گرفتار کیا جائے۔ اس پر وہ شہر کے نامعلوم مقامات میں روپوش ہو گئے۔ اس نے یہ بھی حکم دیا کہ قاہرہ کی اکثر سڑکوں اور شاہراہوں کے پھاٹک بند کر دیئے جائیں۔ چنانچہ وہ بند کر دیئے گئے۔

منطاش کی روانگی: (ان مزید حفاظتی اقدامات کے بعد) منطاش سلطان کو لے کر ۲۲ ذوالحجہ کو روانہ ہوا۔ اس کی تمام فوجیں جنگی طریقہ کے مطابق کوچ کر رہی تھیں اور منزل بمنزل رواں تھیں۔ دوران سفر میں اسے یہ اطلاع ملی کہ سلطان کے بعض غلام جو امراء کے پاس ملازم ہیں وہ دوسروں کے ساتھ ساز باز کر کے حملہ کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں لہٰذا اس نے انہیں گرفتار کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر وہ (خبر ملتے ہی) بھاگ گئے اور سلطان (برقوق) کی فوج میں شامل ہو گئے۔

فریقین کی صف آرائی: سلطان (برقوق) دمشق کا محاصرہ کر رہا تھا مگر جب اسے مصر سے فوج کشی کی اطلاع ملی تو وہ اپنی فوج کو لے کر ان کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا اور شقحب کے قریب خیمہ زن ہوا۔ (دوسرے دن) صبح کے وقت اس کی فوجیں صف آراء ہوئیں۔ کمشیقا حلب کی فوجوں کو لے کر سلطان کے دائیں طرف (میمنہ) صف آراء ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادھر منطاش نے بھی اپنی فوجوں کو صف آراء کیا۔ اس نے شاہِ مصرؔ امیر حاجیؔ خلیفہؔ قاضیوں اور تیر اندازوں کو فوج کے پیچھے رکھا اور ان کے ہمراہ تمارتمر کو جو رأس نوبہ (شاہی غلاموں کی فوج کا افسر تھا) اور امیر سلاح سنذ مر بن یعقوب شاہ کو برقرار رکھا اور خود وہ اپنے غلاموں اور ساتھیوں کے ساتھ میدانِ جنگ کے وسط میں صف آراء ہوا۔

شدید جنگ: جب فریقین صف آراء ہو گئے تو منطاش اور اس کی فوجوں نے سلطان کے میمنہ (دائیں طرف کی فوج) پر حملہ کیا اور ان کی صفوں کو منتشر کر دیا لہٰذا کمشیقا شکست کھا کر حلب کی طرف بھاگا اور وہ اس کا تعاقب کرنے لگے۔ پھر (منطاش کی فوج) سلطان کے خیمے کی طرف متوجہ ہوئی اور اسے لوٹ لیا اور سلطان کے چچازاد بھائی قجماش کو بھی مقید کر لیا جو وہاں زخمی تھا۔

شاہِ مصر اور خلیفہ کی گرفتاری: بعد ازاں سلطان (برقوق) نے اس حصے پر حملہ کیا۔ (شاہِ مصر) امیر حاجیؔ خلیفہ اور قاضی تھے۔ وہ سب اس کے حکم اور قبضے میں آ گئے۔ لہٰذا سلطان نے ان پر اپنا ایک افسر مقرر کیا۔

بعد ازاں فریقین گتھم گتھا ہو گئے۔ وہ ایک دوسرے کے حال سے واقف تھے۔ ایسی حالت میں سلطان اپنے سواروں کے ایک دستہ کو لے کر صفوں کو چیرتا رہا اور سوروں پر حملے کرتے رہا اور ہر طرف سے انہیں بھگاتا رہا یہاں تک کہ اس کے شکست خوردہ غلام اور امراء اس کے پاس جمع ہوتے رہے اور اس کی فوج کی تعداد زیادہ ہو گئی۔

منطاش کو شکست: پھر اس نے باقی ماندہ فوج پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے دی وہ سب دمشق کی طرف چلے گئے مگر سلطان (اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھ) شقحب کے مقام پر خیمہ زن ہوا۔

جب منطاش پہنچا تو اس نے نائب حاکم جنتمر کو یہ بتایا کہ اسے فتح حاصل ہوئی ہے اور سلطان امیر حاجی پیچھے آ رہے ہیں۔ اس نے اعلان کرایا کہ فوجیں مسلح ہو کر اس کے استقبال کے لئے نکلیں۔ چنانچہ دوسرے دن وہ (دمشق سے) باہر نکلا تو سلطان (برقوق) نے اپنی فوجوں سے اس کا مقابلہ کر کے اس (منطاش) کی فوجوں کو شکست دی اور ان کا صفایا کیا۔ اس سلسلے میں دمشق کے بہت سے عام شہری بھی مارے گئے۔ اس کے بعد سلطان اپنے محاذ کی طرف لوٹ گیا۔

امیر حاجی کی دست برداری: ایسی حالت میں امیر حاجی (موجودہ شاہِ مصر) نے اپنی دست برداری کا اعلان کیا اور وہ اس (برقوق) کے حق میں بادشاہت سے الگ ہو گیا۔ لہٰذا (برقوق) نے خلیفہ اور قاضیوں کو بلوایا۔ انہوں نے اس کی دست برداری کی شہادت دی اور یہ بھی گواہی دی کہ خلیفہ نے سلطان (برقوق) کو بادشاہ مقرر کیا ہے اور اسے دوبارہ تخت نشین کیا ہے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔

برقوق کی مصر روانگی: سلطان (برقوق) شقحب کے مقام پر نو دن مقیم رہا۔ چونکہ سردی شدید ہو گئی تھی اور اناج کی کمی کی وجہ سے خوراک کا ذخیرہ ختم ہو گیا تھا۔ اس لئے سلطان نے مصر جانے کا قصد کیا اور وہاں سے مصر روانہ ہو گیا۔ جب منطاش کو اس کی اطلاع ملی تو وہ تعاقب کے لئے نکلا۔ مگر جب قریب آیا تو پیچھے ہٹ گیا اور واپس چلا گیا۔ مگر سلطان نے اپنا سفر جاری رکھا۔ غزہ کے حاجب نے ابن باکیش کو گرفتار کر لیا تھا۔ لہٰذا جب سلطان وہاں پہنچا تو اس نے حاجب کو اس کا حاکم مقرر کیا اور ابن باکیش کو نظر بندی کی حالت میں اپنے ساتھ رکھا۔ سلطان مصر کے حالات بھی اس سفر میں معلوم کراتا رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محافظ قلعہ کی بغاوت

منطاش جب سلطان مصر اور فوج کو لے کر شام روانہ ہوا تھا تو اس نے قاہرہ میں اپنا جانشین اپنے دوادار (پیش کار) سرای تمر کو مقرر کیا تھا اور اسے اصطبل کے پاس ٹھہرایا تھا اس نے قصر کا محافظ بکا اشرفی کو مقرر کیا تھا اور وہاں کے نظر بندوں پر بھی اسے نگران مقرر کیا تھا۔ لہٰذا انہوں نے دُور اندیشی اور سختی کا طریقہ اختیار کیا۔

چند دنوں کے بعد انہیں اطلاع ملی کہ سلطان کے غلاموں کی ایک جماعت نے بغاوت کا فیصلہ کیا ہے اور انہوں نے ان کے غلاموں سے بھی سازباز کی ہے لہٰذا انہوں نے رات کے وقت حملہ کر کے انہیں گرفتار کر لیا اس سے پہلے ان غلاموں نے اپنی حفاظت کے لئے مقابلہ بھی کیا تھا۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے غلاموں کو بھی گرفتار کیا جو ان کے ساتھ شریک تھے۔ یہ بہت بڑی جماعت تھی۔ اس لئے انہیں زیادہ دور اندیشی کے ساتھ کام کرنا پڑا۔ انہوں نے اعلان کرایا کہ جس کسی کے پاس سلطان کا کوئی غلام پایا گیا اسے سزا دی جائے گی۔

انہوں نے سلطان کے بھانجے کو اس کی والدہ کے گھر سے منتقل کر کے قلعہ میں بند کر دیا اور ان امراء کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا جو خیوم میں نظر بند تھے۔ چنانچہ وہ قتل کر دیئے گئے۔

انہیں منطاش اور اس کی فوجوں کے بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا اس لئے انہوں نے قافلوں سے خبریں معلوم کرنے کے لئے کچھ افراد کو بھیجا تا کہ وہ خبریں معلوم کر سکیں۔

انہوں نے قلعہ کے قیدیوں کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر وہ پھر اس سے باز رہے اور ان پر سختی کرنے لگے اور خوراک پہنچانے والوں کو بھی روکنے لگے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قیدیوں کی حالت ابتر ہونے لگی اور وہ بہت پریشان ہو گئے۔ اس اثناء میں کسی قیدی کو ایک ایسی زمین دوز سرنگ کا سراغ مل گیا جو اصطبل کی دیوار تک پہنچتی تھی۔ اس سے انہیں بہت خوشی حاصل ہوئی اور انہیں رہائی کی صورت نظر آئی۔

نقب زنی: جب یکم صفر ۷۹۲ھ کی چہار شنبہ کی رات آئی تو وہ اس سرنگ میں گھس گئے وہاں انہیں نقب زنی کا آلہ بھی ملا جس کے ذریعے انہوں نے دیوار میں نقب لگائی اور اصطبل کے اوپر کے حصے میں پہنچ گئے۔ وہاں خاصکیہ کی جماعت میں سے ایک بزرگ آگے بڑھا۔ انہوں نے محافظوں پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ ان میں سے کچھ مارے گئے اور جو باقی رہے وہ بھاگ گئے۔ اس کے بعد انہوں نے قلعہ کے نائب حاکم شعبان بکا کو آواز دی تا کہ یہ معلوم ہوا کہ اس نے بھی بغاوت کر دی ہے۔

حاکم مصر کا فرار: پھر انہوں نے اصطبل کا اوپر اور نیچے کا دروازہ توڑ دیا اور سرای تمر (منطاش کے جانشین) کے گھر میں گھس گئے۔ وہ ان کی ہنگامہ آرائی سے بیدار ہو گیا اور بکا کے حالات سے خوفزدہ ہو کر فصیل کے اوپر سے صحیح و سالم کود گیا۔ وہ حاجب قطلو بقا کے پاس گیا اور (اسے ساتھ لے کر) مدرسہ حسن میں پناہ گزین ہوا۔

یہاں منطاش نے اصطبل کی حفاظت کے لئے ترکمان تیراندازوں کی ایک جماعت کو متعین کر رکھا تھا اور ان کا وظیفہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقرر کر رکھا تھا۔ وہ تنکز راس نوبہ کی نگرانی میں تھے۔

بکا کی فوج نے سرای تمر کے گھر کو لوٹ لیا اور اس کے مال و اسباب اور ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا اور اسکے گھوڑوں پر سوار ہو کر پورے شاہی اصطبل پر قبضہ کر کے رات بھر ڈھول بجاتے رہے۔ دوسرے دن بکا نے ان سے جنگ کی۔ کچھ افراد نے پوشیدہ طور پر طبلخانات پر قبضہ کر لیا تھا مگر انہیں ہٹا دیا گیا۔

بکا کی فتح: سرای تمر اور قطلو بقا حاجب نے ان سے جنگ کرنے کے لئے اصطبل کی طرف فوج کشی کی اور وہاں جنگ کرنے پہنچ گئے۔ مگر (کچھ عرصہ جنگ کرنے کے بعد) وہ مدرسہ (حسن) میں پناہ گزین ہو گئے۔ اب بکا کو فتح حاصل ہو گئی تھی۔ اس لئے اس نے مدرسہ میں آگ لگانے کے لئے آدمی بھیجے مگر ترکمان فوج (تیراندازوں) نے جو وہاں تھے پناہ طلب کی۔ چنانچہ انہیں پناہ دے دی گئی۔ اس کے بعد اس کی فوج شہر میں منطاش اور اس کے ساتھیوں کے گھروں کو لوٹنے کے لئے پہنچی اور وہاں خوب فتنہ وفساد برپا کیا۔ اس اثناء میں سلطان کے وہ غلام جو قاہرہ میں چھپے ہوئے تھے اس کے پاس پہنچ گئے۔ ان کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ تھی۔

امراء کی نظر بندی: دوسرے دن بکا نے سودون نائب مصر کو پناہ دی اور وہ اسے امیر سلاح ناصری اور دمرداش کے پاس لے گیا۔ بکا نے ان دونوں کو نظر بند کر دیا۔ پھر سودون مدرسۂ حسن پہنچا جہاں تماش بینوں کی بہت بھیڑ تھی۔ اس نے سرای تمر اور قطلو بقا حاجب کو سامنے آنے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہیں پناہ دے دی گئی عوام نے انہیں پکڑنا چاہا۔ مگر سودون ان دونوں کو بحفاظت بکا کے پاس لے آیا۔ اس نے ان دونوں کو بھی نظر بند کر دیا۔

برقوق کی حکومت کا اعلان: جمعہ کے دن سودون نے قاہرہ میں امن عام کا اعلان کیا اور سلطان (برقوق) کے حق میں خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اسی دن سے سلطان (برقوق) کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

مقید اُمراء کی رہائی: بکا نے حکم دیا کہ قید خانوں کے دروازے کھول دیئے جائیں اور ان قید خانوں میں منطاش نے جن حکام اور امرائے سلطنت کو بند کر رکھا تھا انہیں رہا کر دیا جائے۔ وہاں کے حاکم حسن بن کورانی نے راہِ فرار اختیار کی' کیونکہ وہ سلطان کے غلاموں کے برخلاف منطاش کا آلۂ کار بنا ہوا تھا۔ اس لئے اسے اپنی جان کا خطرہ تھا۔ مگر بکا کو اس کا سراغ مل گیا لہٰذا (گرفتار کرنے کے بعد) اس نے اسے بھی منطاش کے حامیوں کے ساتھ مقید کر دیا۔

اس نے ان تمام امراء کو رہا کر دیا جنھیں مصر' دمیاط اور خیوم میں مقید رکھا گیا تھا۔ انہی میں مکہ معظمہ کے خاندان بنو ~~حسن کا حاکم شریف عنان بن مقامس (امیر مکہ) بھی قید میں تھا۔ اسے بھی دیگر قیدیوں کے ساتھ رہا کیا گیا۔ اسے بکا نے~~ اپنے بھائی ایبقا کے ساتھ تیز رفتار گھوڑوں پر باہر بھیجا تاکہ وہ سلطان کے حالات (باہر نکل کر) معلوم کریں۔

شاہی افواج کی آمد: (ان کے جانے کے بعد) اتوار کے دن سلطان کا ایک خط بھی سیف بن محمد بن عیسیٰ العائذی کے ہاتھ وہاں پہنچا جس میں یہ تحریر تھا کہ حسبِ معمول سلطان کے گھروں میں غلہ اور چارہ (مناسب مقدار میں) فراہم کیا جائے۔ (اس خط میں) تمام واقعات کا تذکرہ کیا گیا تھا اور یہ بھی تحریر تھا کہ سلطان مصر روانہ ہو گیا ہے اور رملہ کے مقام پر پہنچ گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بکا کا بھائی ایبقا بھی بتاریخ ۸صفر بروز چہار شنبہ اسی قسم کی اطلاعات لے کر واپس آ گیا۔ پھر شاہی فوجیں لگاتار آنے لگیں اور صالحیہ میں مقیم ہوئیں۔ سلطان ان سے ملاقات کرنے کے لئے عکرشہ کے مقام پر پہنچا۔

برقوق کی دوبارہ تخت نشینی: سلطان (برقوق) منگل کے دن[1] ۱۴صفر قلعہ کے میدان میں صبح سویرے پہنچ گیا۔ خلیفہ نے اسے بادشاہت کا عہدہ عطا کیا اور وہ دوبارہ تخت نشین ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے اُن امراء کو بلا بھیجا' جنہیں منطاش نے اسکندریہ میں مقید کر رکھا تھا۔ انہی میں ناصری جوبانی' ابن بیقا' قرادمرداش' ابغا جوہری' سودون باق' سودون طرنطائی' قردمرمعلم وغیرہ شامل تھے۔ انہوں نے سلطان کے سامنے معذرت پیش کی۔ لہٰذا سلطان نے ان کا عذر قبول کر کے انہیں ان کے عہدوں پر بحال کر دیا۔ اس نے اینال یوسفی کو اتابک (وزیراعظم) ناصری کو امیر سلاح (وزیر جنگ) جوبانی کو رأس نوبہ (سپہ سالار) اور سودون کو اپنا نائب' بکا کو دوادار (پیش کار) قمرقاش کو استاذ دار (وزیر مالیات) کمشیقا خاصگی کو امیر مجلس (وزیر دربار) قطلیمش کو امیر ماخوریہ (وزیرِ سامانِ جنگ) اور قلعہ کرک کے پرائیویٹ سیکرٹری کو مصر میں اپنا پرائیویٹ سیکرٹری مقرر کیا۔ اس طرح اس نے باقی سرکاری عہدوں پر بھی (مناسب افراد) مقرر کیے۔

جب قمرقاش فوت ہو گیا تو اس نے سابق استاذ دار محمود کو اس عہدہ پر مقرر کیا۔ اور اس کی سابقہ خدمات کا خیال رکھا اور دشمن کی طرف سے جو تکالیف اسے پہنچی تھیں ان کی تلافی کی۔ یوں سلطان (برقوق) کا انتظام سلطنت درست ہو گیا اور جب اس کی حکومت مستحکم ہو گئی تو اس نے شام کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور دشمن کے فتنہ وفساد کا قلع قمع کرنے کا ارادہ کیا۔

منطاش کی مکمل شکست

جب سلطان (برقوق) (دوبارہ) قاہرہ میں تخت نشین ہوا اور اس کا انتظام سلطنت درست ہوا تو اس نے شام کو فتح کرنے کی طرف توجہ مبذول کی اور دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے جنگی تیاریاں شروع کیں۔ اس نے جوبانی کو دمشق کا نائب حاکم اور سپہ سالار مقرر کیا۔

سلطان نے ناصری کو حلب کا حاکم مقرر کیا کیونکہ اس نے کمشیقا سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے مصر کا اتابک (امیر الامراء) مقرر کریگا۔ اس نے قرادمرداش کو طرابلس کا حاکم اور مامون قلمطاوی کو حماۃ کا حاکم مقرر کیا۔ یوں اس نے شام کے تمام علاقوں کے حکام مقرر کر دیئے تھے اور انہیں (فوج کشی کے لئے) تیار رہنے کا حکم دے دیا تھا۔

آخر کار (فوج کشی) کا اعلان کیا گیا اور یہ (فوجیں) ۸ جمادی الاولیٰ ۷۹۲ھ میں (مصر سے) روانہ ہو گئیں مگر منطاش نے اپنی پوری کوشش اس پر صرف کی کہ سلطان کی مصر میں (تخت نشینی کی) خبر اس کے اُمراء اور افسروں سے پوشیدہ رہے مگر آخر کار یہ خبر ظاہر ہو کر مشہور ہو گئی تو ان کے رجحانات سلطان کی طرف ہو گئے۔

---

[1] اصل کتاب میں ۴ صفر تحریر ہے مگر یہ تاریخ صحیح نہیں معلوم ہوتی ہے کیونکہ اوپر یہ تحریر ہے کہ بتاریخ ۸صفر بکا کا بھائی ایبقا اسی قسم کی اطلاعات لے کر واپس آیا لہٰذا سلطان کی آمد اس کے بعد ہی ہو سکتی تھی۔ اس لئے ہم نے ترجمہ میں ۱۴ لکھی ہے کیونکہ رابع کے بعد عشر کا لفظ کاتب کے لکھنے سے رہ گیا ہوگا۔ [مترجم]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلب کا محاصرہ: اس اثناء میں اس نے امیر یماز تمر کو حلب کا نائب حاکم مقرر کر کے بھیجا۔ لہٰذا اہل کا نفوسا اکٹھے ہو گئے اور اس نے کمشیقا کے قلعہ کا پانچ مہینے تک محاصرہ کیا اور محاصرہ کو سخت کر دیا۔ یہاں تک کہ قلعہ کا دروازہ اور پل بھی جلا دیا اور تین مقامات کی طرف سے اس کی فصیل میں نقب زنی کی چنانچہ ایک مقام پر جہاں نقب لگ گئی تھی' فریقین کے درمیان شمعوں کی روشنی میں دو مہینے تک لگا تار جنگ ہوتی رہی۔

طرابلس پر منطاش کا قبضہ: اس کے بعد اس نے ابن ایماز ترکمانی کی سرکردگی میں طرابلس کی طرف فوجیں بھیجیں۔ چنانچہ اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور حاجب الحجاب سندمر کے قبضہ سے اس شہر کو چھین لیا۔ وہ سلطان ظاہر (برقوق) کا حامی بن کر اس شہر پر قابض تھا۔ لہٰذا جب یہ علاقہ اس کے قبضے میں آ گیا تو اس نے قشتمر اشرفی کو اس کا حاکم مقرر کیا۔ پھر بعلبک کی طرف محمد بن سندمر' اس کے رشتہ داروں کو اور اس کی فوج کو اپنے لشکر کے ساتھ بھیجا تو منطاش نے دمشق میں ان سب کو مروا ڈالا۔

ابقا صغدی کی اطاعت: پھر اس نے اقشتمر اشرفی نائب حاکم طرابلس کو حکم دیا کہ وہ صغد کے محاصرہ کے لئے فوج کشی کرے۔ چنانچہ وہ وہاں پہنچ گیا مگر وہاں کی فوجوں نے مقابلہ کر کے اسے شکست دے دی۔ لہٰذا منطاش نے اپنی سلطنت کے بڑے سپہ سالار ابقا صغدی کی قیادت میں لشکر بھیجا۔ چنانچہ وہ سات سو سپاہیوں کو لے کر وہاں پہنچا۔ مگر جب اسے یقین کے ساتھ یہ معلوم ہو گیا کہ سلطان مصر میں تخت نشین ہو گیا ہے تو اس نے ارادہ کیا کہ وہ اکثریت کے ساتھ شامل ہو کر (سلطان کا) مطیع و فرماں بردار ہو جائے چنانچہ اس نے اس بارے میں سلطان سے خط و کتابت کی اور جب وہ صغد پہنچا تو وہاں کے نائب حاکم کی اطاعت قبول کر کے وہ منطاش کے حامیوں اور اس کی فوج سے الگ ہو گیا اس نے رات صغد کے باہر گزاری' مگر دوسرے دن وہ مصر کی طرف روانہ ہو گیا اور وہاں ماہ جمادی الآخرہ کے وسط میں پہنچ گیا۔ اس وقت شام کے امراء قلعہ کے باہر جوبانی کی فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے خیمہ زن تھے۔ لہٰذا جب وہ مصر پہنچا تو سلطان نے اس کا خیر مقدم کیا اور اسے ہزاری منصب کے امراء میں شامل کر لیا۔

مخالفوں کا قتل: جب اس کے ساتھی صغد سے دمشق واپس آئے تو منطاش پریشان ہو گیا۔ کیونکہ اسے اس وقت لوگوں کی مخالفت کا علم ہوا اور وہ اپنے حامیوں سے بدگمان ہو گیا۔ لہٰذا اس نے امراء اور دمشق کے نائب حاکم جنتمر اور ہزاری منصب کے امیر ابن جرجی کو گرفتار کر لیا۔ اس نے ابن قفجق حاجب کو بھی گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ ان امراء میں قاضی محمد بن قرشی بھی شامل تھے۔ اس کی اس (حرکت) سے بہت ناراض ہو گئے اور اس سے بھاگ کر سلطان کی پناہ میں چلے گئے۔ ان میں محمد بن سندمر بھی شامل تھا۔ بدرالدین بن فضل اللہ بھی جو پرائیویٹ سیکرٹری تھا' نیز ناظر لشکر بھی بھاگ گئے۔ یہ لوگ شقحب کے معرکہ کے موقع پر دمشق چلے گئے تھے کیونکہ ان کا خیال یہ تھا کہ سلطان اسی دن اس پر قبضہ کر لے گا وہ منطاش کے ماتحت رہے انہوں نے دوبارہ بھاگنے کا ارادہ کیا مگر وہ نہیں بھاگ سکے۔

اب منطاش نے سلطان سے متعلقہ ان غلاموں کو قتل کرنا شروع کیا جو قلعہ میں مقید تھے اس نے چراکسہ کی ایک جماعت کو ذبح کرا دیا۔ اس نے الشمس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے محفوظ رکھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہی لشکر کی روانگی: مصر سے فوجی افسران شاہی لشکر کو لے کر جوبانی کی قیادت میں روانہ ہوئے اور مختلف منازل طے کرتے رہے۔ ہر منزل پر دمشق کے امراء بھاگ کر (شاہی لشکر میں) شامل ہو جاتے تھے سب سے آخر میں عربوں کا حاکم ابن نصیر اپنے والد کی طرف سے مطیع ہو کر اس شاہی لشکر میں شامل ہو گیا۔ اس کے بعد وہ شام کی سرحد میں داخل ہو گئے۔

منطاش کا فرار: اب منطاش کو اپنی (ناکامی کا) اندیشہ ہوا اور اس کے ساتھیوں پر خوف و ہراس چھا گیا۔ لہٰذا وہ ماہ جمادی الآخرہ کے وسط میں اپنے خواص اور دوستوں کو لے کر دمشق سے بھاگ نکلا۔ اس کے ساتھ مال و دولت اور سامان کے ستر صندوق تھے اس نے اپنے ساتھ محمد بن اینال کو بھی لے جانا چاہا مگر اس کے غلاموں کی ایک جماعت نے بغاوت کر دی اور وہ اسے اسی کے باپ کے پاس واپس لے گئے۔

عربوں کی پناہ میں: امیر آلِ فضل یعیر بن جبار اس زمانے میں اپنے قبائل میں مقیم تھا اور اس کے ساتھ آلِ مرو کے قبائل بھی رہتے تھے جن کا امیر عنقا تھا لہٰذا منطاش ان کے پاس پہنچ کر پناہ کا طالب ہوا تو ان (عرب قبائل) نے اسے اپنی پناہ میں لے لیا اور وہ ان کے ساتھ رہنے لگا۔

قلعہ دمشق کی تسخیر: جب منطاش دمشق سے بھاگ گیا تو اشمس اپنے قید خانے سے نکل کر قلعہ پر قابض ہو گیا۔ اس کے ساتھ سلطان کے غلام بھی تھے۔ اس نے جوبانی کو یہ (منطاش کے فرار کی) اطلاع پہنچائی تو وہ تیز رفتاری کے ساتھ دمشق پہنچا اور اپنے (سابقہ) کو سنبھال لیا۔ اس نے منطاش کے باقی ماندہ حامیوں اور ملازموں کو بھی دیگر اسیروں کے ساتھ گرفتار کر لیا۔

طرابلس سے طبقا حلبی اور دمرداش یوسفی بھی وہاں پہنچ گئے۔ انہیں منطاش نے بلوایا تھا مگر وہ ان کی آمد سے پہلے ہی بھاگ گیا تھا۔

فتح حلب: جب ایماز تمر حلب کا محاصرہ کر رہا تھا اور اہل کانفوسا اس کی مدد کر رہے تھے تو اسے یہ خبر (منطاش کے فرار کی) ملی۔ لہٰذا اس نے راہِ فرار اختیار کی اور وہ منطاش کے پاس چلا گیا۔ اس کے بعد کمشیقا پل کی مرمت کرنے کے بعد ان لوگوں کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا اور اپنے ساتھ حاجیوں کو لے کر آیا۔ اس نے کانفوسا کے باشندوں کے ساتھ جنگ کی ان کے ساتھ منطاش کے حامی بھی تھے۔ یہ جنگ تین دن تک جاری رہی اس کے بعد انہیں شکست ہوئی۔ کمشیقا نے اہل کانفوسا کے آٹھ سو افراد سے زائد کو قتل کیا اور کانفوسا کے مقام کو تباہ و برباد کر دیا اور وہ ویران ہو گیا۔ اس نے قلعہ کی تعمیر کر کے اسے مستحکم کیا اور اس میں سامانِ رسد و خوراک بھر دیا۔

شامی شہروں پر قبضہ: جوبانی نے طرابلس کی طرف فوجیں بھیجیں جنہوں نے جنگ کے بغیر اس شہر کو منطاش کے نائب حاکم قشتمر اشرفی سے چھین لیا۔ اس طرح حماۃ اور حمص پر بھی قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد جوبانی نے جو دمشق کا نائب حاکم اور شامی علاقوں کا نگران حاکم تھا۔ عرب قبائل کے حاکم یعیر بن جبار کو پیغام بھیجا کہ وہ منطاش کو اپنے علاقے سے نکال دے اور اسے اس کے حوالے کر دے مگر اس نے انکار کیا اور معذرت پیش کی۔ لہٰذا وہ ناصری اور دیگر امراء کے ساتھ فوج لے کر دمشق سے روانہ ہوا اور مصر کا قصد کیا۔ جب اس کی فوجیں حمص پہنچیں تو وہاں مقیم ہو گئیں۔ انہوں نے یعیر کو پیغام بھیج کر (منطاش کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ بھیجنے کی) معذوری کی وجہ طلب کی تو اس نے غرور و تکبر کا اظہار کیا اور صاف انکار کر دیا۔

ادھر دمشق سے اشمس نے پیغام دیا کہ بندمر اور جنتمر کے حامی گروہ بغاوت کا قصد رکھتے ہیں لہٰذا ناصری دمشق روانہ ہوا اور اس نے ان کا قتل عام کیا۔ پھر وہ اپنے فوجی مرکز کی طرف لوٹ آیا اور وہاں سے انہوں نے سلمیہ کی طرف کوچ کیا۔

عرب قبائل سے جنگ: (عرب قبائل کے امیر) یعبر نے اپنے رویہ پر اصرار کیا۔ فریقین میں سفیروں کا تبادلہ ہوا مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ آخر کار فریقین میں سخت جنگ ہوئی (شاہی) فوجوں نے منطاش اور عرب کی فوجوں پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے کر خیموں تک بھگا دیا۔ دمرداش نے منطاش کا تعاقب کر کے اسے علاقہ سے باہر نکال دیا اور عرب قبیلہ کوچ کر کے چلا گیا۔ پھر انہوں نے حملہ کیا مگر وہ ان کے حملہ کے مقابلے میں ثابت قدم نہیں رہ سکے۔ ان کے ساتھ آلِ علی کا پورا گروہ تھا۔ انہوں نے پیچھے کی طرف سے حملہ کر کے انہیں لوٹ لیا اور انہیں شکست ہوگئی۔

جوبانی کا قتل: جوبانی کے غلام اسے تن تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے۔ لہٰذا عرب قبائل نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے (اپنے سردار) یعبر کے پاس لے گئے۔ اس نے اسے (جوبانی کو) قتل کر دیا۔

عرب قبائل کا قتل عام: اب ناصری دمشق چلا گیا۔ اس نے امراء کی ایک جماعت کو اسیر بنا لیا اور ان میں سے ایبقا جوہری، مامون المعلم اور دوسرے افراد کو قتل کر دیا۔ چونکہ عرب قبائل نے ان کے خیموں اور سامان کو لوٹ لیا تھا اس لئے ناصری دمشق چلا آیا تھا۔ اس نے ایک ہی رات گزاری تھی کہ دوسرے دن صبح سویرے آلِ علی اپنے قبائل کو لے کر حملہ آور ہوئے۔ اس نے انہیں شکست دے کر ان کی ایک جماعت کا قتل عام کیا۔ یوں اس نے جنگ میں ان کی حرکتوں کا انتقام لے لیا۔

ناصری کا تقرر: بعد ازاں سلطان (برقوق) نے اس سال کی پندرہویں شعبان کو ناصری کو دمشق کا نائب حاکم مقرر کیا اور اس نے وہاں کا انتظامِ حکومت سنبھال لیا۔

محمود کے تقرر اور کارنامے: محمود ہونہار نوخیز ترک تھا، وہ ترکوں کے ایک خاندان کرای منصوری کی نسل سے تھا۔ اس نے حکومتِ مصر کے زیر سایہ پرورش پائی تھی اور اپنی صلاحیت اور قابلیت کی بدولت ترقی کرتا رہا تھا اُس نے بہت سے اُمراء اور وزراء کے ماتحت کام کیا یہاں تک کہ وہ معراج کمال تک پہنچ گیا۔ اس نے اس قدر شہرت حاصل کی کہ سلطان مصر نے اسے اپنے لئے انتخاب کیا اور اسے مختلف خدمات میں آزماتا رہا اور وہ ہر مرحلے میں کامیاب ثابت ہوا اور نہایت محنت اور دلجمعی کے ساتھ سلطان کی خدمات سرانجام دیتا رہا۔ تا آنکہ جب سلطان کو اس کی صلاحیتوں کے بارے میں کامل یقین ہوگیا تو اس نے قید خانوں کے معاملات اور سرکاری شعبوں کے دفتروں کو درست کرنے کا کام اس کے سپرد کیا۔

محصولات کا افسر: اس اثناء میں استاذ الدار (وزیر مال) بہادر منجکی ۷۹۰ھ میں فوت ہوگیا تو سلطان مصر نے اسے اپنے محل اور سلطنت کا نگران مقرر کیا اور محصولات کے دفتروں کے ملازموں کا نگران ....
.... افسر بھی مقرر کیا تا کہ وہ شاہی حقوق کی نگرانی کرے اور خزانوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قارون کی طرح محافظ بن کر مالیات کی نگرانی کرے اور اپنی فطری صلاحیتوں سے کام لے کر سرکاری محاسبوں کے حسابات کو چیک کرے اور نہ صرف آسان کاموں کو اپنے فہم و دانش اور بصیرت کے ذریعے حل کرے بلکہ پیچیدہ اور مشکل کاموں کو بھی آسان بنا سکے اور مشکل مسائل بھی حل کر سکے۔

سرکاری آمدنی میں اضافہ: اس نے ان فرائض کو جو سلطان نے اس کے سپرد کئے تھے خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا۔ اس نے محصولات کی آمدنی میں اس قدر اضافہ کیا کہ سرکاری خزانے اسے جمع کرنے میں تنگ ہو گئے اور یہ (آمدنی) نہ صرف سلطان کے تمام مصارف امور سلطنت کے اخراجات اور اس کے غلاموں اور فوجوں کے لئے کافی ہو گئی بلکہ وہ ان کی تنخواہوں اور وظائف میں اضافہ اور توسیع کا ذریعہ بھی ثابت ہوئی اور اس اضافے کی بدولت ان کی ضرورتیں پوری ہو گئیں۔ جس سے سلطان نہایت ہی مطمئن اور مسرور رہا۔

(یہ کامیابی دیکھ کر) دفتر والے اور دیگر ملازمین حسد کرنے لگے۔ انہوں نے چغل خوری کے تیر چلائے اور فریاد کرنے والے ضرورت مندوں کو اس کے خلاف بھڑکایا۔ مگر وہ اس معاملے میں بھی سونے کی طرح کھرا نکلا اور اس کے خلاف کوئی الزام نہیں ثابت ہو سکا۔

ضبطِ مال اور قید: بعد ازاں حکومت کی تبدیلی کی وجہ سے اسے (محمود کو) زوال آیا اور وہ نظر بند ہو کر قید خانوں کے اندھیروں میں ڈال دیا گیا اور اسے گوناگوں تکالیف میں مبتلا کیا گیا۔ اس کے مال و دولت کو ضبط کر لیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ناصری نے جو اس وقت با اختیار حاکم بنا ہوا تھا محمود سے سونے کی اشرفیوں (نانیر) کے پانچ خزانے چھین لئے اور منطاش کے پچپن خزانوں پر قبضہ کیا۔

سابقہ عہدہ پر بحالی: ان تمام تکالیف اور آزمائشوں میں اس کا زر خالص کندن بن کر نکلا اور (اس کی قسمت کا) چاند گہن سے نکل آیا جب کہ سلطان (برقوق) مصیبتوں اور زوال کے بعد خود مختار بن کر مصر کے تخت پر دوبارہ بیٹھا اور اس نے اسے سابقہ عہدہ پر بحال کیا۔ اس وقت بھی اس نے اپنے فرائض بحسن و خوبی انجام دیئے۔

مالیات کا انتظام: اس نے سلطنت کے مالیات کو اس طرح درست کیا کہ (ملازمین کی) تنخواہ اور وظائف میں اضافہ اور توسیع ہوتی گئی اور محصولات بے اندازہ اور بے حساب وصول ہونے لگے۔ اس نے اپنی قابلیت اور دور اندیشی سے آمد و خرچ کا حساب اس طرح درست کیا کہ سلطنت کے مالیات کا توازن پہلے کی طرح قائم ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی اپنے ماتحت ملازموں کے ساتھ داد و دہش کا معیار بدستور برقرار رہا وہ ان سے حسن سلوک سے پیش آتا تھا اور جو کوئی اس کے پاس کسی ضرورت سے آتا تھا تو اس سے وہ نہایت شرافت اور فیاضی کا سلوک کرتا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سلطنت کے لئے نیک نامی کا باعث بنا اور خواص کے لئے تو وہ ان کی پناہ گاہ تھا۔

وزیر مالیات: اس کے حریفوں نے اس کے خلاف بہت چغل خوری کی مگر سلطان کو اس پر اس قدر اعتماد اور بھروسہ تھا کہ ان کی تمام سازشیں ناکام ہو گئیں اور کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکی اور مخالفوں کے لئے تمام راستے بند ہو گئے۔ اس کے برعکس اس کا اثر و رسوخ بڑھتا گیا۔ سلطان کو اس کی صلاحیت اور قابلیت پر اس قدر بھروسہ تھا کہ اس نے تمام اہم کام اس کے سپرد کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیئے' بالخصوص سلطنت کے مالیات کا مکمل انتظام اس کے سپرد کر دیا تھا چنانچہ اس نے آمد و خرچ کا حساب اس طرح برقرار رکھا کہ نہ تو کوئی فضول خرچی ہوتی تھی اور نہ اہم کاموں کو انجام دینے میں کوئی خرابی پیدا ہوتی تھی۔ چنانچہ زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کا منصب بلند ہوتا گیا اور جب سلطان مغل بادشاہ کا مقابلہ کرنے کے لئے شام کے سفر پر روانہ ہوا تو وہ اس وقت تک وہ بدستور اپنے اعلیٰ عہدے پر کام کرتا رہا۔

محاصرۂ حلب وعنتاب

جب شاہی لشکر کو سلمیہ کے مقام پر شکست ہوئی تو یعبر (عرب قبائل کا سردار) اپنے قبیلوں منطاش اور اس کی فوج کو لے کر حلب کے علاقے کی طرف روانہ ہوا۔ پھر یعبر اپنی جاگیر کے شہر سرمین کی طرف پہنچا تاکہ حسب معمول وہاں کی اراضی کو اپنی قوم میں تقسیم کر دے' مگر اس سے پیشتر حلب کا نائب حاکم کمشیقا اُسے ترکمانی فوج میں تقسیم کر چکا تھا جو اس کی ملازمت میں تھی۔ جب یعبر وہاں پہنچا تو یہ فوج حلب کی طرف بھاگ گئی۔ راستے میں انہیں احمد بن المهدار کا لشکر ملا جو یعبر کے مقابلہ کے لئے آ رہا تھا (اسے دیکھ کر) یہ فوج واپس آ گئی اور ان کا علی بن یعبر (اور اس کی فوج سے) مقابلہ ہوا' انہوں نے اسے شکست دے کر اس کے کچھ حامیوں کو مار ڈالا۔ اب یعبر اپنے قبائل کی طرف لوٹ گیا اور ان سب نے حلب کی طرف کوچ کیا اور اس شہر کا محاصرہ کر لیا۔ وہ ماہِ رمضان المبارک کے دنوں میں شدید محاصرہ کرتے رہے۔

یعبر کی معذرت: پھر کمشیقا نائب حاکم حلب سے یعبر نے خط و کتابت کی اور اپنی طرف سے (محاصرہ سے) دست بردار ہونے کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنے افعال کے بارے میں معذرت پیش کی اور جو بانی اور اس کی فوج کو جو جنگ میں شریک تھی مجرم قرار دیا اور اپنے حاجب عبدالرحمٰن کے ذریعے پناہ طلب کی۔ کمشیقا نے اسے سلطان کے پاس بھیجا اور یعبر کی شرائط سے آگاہ کیا۔ سلطان نے اس کی درخواست منظور کر لی۔

منطاش کے دیگر حالات: جب منطاش کو محاصرۂ حلب کے موقع پر ان باتوں کا علم ہوا تو وہ اس سے بدگمان ہو گیا تاہم اس نے یعبر کے ساتھ یہ چال چلی کہ اس نے یعبر کو یہ بتایا کہ وہ ان کے قریب ترکمانوں کی فوج پر حملہ کرنے چاہتا ہے لہٰذا اس نے عربوں کو اس کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی اور ان کے سات سو افراد اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب وہ دربند سے آگے بڑھا تو اس نے عرب فوج کو گھوڑوں سے اتار کر پیادہ پا کر دیا اور ان کے گھوڑے لے کر ترکمانوں کے پاس چلا گیا اور مرعش کے شہر میں مقیم ہو گیا' جس کا سردار سولی (ترکمانوں کا حاکم) تھا۔

عنتاب پر حملہ: (لاچار ہو کر) عرب فوجیں پا پیادہ یعبر کے پاس آ گئیں اور یعبر اپنے راستے کی طرف لوٹ گیا۔ ادھر منطاش حلب کے ایک قلعہ کی طرف جس کا نام عنتاب تھا' پہنچا۔ اس کا نائب حاکم محمد بن شہری تھا۔ اس نے اس علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ یہاں کا نائب حاکم چند دنوں تک قلعہ میں محصور رہا مگر منطاش بھی ثابت قدم رہا اور اس کے ساتھیوں کا قتل عام کرتا رہا اور وہاں کے امراء کی ایک جماعت کو مار ڈالا۔ اتنے میں حلب' حماۃ اور صفد سے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے فوجیں آ گئیں تو منطاش مرعش کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے بلادِ روم کی طرف منتقل ہو گیا۔ مگر اس وقت اس کی طاقت کمزور ہو چکی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالفوں کی اطاعت: اس کے حامی سپاہی اسے چھوڑ کر شاہی لشکر میں شامل ہوتے رہے یہاں تک کہ ماہِ ذوالقعدہ ۷۹۳ھ میں ان کی بڑی تعداد سلطان کی مطیع وفرمانبردار ہوگئی۔ ترکمانوں کے امیر سولی بن دلقادر نے ۱۰ ذوالحجہ کو سلطان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ سلطان نے اس کو پناہ دے کر اسے حسب سابق بلستین کا حاکم مقرر کر دیا۔

کمشیقا کے حالات

کمشیقا حموی پہلے بیقا کا راس نوبہ (غلاموں کا سردار) تھا اور طرابلس کا نائب حاکم تھا۔ سلطان نے اسے معزول کر کے اسے دمشق میں مقید کر دیا تھا۔ جب ناصری دمشق پر قابض ہوگیا تو اسے نظر بندی سے رہا کر دیا اور وہ دیگر افراد کے ساتھ مصر آ گیا جب وہ شام کے تمام علاقوں کا حاکم بن گیا تو اس نے ۷۹۱ھ کے وسط میں اپنے بجائے اسے حلب کا حاکم مقرر کیا۔

جب سلطان (برقوق) کے عہدِ زوال ختم ہوا اور اس نے دمشق کا قصد کیا تو کمشیقا نے سلطان کو اپنی حمایت اور اطاعت کا پیغام بھیجا اور اس نے حلب اور اپنی عملداری میں سلطان کی حمایت کا اعلان کیا اور جب سلطان دمشق کی طرف روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کیا تو کمشیقا نے اس کی تمام ضروریات پوری کیں اور پھر وہ بنفس نفیس حلب کی امدادی فوجیں لے کر اس کے پاس پہنچا اور تمام امدادی جنگی سامان لے کر آیا اور نہ صرف اس کی تمام جنگی خامیوں کو دور کیا بلکہ اس کی شاہی شان وشوکت کو قائم کیا۔ سلطان نے اس کے تمام کارناموں کا بہت شکریہ ادا کیا اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ اسے مصر کا اتابک (امیر الامراء) مقرر کرے گا۔

حلب میں محصور: اس کے بعد شقحب کی جنگ ہوئی جس میں کمشیقا شکست کھا کر حلب بھاگ گیا اور وہاں محصور ہو گیا۔ منطاش کے اتابک یمازتمر نے اس شہر کا کئی مہینوں تک محاصرہ کیا۔ جب منطاش دمشق سے بھاگ کر عرب قبائل میں پناہ گزین ہوا تو یمازتمر نے حلب کا محاصرہ اٹھالیا۔

اس کے بعد جوبانی نے جنگ کی جس میں وہ مارا گیا۔ بعدازاں منطاش اور یعیر نے حلب کی طرف فوج کشی کی اور عرصہ دراز تک اس کا محاصرہ کرتے رہے۔ آخر کار جب ان دونوں میں اختلاف پیدا ہوا تو منطاش ترکمان قوم کے علاقے کی طرف بھاگ گیا اور یعیر سلمیہ کے شہر کی طرف لوٹ آیا۔ اس نے سلطان سے پناہ طلب کی اور ماہِ شوال کے وسط میں وہ سلطان کا مطیع وفرماں بردار ہوگیا۔

فصیلوں کی مرمت: بہرحال جب یہ لوگ محاصرہ سے دست بردار ہوئے تو کمشیقا نے قلعہ سے نکل کر اس کی شکستہ حالت کو درست کیا۔ اس نے (باغیوں کے مرکز) بانقوسا کو تباہ وویران کیا اور وہاں کے باشندوں کا صفایا کیا اس نے حلب کی فصیلوں کی مرمت کی اور ان کے رخنوں کو دور کیا۔ یہ فصیلیں ہلاکو کے زمانے سے شکستہ اور خراب حالت میں تھیں۔ اہل حلب نے اس کی مرمت کے اخراجات کے لئے دس لاکھ درہم جمع کر دیئے تھے اور وہ تین ماہ میں اس کام سے فارغ ہوا۔

جب سلطان کی سلطنت مستحکم ہوگئی اور اس کا نظم ونسق درست ہوا تو اس نے ماہ ذوالحجہ ۷۹۲ھ میں کمشیقا کو اپنے پاس بلوالیا اور اس کے بجائے حلب کا حاکم قرارمرداش کو مقرر کیا جو اس سے پہلے طرابلس کا حاکم تھا۔ طرابلس کا حاکم اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجائے اینال صغیر کو مقرر کیا گیا۔

مصر میں کمشیقا کا خیر مقدم: کمشیقا حلب سے روانہ ہو کر مصر ۹ صفر ۷۹۳ھ کو پہنچ گیا۔ سلطان اس کی آمد سے بہت خوش ہوا اور نائب کے ہمراہ امرائے مصر کو اس کے خیر مقدم کے لئے بھیجا۔ جب وہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا تو سلطان نے اس کا نہایت گرم جوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا اور اسے انعام واکرام سے نوازا اور اتابک اینال سے اعلیٰ منصب اسے عطا کیا اور اسے منجک کے محل میں آباد کیا اور محل کو نہایت عمدہ ساز وسامان سے آراستہ کیا اور اسے نہایت عمدہ پوشاکیں بھیجیں اور بھاری گاڑیوں کے ساتھ نہایت اصیل گھوڑے تحفہ میں دیئے نیز امرائے مصر کو بھی حکم دیا کہ وہ اسے تحائف پیش کریں۔ چنانچہ وہ اسے تحائف بھیجنے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے لگے اور بیش قیمت تحائف پیش کئے۔

امرائے شام میں سے اس کے ہم رکاب حسن کشکی اور طنبغا اشرفی بھی تھے۔ سلطان نے ان دونوں کی بھی عزت افزائی کی۔ اس کے بعد کمشیقا مصر میں نہایت اعلیٰ مناصب پر فائز رہا اور جب ماہ جمادی الاولیٰ ۷۹۴ھ میں اتابک مصر اینال فوت ہو گیا تو سلطان نے اس کے بجائے اسے سلطنت مصر کا اتابک مقرر کیا اور شقحب کی جنگ کے موقع پر اس نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہوا۔ اتابک کے فرائض میں ہسپتال (بیمارستان) کی نگرانی بھی شامل تھی' لہٰذا یہ کام بھی اس کے سپرد کیا گیا۔

ایتمش کے حالات: سلطان نے ایتمش نجاشی کو جو سلطنت کا اتابک تھا (اس عہدے سے) معزول کر دیا تھا اور وہ ۷۹۱ھ میں ربیع الاوّل کے وسط میں فوجوں کو لے کر ناصری اور اس کی فوج سے جنگ کرنے کے لئے شام روانہ ہوا تھا کیونکہ اس نے بغاوت کا اعلان کیا تھا۔ چنانچہ فریقین کے درمیان دمشق کے مضافات میں مرج کے مقام پر جنگ ہوئی اس میں (سلطانی) فوجوں کو شکست ہوئی اور ایتمش نے قلعہ دمشق میں پناہ لی۔ کیونکہ سلطان کی طرف سے ضرورت کے وقت اسے تحریری اجازت حاصل تھی لہٰذا وہ وہاں محصور ہو گیا۔

دوسرے دن قلعہ کے نائب حاکم ابن الحمصی نے ہتھیار ڈال دیئے تو ناصری نے قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا اور ایتمش کو گرفتار کر کے وہاں نظر بند کر دیا۔ اس کے بعد ناصری مصر پہنچ کر وہاں کا حاکم بن گیا۔

نظر بندی سے رہائی: جب سلطان (برقوق) ماہ صفر ۷۹۲ھ میں دوبارہ مصر کا بادشاہ ہوا تو اس وقت ایتمش قلعہ دمشق میں نظر بند تھا لہٰذا جوبانی نے فوج کشی کر کے ماہِ جمادی الاخیرہ میں ایتمش کو اس کی نظر بندی سے رہا کیا۔ اسی اثناء میں سلطان کے غلاموں نے اس قید خانہ کو توڑ ڈالا۔ جہاں وہ قلعہ دمشق میں مقید تھے اور وہاں سے نکل کر جوبانی کی آمد سے پہلے ایتمش کے ساتھ مل گئے۔ جوبانی کو جب یہ اطلاع ملی تو اس نے سلطان کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ سلطان نے اسے یہ پیغام بھیجا کہ وہ اس وقت تک قلعہ میں رہے جب تک کہ وہ اپنے دشمن کے مقابلے سے فارغ ہو۔

اس کے بعد جوبانی کی منطاش کے ساتھ جنگ ہوئی جس کے ساتھ عرب قبائل بھی تھے اس جنگ میں جوبانی مارا گیا اور اس کے بجائے ناصری دمشق کا حاکم ہوا۔ اس کے بعد عرب قبائل اس سے الگ ہو گئے تو منطاش انہیں چھوڑ کر ترکمانوں کے علاقے میں پناہ گزین ہوا۔ یوں شام کے علاقے بھی سلطان کے ماتحت ہو گئے اور اس کی سلطنت مستحکم اور وسیع ہو گئی۔

امرائے دمشق کی آمد: اب سلطان نے امیر ایتمش کو قلعہ دمشق سے بلوایا۔ چنانچہ ۸ ربیع الاول ۷۹۳ھ میں اسے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واپس لانے کے لئے سلطان کا ایک غلام قنوبائی روانہ ہوا' اور وہ اسی سال ۴ جمادی الاول کو مصر پہنچ گیا۔ اس کے ہمرکاب دمشق کا حاجب الحجاب بھی تھا اور وہ امراء بھی تھے جو شام میں مقید تھے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) جنتمر نائب حاکم دمشق (۲) اس کا فرزند (۳) اس کا بھانجا (۴) اس کا استاذ دار (مشیر مالیات) طبقا (۵) دمرداش یوسفی نائب حاکم طرابلس (۶) طبقا حلی (۷) قاضی احمد بن القریشی (۸) فتح الدین بن الرشید (۹) پرائیویٹ سیکرٹری (۱۰) دیگر امراء۔ یہ سب چھتیس افراد تھے۔

جب ایتمش مصر پہنچا تو سلطان نے اس کی بہت عزت افزائی کی۔ پھر حاجب (دربان) نے ان قیدیوں کو پیش کیا جو اس کے ہمراہ تھے۔ سلطان نے کچھ لوگوں کو دھمکایا۔ اس کے بعد وہ قلعہ میں مقید رکھے گئے تا آنکہ وہ سیاسی طور پر قتل کے مستحق تھے۔ انہیں دوسروں کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔

سلطان افریقیہ سے تعلقات

سلطان (مصر) اور سلطان افریقیہ ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن ابی حفص (موحدین) کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے۔ چنانچہ بالعموم دونوں طرف سے تحائف کا تبادلہ ہونے لگا۔

جب تونس میں سلطان (برقوق) کے زوال اور اس کی نظر بندی کی اطلاعات پہنچیں تو تونس کا سلطان بہت رنجیدہ ہوا اور اس کی حالت پر افسوس کرنے لگا اور وہ اس کے حالات معلوم کرتا رہا اور اہل تونس میں سے جو مسافر جاتے تھے ان کے ذریعے حالات دریافت کرتا رہا۔ تا آنکہ اسے اصل حقیقت کا علم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سلطان مصر کو مخلصی کے اسباب عطا فرمائے اور وہ دوبارہ تخت نشین ہو گیا ہے۔ سلطان تونس اس خبر کو سن کر باغ باغ ہو گیا اور اس نے اسے مبارک باد دیئے اور دوستانہ تعلقات میں اضافہ کرنے والے تحائف کے ساتھ ساتھ خاندان موحدین کے بزرگ محمد بن علی بن ابی ملال کے دوستانہ پیغام کے ساتھ ایلچی کو بھیجا۔

<u>سفیر تونس کی آمد</u>: یہ شاہی قاصد ۲۹۷ھ میں ماہِ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں (مصر) پہنچا۔ سلطان اس سے اعزاز و اکرام کے ساتھ پیش آیا اور جب وہ ساحل بولاق کے قریب سمندر سے اترا تو سلطان کا استاذ دار محمود (وزیر مالیات) اس کے استقبال کے لئے پہنچا اور شاہی اصطبل کے سامنے رمیلہ کے مقام پر طشتمر کے گھر پر اس کے قیام کا بندوبست کیا گیا اور (اس کی مہمان داری میں) جس قدر رقم خرچ کی گئی وہ اس جیسے (ایلچیوں پر) اس سے پہلے نہیں صرف کی گئی تھی۔ اس قاصد نے سلطان سے حج پر جانے کے لئے درخواست کی تو سلطان نے اسے حج کرایا اور (شاہِ تونس کو) منقش ریشم اور حریری پوشاکیں اور ایسے ہتھیار بھیجے جو بے نظیر تھے۔ وہ قاصد ماہِ ربیع الاول کے آخر میں ۳۹۷ھ میں واپس (اپنے وطن) چلا گیا۔

منطاش کے ساتھ آخری جنگ

ادھر منطاش عرب قبائل سے الگ ہو کر ترکمانوں کے علاقے میں آوارہ پھرتا رہا۔ پھر اس نے ۳۹۷ھ کے وسط

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دمشق کا قصد کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے یہ ارادہ ناصری کے اشارہ پر کیا تھا یوں وہ اسے دھوکا دے کر اسے گرفتار کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ منطاش مرعش سے حلب کے علاقہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب اس کی آمد کی خبر حماۃ پہنچی تو وہاں کا نائب حاکم طرابلس کی طرف بھاگ گیا۔ لہٰذا منطاش حماۃ میں (جنگ کے بغیر) داخل ہو گیا اور پناہ دینے کا اعلان کرایا۔ پھر وہاں سے اسی طرح حمص پہنچا' پھر وہ بعلبک آیا۔ وہاں کا نائب حاکم دمشق بھاگ گیا۔ لہٰذا اب دمشق کا نائب حاکم فوج لے کر اس کا مقابلہ کرنے کے لئے دمشق سے نکلا۔ اس نے زیدانی کے راستے سے کوچ کیا۔ منطاش راستہ بدل کر دمشق پہنچ گیا۔ احمد شکار ابن ابو بندمر بھی اس طرف پہنچا تو خوارزمیہ اور بندمریہ فوج نے بغاوت کر دی اور انہوں نے اس کے لئے شہر کے دروازے کھول دیئے۔ چنانچہ جب وہ گھوڑوں کے اصطبلوں کے پاس سے گزرا تو اس نے تقریباً آٹھ سو گھوڑے (وہاں سے اپنے لئے) نکال لئے۔

طویل جنگ: دوسرے دن منطاش بھی اس کے پیچھے آیا۔ اس نے قصر ابلق میں قیام کیا۔ اس کے ساتھ جو امراء اور افسر تھے وہ ان گھروں میں جو محل کے چاروں طرف تھے مقیم ہوئے۔ نیز کچھ لوگوں نے جامع شکن اور جامع بیبقا میں بھی قیام کیا۔ اس نے لوگوں کا مال ضبط کرنا اور ان پر ٹیکس عائد کرنا شروع کیا اور اس مقصد کے لئے سارا دن صرف کیا اتنے میں ناصری فوجیں لے کر وہاں پہنچ گیا اور شام تک کئی مرتبہ فریقین میں جنگ ہوئی اور دوسرے دن بھی جنگیں ہوتی رہیں تا آنکہ رجب اور شعبان کے پورے مہینوں میں جنگ لگاتار ہوئی اور فریقین میں سے ہر ایک اپنے محاذ پر ڈٹا رہا۔

فوجی تیاری: جب سلطان کو یہ اطلاع پہنچی تو اسے ناصری پر بدگمانی ہوئی اور اس نے ناصری کو منطاش کی جنگ میں سستی کرنے کا ملزم قرار دیا' اور خود (اس کے مقابلہ کے لئے) تیاری کی۔ لہٰذا اس نے ۱۰ ماہ شعبان کو (اس مقصد کے لئے) فوجی بھرتی کا اعلان کرایا۔ اس نے ان مخالف امراء کو قتل کرایا جو قید میں تھے اور سست قسم کے امراء کو اسکندریہ اور دمیاط کی طرف بھیج دیا اور (فوج لے کر) خود ماہِ شعبان کی بیس تاریخ کو (شام کی جنگ کے لئے) روانہ ہوا۔ اس نے زیدانیہ کے مقام پر قیام کیا تاکہ فوجوں کی تمام خامیوں کو دور کیا جائے اور ان کی ضرورتوں کو پورا کیا جائے۔

سلطان نے قاہرہ میں اتابک کمشبغا حموی کو جانشین مقرر کیا اور اسے اصطبل کے قریب ٹھہرایا اور اسے اختیار دیا کہ وہ جس کو چاہے (کسی عہدہ پر) مقرر کرے اور جسے چاہے معزول کر دے۔ اس نے قاہرہ میں اتابک کی مدد کے لئے اس کے ماتحت امراء کی ایک جماعت کا تقرر بھی کیا۔ اس نے نائب سودون کو قلعہ میں ٹھہرایا اور وہاں نو غلاموں میں سے چھ سو افراد کو متعین کیا۔

ناصری کی شکست: سلطان نے اپنے ساتھ چاروں (فقہی مسلک) کے قاضیوں اور مفتیوں کو لے گیا تھا۔ اس نے اس سال کے یکم رمضان المبارک کو شام کے ارادہ سے کوچ کیا۔ چنانچہ اس ماہ کی چوتھی تاریخ کو یہ اطلاع ملی کہ منطاش کو جب یہ اطلاع ملی کہ سلطان نے مصر سے فوج کشی کی ہے تو وہ دمشق سے امیر آل مراد عنقاء کو لے کر بھاگ گیا جو منطاش کی امداد کے لئے آیا اور اس کے بعد فریقین میں مقابلہ ہوا۔ جس میں ناصری کو شکست ہوئی اور شام کے امراء میں سے تقریباً پندرہ افراد مارے گئے جن میں ابراہیم بن منجک بھی شامل تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یماز تمر کی علیحدگی: دوسرے دن ناصری منطاش کے تعاقب کے لئے نکلا۔ اسے بتایا گیا تھا کہ (علاقہ کے) کسان دمشق کے گردونواح میں اس کا محاصرہ کر رہے ہیں لہٰذا منطاش ناصری سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہوا' مگر اس کا اتابک (بڑا افسر) یماز تمر اکثر فوج کو لے کر ناصری کے لشکر سے جا کر مل گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ منطاش نے راہِ فرار اختیار کی۔

اب ناصری دمشق لوٹ آیا تھا۔ اس نے یماز تمر کی تعظیم و تکریم کی اور (اسے ترقی دلانے کے) اچھے وعدے کئے۔ اتنے میں اسے یہ خبر ملی کہ سلطان شام کی سرحد میں داخل ہو گیا ہے لہٰذا ناصری اس کا استقبال کرنے کے لئے روانہ ہوا اور قانون کے مطابق اس سے ملاقات کی سلطان نے اس کی بہت عزت افزائی کی اور جب وہ سواری سے اترا تو وہ خود بھی پا پیادہ ہو گیا اور بغل گیر ہونے کے بعد اس نے اسے اپنے قریب بٹھایا۔ پھر اسے دمشق کی طرف لوٹا دیا۔

سلطان کی دمشق میں آمد: اس کے بعد سلطان (اپنی فوجوں کے ساتھ) اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا تا آنکہ سلطان بھی دمشق پہنچ گیا۔ اب ناصری دوبارہ اس کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ سلطان بتاریخ ۱۲ رمضان المبارک (موجودہ سال) قلعہ دمشق میں اس حال میں داخل ہوا کہ امرائے لشکر اس کے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے مگر ناصری اس کے ساتھ سوار تھا اور اپنے سر پر (رسم و رواج کے مطابق) روٹی اٹھائے ہوئے تھا۔

امراء کی معذرت: یعبر نے حماۃ کے نائب حاکم کے خط کے ہمراہ اپنے گزشتہ افعال پر معذرت کا اظہار کیا کہ اس نے منطاش کے معاملہ میں ناصری پر جو الزام لگایا تھا اس سے اس کا مقصد فتنہ و فساد کا انسداد تھا۔ اس نے سلطان سے پناہ طلب کی اور اس بات کی ضمانت دی کہ منطاش جہاں کہیں ہو گا وہ اسے وہاں سے پکڑ کر حاضر کر دے گا۔

سلطان نے اسے پناہ دی اور اسے تحریر کیا کہ وہ اپنے وعدے پر عمل کرے۔ چنانچہ عید الفطر کا دن گزارنے کے بعد وہ ۷ شوال کو منطاش کی تلاش میں حلب کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں سولی بن دلقادر امیر ترکمان کا ایلچی ملا جو اس کی طرف سے تحائف لے کر آیا تھا اور اس نے سیس کے واقعہ پر معذرت نامہ بھی پیش کیا۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے حلب کے نائب حاکم کے حوالے کر دے گا۔

سلطان نے یہ تحائف قبول کر لئے اور اسے پناہ دے کر اس کے ساتھ احسان کرنے کا وعدہ کیا۔

بعد ازاں (عرب قبائل) آل مہنا اور آلِ عیسیٰ کے امراء کے وفود آئے۔ انہوں نے اطاعت کا اظہار کیا اور وعدہ کیا کہ وہ منطاش اور یعبر کے برخلاف سلطان کے ساتھ تعاون کریں گے۔ (انہوں نے یہ اطلاع بھی دی کہ) وہ دونوں شام کی سرحد پر رحبہ کے مقام پر مقیم ہیں۔ لہٰذا سلطان نے اس وفد کی عزت افزائی کی اور ان کی اطاعت قبول کی۔

منطاش کی گرفتاری کی اطلاع: پھر وہ حلب کی طرف روانہ ہوا اور اس کے قلعہ میں مقیم ہوا۔ سلطان کو یہ اطلاع کہ منطاش یعبر سے الگ ہو گیا ہے یا وہ ماردین کے علاقے سے گزر رہا تھا کہ وہاں کی فوجوں نے اس پر حملہ کیا اور اس کے ساتھیوں کی جماعت کو گرفتار کر لیا ہے مگر وہ بھاگ کر امیر ترکمان سالم رودکاری کے پاس پہنچ گیا ہے چنانچہ اس نے اسے گرفتار کر لیا ہے اور اس کے بارے میں سلطان کو پیغام بھیجا ہے۔

لہٰذا سلطان نے حلب کے نائب حاکم قرادمرداش کو فوج دے کر سالم رودکاری کے پاس بھیجا تا کہ وہ منطاش کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاضر کرے اور اس کے پیچھے ناصری کو بھی بھیجا۔

اس نے اتابک کو ماردین کی طرف بھیجا تا کہ وہ منطاش کے ساتھیوں کو لے کر آئے اینال راس العین کی طرف پہنچ گیا تھا۔ بہر حال ماردین کے حاکم کے ساتھی آئے اور انہوں نے منطاش کے ساتھیوں کو اس کے حوالے کر دیا۔ ماردین کے حاکم نے تحریر کیا تھا کہ وہ سلطان کے مقاصد کی تکمیل کر رہا ہے اور اس کے دشمن کی گھات میں ہے۔

ناکام واپسی: اتنے میں قرادمرداش بھی سالم رودکاری کے پاس پہنچ گیا اور منطاش کو حاصل کرنے کے لئے وہ اس کے پاس چار دن مقیم رہا مگر وہ ٹال مٹول کرتا رہا۔ لہٰذا قرادمرداش نے اس پر حملہ کر کے اسے کے قبول کو لوٹ لیا اور اس کی قوم کا قتل عام کیا۔ مگر سالم رودکاری اور منطاش سنجار کی طرف بھاگ گئے۔

اس کے بعد ناصری بھی وہاں آ پہنچا۔ اس نے دمرداش کو اس فعل پر ملامت کی اور ان دونوں میں جھگڑا ہونے لگا۔ یہاں تک کہ ناصری مارنے کے لئے تیار ہو گیا۔ آخر کار کوئی نتیجہ نہیں نکلا اور سب فوجیں سلطان کے پاس لوٹ آئیں۔

اس کے بعد سالم رودکاری نے منطاش کے بارے میں معذرت نامہ بھیجا کہ ناصری نے اسے لکھا تھا کہ وہ منطاش کو بحفاظت رکھے کیونکہ اس میں ترکوں کا نقصان ہے۔

ناصری کا قتل: (اس علم کے بعد) سلطان قلعہ میں بہت دیر تک بیٹھا رہا۔ یہ واقعہ ۶ ذوالحجہ اسی سال کا ہے۔ اس نے ناصری کو بلوا کر اسے زجر و توبیخ کی۔ پھر اسے اور اس کے بھتیجے کشلی اور راس نوبہ (فوجی افسر) شیخ حسن اور علی احمد بن الهمدار کو جس نے قلعہ حلب پر قبضہ کر لیا تھا' گرفتار کر لیا اور ناصری اور قشتمر اشرفی کو جو ماردین سے ان کے ساتھ آیا تھا' قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس نے دمشق کا نائب حاکم اس کے بجائے بکا دوادار کو مقرر کیا اور اس کی جاگیریں قرادمرداش کو دیں اور اسے حکم دیا کہ وہ مصر چلا جائے۔ اس کے بجائے حلب کا حاکم حلبان کو مقرر کیا گیا جو (پہلے) راس نوبہ (غلام فوج کا) فوجی افسر تھا۔

نئے عہدیداروں کا تقرر: سلطان نے بکا کے بجائے ابو یزید کو دوادار (پیشکار سلطانی) مقرر کیا۔ یوں اس نے اس کی خدمات کا صلہ دیا جو اس نے ناصری کے عہدِ حکومت میں سفیر بن کر انجام دی تھیں اور اس کی شکایت کی وجہ سے وہ ابو یزید کے ساتھیوں کے پاس چھپ گیا تھا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

پھر سلطان حلب سے کوچ کر کے ماہ ذوالحجہ کی پندرھویں تاریخ کو دمشق پہنچا اور وہاں رہ کر مفسد امراء کو قتل کرایا جن کی تعداد پچیس تک پہنچتی ہے۔ اس نے عرب قبائل پر محمد بن مہنا کو مقرر کیا اور یعبر کی جاگیریں ترکمانوں کی ایک جماعت کو دے کر مصر لوٹ گیا۔

مصر واپسی: اتابک کمشیقا' نائب سودون اور حاجب سکیس سلطان سے ملے اس کے بعد ۷۹۴ھ میں سلطان فوجوں کے ساتھ نہایت شاندار طریقے سے قلعہ میں داخل ہوا اور اس دن جشن منایا گیا۔

سلطان کی آمد کے دسویں دن دمشق کے نائب حاکم بکا کی وفات کی خبر موصول ہوئی تو سلطان نے اس کے بجائے سودون طرنطائی کو نائب حاکم مقرر کیا۔ پھر ماہِ صفر کی پندرھویں تاریخ کو قرادمرداش احمدی کو گرفتار کر لیا گیا اور وہ قید خانے ہی میں ہلاک ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغاوت کا انسداد: سلطان نے طبقا المعلم اور قروم حبشی کو بھی گرفتار کرلیا اسی سال ماہِ صفر کے آخر میں یہ اطلاع موصول ہوئی کہ جب یکا ہلاک ہوگیا تھا تو اس کے ساتھی بہت پریشان ہوئے۔ چنانچہ ان میں سے کچھ افراد بھاگ گئے تھے۔ اس موقع پر غلاموں کی ایک جماعت نے ایلبقا دوادار اور بذلار کی سرکردگی میں قلعۂ دمشق پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کرلیا اور قید خانے کے اندر نقب لگا کر ناصری اور منطاش کے تقریباً ایک سو حامیوں کو نکال لیا۔

لہٰذا اس کے مقابلے کے لئے شاہی فوج بھیجی گئی اور انہوں نے قلعہ کا تین دن تک محاصرہ کیا۔ پھر قلعہ کے پھاٹک پر حملہ کر کے اسے جلا دیا اور شاہی فوج قلعہ میں داخل ہوگئی اس نے ان (سب باغیوں) کو گرفتار کر کے انہیں مار ڈالا۔ مگر ایبقا دوادار اور بذلار پانچ افراد کو لے کر بھاگ نکلے یوں اس بغاوت کا قلع قمع ہوگیا۔

اسی سال ماہِ شعبان کے آخر میں سودون طرنطائی کی وفات کی خبر آئی تو اس کے بجائے امیر مجلس کمشیقا اشرفی کو (دمشق کا) حاکم بنایا گیا اور کمشیقا کے عہدے پر امیر شیخ خاصکی کو مقرر کیا گیا۔

منطاش کی شکست: منطاش، سالم رودکاری کے ساتھ سنجار بھاگ گیا تھا اور کئی دنوں تک اس کے ساتھ مقیم رہا۔ پھر اسے بھی چھوڑ کر یعبر کے پاس چلا گیا اور اس کے (عرب) قبائل کے ساتھ رہنے لگا۔ اس اثناء میں وہاں کے قبیلے کے ایک شخص نے اسے اپنی بیٹی کا رشتہ پیش کیا اور اس نے اس کے ساتھ نکاح کرلیا اور ان کے ساتھ رہنے لگا ....

....

....

.... پھر ۷۹۴ھ میں یکم رمضان کو وہاں سے روانہ ہوا، اور دریائے فرات عبور کر کے حلب کے علاقے میں آ پہنچا۔ وہاں سرکاری فوجوں کے ساتھ اس کا مقابلہ ہوا۔ جس میں اسے شکست ہوئی اور اس کے حامیوں کی ایک جماعت گرفتار ہوگئی۔

اس اثناء میں یعبر بغاوت اور نافرمانی کے اثرات سے تنگ آ گیا اور اس کے قبائل بھی غلہ اور خوراک کی کمی کی وجہ سے پریشان ہوگئے۔ لہٰذا اس نے اپنے حاجب (دربان) کو پناہ حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے منطاش کو گرفتار کرنے کا وعدہ بھی کیا۔ بشرطیکہ اسے چار شہر جاگیر میں دیئے جائیں، جن میں معرہ کا شہر بھی شامل ہو۔

منطاش کی تلاش: ابو یزید دوادار نے سلطان کی طرف سے ان شرائط کو منظور کرنے کی تحریر لکھ بھیجی پھر ۷۹۵ھ میں محمد نامی ایک شخص نے یہ اطلاع دی کہ وہ سلمیہ میں اپنے قبائل کے ساتھ مقیم تھا اور اس کے ساتھ ترکمان بھی ہیں جو شیزر کے مقام پر مقیم ہیں۔

باغیوں کو شکست: لہٰذا سرکاری فوجیں وہاں پہنچیں اور انہوں نے باغیوں کو شکست دے دی۔ وہاں ایک شاہی سوار نے تلوار سے حملہ کر کے منطاش کو اوندھا گرا دیا تھا اور اسے زخمی کر دیا تھا۔ کیونکہ میدانِ جنگ میں وہ منطاش کو شناخت نہیں کر سکا کیونکہ تنگ دستی اور مفلسی کی وجہ سے اس کی شکل خراب ہوگئی تھی لہٰذا ابن یعبر اسے اپنے گھوڑے کے پیچھے بٹھا کر اور بچا کر فرار ہوگیا مگر ان کے حامیوں کی ایک بڑی جماعت ماری گئی جن میں ابن بردعان اور ابن انیال بھی شامل تھے چنانچہ ان دونوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سر (کاٹ کر) دمشق لائے گئے۔

اب سلطان نے تمام امرائے شام کو حکم دیا کہ وہ عام فوج کشی کر کے اسے اپنے علاقوں سے نکال دیں تاکہ یہ علاقے محفوظ رہیں اور عوام اپنے کھیتوں کے غلوں کو اٹھا سکیں۔

دشمنوں کا قتل عام: پھر یعبر اور منطاش نے اسی سال کے یکم جمادی الآخرہ کو سلمیہ کی طرف فوج کشی کی۔ حلب اور حماۃ کے نائب حکام نے ان کا مقابلہ کیا۔ مگر انہوں نے ان دونوں کو شکست دی اور حماۃ کے شہر کو لوٹ لیا۔ حلب کے حکم نے محاذ تبدیل کر کے یعبر کے قبائل کی بستیوں کا رخ کیا اور ان پر حملہ کر کے انہیں لوٹ لیا اور ان کے مویشیوں کو ہنکا کر لے آئے اور باقی ماندہ حصہ کو نذرِ آتش کر دیا اس کے بعد سرکاری فوجیں ان کی واپسی تک گھات میں لگی رہیں اور (دشمن کے) واپس آنے کا انتظار کرتی رہیں جب شہر حماۃ میں۔ (دشمن کو) یہ اطلاع ملی تو وہ تیز رفتاری کے ساتھ اپنے قبائل کی طرف واپس آئے۔ اس وقت گھات میں لگی ہوئی پوشیدہ فوج نے ان پر حملہ کیا اور ان کا قتل عام کیا۔ یوں فریقین میں سے عرب امراء اور غلاموں کی بہت بڑی تعداد ہلاک ہوئی۔

ماہ شعبان المعظم میں (عرب قبائل کا ایک سردار) عامر بن طاہر بن جبار سلطان کے پاس آیا اور اس نے اطاعت قبول کی اور اپنے چچا (یعبر) کی مخالفت کا اعلان کیا۔ ذکوان میں یعبر بھی سلطان کا مطیع و فرمانبردار ہوا۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ اگر ان سے مطالبہ کیا جائے تو وہ منطاش کو پکڑ سکتے ہیں۔

عرب قبائل کا فیصلہ: سلطان نے اس عرب سردار کا خیر مقدم کیا اور اسے احسانات اور توقعات سے زیر بار کیا اور اسے اپنی منظوری اور اختیارات دے کر بنو یعبر کے پاس بھیجا۔ چنانچہ جب ان کا چچازاد بھائی عمر بن طاہر سلطان کی طرف سے یہ توقعات لے کر وہاں پہنچا تو انہوں نے آل مہنا کے تمام قبائل سے گفت و شنید کی اور انہیں سلطان کی طرف سے ملنے والی امداد کی طرف مائل کیا اور اس بات سے بھی آگاہ کیا کہ مخالفت اور نافرمانی کے نتیجے میں وہ کس قدر پریشان اور تنگ دستی میں مبتلا ہیں۔ ان سب نے یعبر کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ وہ دو باتوں میں سے ایک کو منظور کرے یا تو وہ منطاش کو اپنے پاس رکھے یا وہ انہیں اجازت دے کہ وہ سلطان کی اطاعت قبول کرلیں اور پھر وہ جہاں چاہے چلا جائے۔

منطاش کی گرفتاری: یعبر یہ باتیں سن کر بہت گھبرایا۔ وہ اپنے قبائل کی مخالفت نہیں کر سکا اور انہیں اجازت دے دی کہ وہ منطاش کو گرفتار کر کے اسے سلطان کے حکام کے حوالے کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے اسے گرفتار کر کے اسے حلب کے نائب حاکم کے حوالے کر دیا۔ ان فرزندوں نے سلطان کی طرف سے اپنے معاہدے اور اپنے باپ کے لئے نائب حاکم سے حلف نامہ حاصل کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے افسروں کو بھیجا۔ چنانچہ انہوں نے منطاش کو گرفتار کر لیا اور اس کے ساتھ سوار اور پیادہ فوج بھیجی اور وہ اسے حلب لے آئے۔ یہاں لانے پر انہوں نے ایک بڑا جشن کا دن منایا اور اسے قلعہ میں مقید کر دیا۔ اس کے بعد سلطان نے قاہرہ سے ایک امیر کو بھیجا۔

منطاش کا قتل: اس نے (قید خانے میں) گھس کر اسے قتل کیا اور اس کا سر (کاٹ کر) شام کے علاقے میں اس کا گشت کرایا۔ اور بتاریخ ۱۱ رمضان المبارک کو وہ سر قاہرہ لے کر آیا اور باب زویلہ کے اوپر (منطاش کے) سر کو لٹکا دیا۔ اس سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے اسے (شاہی) قلعہ پر لٹکایا گیا تھا اور اس کا قاہرہ اور مصر کے علاقوں میں گشت کرایا گیا تھا۔ بعد میں اسے باب زویلہ میں لٹکایا گیا۔ پھر اسے اس کے اہل وعیال کے حوالے کر دیا گیا۔ انہوں نے اسے اسی سال کی رمضان المبارک کی آخری تاریخ میں دفن کر دیا۔

مکّہ معظّمہ کے واقعات

جب محمد بن احمد بن عجلان (حاکم مکہ) مارا گیا تو سلطان (مصر) نے عنان بن مقابس کو حج کے زمانے میں ۷۸۸ھ میں مکہ معظّمہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اس وقت کنیش بن عجلان نے اس کی مخالفت کی تھی اور اس نے مکہ معظّمہ کا محاصرہ کر لیا تھا مگر ۷۸۹ھ میں میدانِ جنگ میں مارا گیا تھا۔ تاہم عنان انتظام حکومت سنبھال نہیں سکا اور وہ اپنے چچا' بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں پر غالب نہیں آ سکا۔ ان (مخالفوں) نے مکہ معظّمہ کے مجاوروں (زائرین) کے مال و دولت پر دست درازی کی اور وہ غلہ بھی لوٹ لیا جو مصر سے سلطان' امراء اور تجار کے لئے کشتیوں میں جدہ لایا جا رہا تھا۔ انہوں نے یمن کے تاجروں کو بھی لوٹ لیا۔ یوں مکہ معظّمہ اور وہاں کے گرد و نواح کے حالات ابتر ہو تے گئے۔ لہٰذا وہاں کے عوام نے سلطان سے مطالبہ کیا کہ وہ بنو عجلان کو مکہ معظّمہ کا حاکم مقرر کرے۔

علی کا تقرر: لہٰذا ۷۸۹ھ میں جب سلطان کے پاس مصر بنو عجلان میں سے ایک نوعمر لڑکا علی آیا تو سلطان نے اس کو مکہ معظّمہ کا امیر مقرر کیا اور اسے امیر الحاج کے ساتھ اس ہدایت کے ساتھ بھیجا کہ وہ شرفاء مکہ (امراء) کے درمیان صلح کرائے۔

جب وہ امیر مکہ معظّمہ پہنچا تو اس زمانے میں قمقماش وہاں موجود تھا۔ اشراف مکہ اس سے خوف زدہ ہوئے اور عنان بھی پریشان ہوا۔ تاہم وہ اس سے ملاقات کے لئے روانہ ہوا۔ اشراف مکہ بھی پیچھے پیچھے آئے اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ علی بن عجلان اور اس کے فوجی افسروں اور غلاموں کی جماعت کی مخالفت کی جائے۔

عنان کی گرفتاری: عنان بن مقامس ۷۹۰ھ کو سلطان کے پاس پہنچا تو سلطان نے اسے گرفتار کر کے اسے قید کر لیا اور وہ اس وقت تک مقید رہا جب تک کہ وہ ماہِ صفر ۷۹۲ھ میں قلعہ کی بغاوت کے موقع پر بکا کے ساتھ نہیں نکلا۔ اس وقت اسے اس کے بھائی ایبقا کے ساتھ بھیجا گیا تا کہ وہ سلطان کا حال معلوم کرے۔

دو عملی حکومت: بکا کی کوششوں سے سلطان نے دوبارہ حکومت حاصل کی۔ کیونکہ دونوں ہم صحبت رہے تھے۔ اس لئے سلطان نے بھی اس کی مدد کی تھی۔ سلطان نے عنان کو علی بن عجلان کے ساتھ حکومت میں شریک کیا۔ لہٰذا یہ دونوں دو سال تک اسی طرح حکومت کرتے رہے مگر ان دونوں کا نظم و نسق خراب رہا کیونکہ اشرافِ مکہ عنان کے حامی تھے مگر وہ کمزور تھا کیونکہ علی بن عجلان فوجی افسروں کی حمایت میں تھا۔ اس قسم کے اختلافات کی وجہ سے اہل مکہ نہایت خوف اور پریشانی کی زندگی گزار رہے تھے۔

علی کی خود مختاری: ۷۹۴ھ میں سلطان مصر نے انہیں اپنے پاس بلوایا اور اسی سال یکم شعبان کو وہ وہاں پہنچے۔ سلطان نے ان دونوں کی تعظیم و تکریم کی اور ان دونوں کا منصب بلند رکھا تاہم علی کی نشست باقی افراد سے بلند تر تھی۔ عید الفطر کے بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان نے علی بن عجلان کو مستقل اور خود مختار حاکم مقرر کیا اور اسے انواع و اقسام کے کپڑے' گھوڑے' غلام اور غلے انعام میں دیئے اور ان کے لئے بہت زادِ راہ اور چارہ بھی مہیا کیا۔ مگر ایک مہینہ کے بعد اس کا ارادہ تبدیل ہو گیا۔ اس وقت تمام سواریاں تیار تھیں تا کہ وہ مکہ معظّمہ بھاگ جائے مگر اسے گرفتار کر کے قلعہ میں مقید کر دیا گیا۔

بدنظمی: پھر علی بن عجلان مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوا اور اس نے اشراف مکہ کو گرفتار کر لیا تا کہ اس کی حکومت کا انتظام درست رہے مگر کچھ عرصے کے بعد ان کے فریب میں آ کر اس نے انہیں رہا کر دیا۔ پھر وہاں سے وہ بھاگ گئے اور پھر کبھی اس کی اطاعت قبول نہیں کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا انتظام سلطنت خراب ہوتا گیا اور (علاقے میں) بدنظمی قائم رہی اور ابھی تک (ابن خلدون کے آخری زمانے تک) یہی حالت رہی۔

تاتاریوں کے حالات

تاتاریوں کا تعلق بھی ترک اقوام سے ہے یہ مشرقی ممالک پر چین کی سرحد سے لے کر ماوراء النہر کے ممالک تک مسلط ہو گئے تھے۔ انہوں نے خوارزم' خراسان کے دونوں حصے سجستان اور کرمان کے جنوبی علاقے تک قبضہ کر لیا تھا۔ شمال میں وہ قفچاق اور بلغار کے علاقوں تک پہنچ چکے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے عراق' عجم' ایران' آذربائیجان' عراق عرب' الجزیرہ اور بلادِ روم پر بھی قبضہ کر لیا تھا اور وہ دریائے فرات کی حدود تک پہنچ گئے تھے اور گاہے گاہے شام کے علاقوں پر بھی مسلط ہوتے رہے۔

سلطنت کی تقسیم: ان تاتاریوں میں سب سے پہلے ان کا بادشاہ چنگیز خاں (فتوحات کے لئے) نکلا اس کی فتوحات کا آغاز ۶۱۰ھ سے ہوا۔ پھر تاتاری (مذکورہ بالا) ممالک کے خود مختار حاکم ہو گئے (چنگیز خاں کی وفات کے بعد) تاتاریوں کی سلطنت اس کے فرزندوں میں تقسیم ہو گئی۔ چنانچہ دوشی خاں کے فرزندوں کے حصے میں قفچاق اور شمال کا پورا علاقہ آیا اور ہلاکو خاں بن تولی خان کے فرزندوں کے پاس خراسان' عراق' فارس' آذربائیجان' الجزیرہ اور روم کا علاقہ آیا اور چغتائی خاندان کو خوارزم اور اس سے متعلقہ علاقہ ملا۔

یہ تینوں تاتاری سلطنتیں ایک سو اسی سال تک برقرار رہیں۔ ان میں سے ہلاکو کے خاندان کی سلطنت کا ۷۴۰ھ میں خاتمہ ہو گیا۔ جب اس خاندان کا آخری بادشاہ ابوسعید فوت ہو گیا تو اس کا کوئی فرزند نہ تھا اس لئے اس کی سلطنت اس کے ارکان دولت کے درمیان تقسیم ہو گئی اور خراسان (اصفہان) فارس' عراق عرب' آذربائیجان' توریز اور بلادِ روم کی (خود مختار اور جداگانہ) سلطنتیں قائم ہو گئیں۔ چنانچہ خراسان پر شیخ ولی کی حکومت تھی۔ اصفہان' فارس اور سجستان پر مظفر ازدی اور اس کے فرزندوں کی حکومت رہی۔ خوارزم اور ترکستان کے علاقوں پر چغتائی خاندان کا تسلط ہو گیا اور بلادِ روم ارشا کے فرزندوں کے قبضے میں چلا گیا جو مرداش بن جوبان کے آزاد کردہ غلاموں میں سے تھا۔

بغداد' آذربائیجان اور الجزیرہ کے حاکم شیخ حسن بن حسین بن ایبغا بن ایکان اور اس کے فرزند رہے۔ ایکان ارغو بن ابغا بن ہلاکو کا بھیرہ تھا۔ یوں خاندان اور نسب کے لحاظ سے وہ مغلوں کے اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان تیمور کا ظہور: تاتاریوں کی یہ تقسیم شدہ سلطنتیں کچھ عرصے تک قائم رہیں آخر کار ان کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ بغداد میں موجودہ عہد میں شیخ حسن کا پوتا احمد بن ادریس حکمران تھا کہ اتنے میں یہ خبر آئی کہ ماوراء النہر کے علاقہ ترکستان و بخارا میں (ایک زبردست اور طاقتور) حاکم نمودار ہوا ہے جس کا نام تمر (تیمور) تھا اس کے پاس مغل اور تاتاریوں کا ایک لشکر جرار تھا۔ یہ بادشاہ اور اس کی قوم چغتائی خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا یہ لوگ چنگیز خان کے فرزند چغتائی کی نسل سے تھے یا یہ چغتائی کوئی اور شخص تھا جس کا مغلوں کی دوسری قوم سے تعلق تھا۔

چغتائی قوم کی تعداد: تاہم پہلی بات زیادہ درست ہے کیونکہ یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ چنگیز خان کے چغتائی خاندان کی سلطنت ماوراء النہر کے علاقے میں قائم تھی۔ اس سلسلے میں یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ تمر (تیمور) بادشاہ کے ہمراہ چغتائی خاندان کا کثیر لشکر جرار تھا اور اس مختصر مدت میں اس خاندان کی اس قدر کثیر تعداد نہیں ہو سکتی تھی۔ (اس کا جواب یہ ہے کہ) چغتائی کے زمانے سے لے کر اس وقت تک کی مدت دو سو سال ہوتی ہے۔ کیونکہ چغتائی اپنے والد چنگیز خاں (کی فتوحات) کے زمانے میں چالیس سال کا تھا۔ لہٰذا اس مدت میں پانچ نسلیں تیار ہو سکتی ہیں کیونکہ ہر نسل چالیس سال کی ہوتی ہے اور چالیس سال کے عرصے میں ہر مرد کے دس فرزند کم از کم ہو سکتے ہیں۔ اس طرح پانچ مرتبہ ضرب دینے سے (دو سو سال کے عرصے میں) ایک لاکھ افراد ہو جاتے ہیں۔

(علاوہ ازیں) اگر فی کس ۹ فرزند فرض کریں تو پانچ نسلوں کے بعد یہ تعداد ستر ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ اگر یہ (اوسط گھٹا کر) فی کس آٹھ کر دی جائے تو یہ تعداد بتیس ہزار تک پہنچتی ہے اور اگر (پھر گھٹا کر) فی کس سات کر دی جائے تو اس صورت میں بھی یہ تعداد سولہ ہزار ہوتی ہے۔ تاہم فی کس سات بچوں کی تعداد بدوانہ معاشرہ میں سب سے کم تعداد ہوتی ہے۔ بہر حال سولہ ہزار کی فوج بھی دوسری قوموں پر حکومت کرنے کے لئے بہت کافی ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ فوجی تعداد آخری حد ہوتی ہے۔

سلطان تیمور کی فتوحات: بہر حال جب سلطان تمر (تیمور) ماوراء النہر کے علاقے میں نمودار ہوا تو وہ خراسان پہنچ گیا اور ۷۸۴ھ میں کئی جنگوں کے بعد اس کے حاکم شیخ ولی سے یہ علاقہ چھین لیا۔ شیخ ولی توریز کی طرف بھاگ گیا تھا لہٰذا سلطان تمر نے ۷۸۷ھ میں توریز پر فوج کشی کی اور توریز و آذربائیجان کو فتح کر کے انہیں ویران کر دیا۔ ان جنگوں میں شیخ ولی مارا گیا۔ اس کے بعد وہ شہر اصفہان کے پاس سے گزرا تو وہاں کے باشندوں نے اطاعت قبول کی۔

ترک فوجوں سے مقابلہ: توریز کی جنگ کے بعد وہ بغداد کے علاقے میں پہنچا تو وہ لوگ اس کے مقابلے سے گریز کرتے رہے۔ اس کے بعد آذربائیجان کے علاقے میں اس کی فوجوں کا الجزیرہ اور موصل کی ترک فوجوں سے مقابلہ ہوا۔ ان کے ساتھ اس کی جنگ برابر ہوتی رہی۔ اس کے بعد وہ اصفہان کی طرف پیچھے ہٹ گیا۔ اتنے میں اسے یہ خبر معلوم ہوئی کہ اس کی قوم کے ایک شخص نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے جو قمر الدین قطمش کے نام سے موسوم ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس نے دوشی خاں بن چنگیز خان کے شمالی علاقے پر قبضہ کر لیا ہے اور سرائے کے پائے تخت پر بھی قبضہ کر لیا ہے اور اسے فوج اور مال و دولت کی امداد بھی دی گئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(یہ خبر سن کر) تیمور اپنے پائے تخت کی طرف لوٹ گیا۔ پھر ۷۹۵ھ تک اس کے بارے میں کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ اس کے بعد یہ اطلاع آئی کہ وہ باغی قمر الدین پر غالب آ گیا ہے اور اس کے فتنہ وفساد کا انسداد کر دیا ہے۔ تیز سرائے کے پائے تخت کو بھی فتح کر لیا ہے۔

فتح ایران: اس کے بعد سلطان تمر (تیمور) نے اصفہان، عراق عجم، فارس اور کرمان کا قصد کیا اور مظفر یزدی کے فرزندوں کے ساتھ کئی دفعہ جنگ کی۔ ان جنگوں میں ان کے سلاطین مارے گئے اور ان کا شیرازہ بکھر گیا۔ آخر کار یہ تمام علاقے اس کے زیر نگیں آ گئے۔

فتح بغداد: اس اثناء میں حاکم بغداد احمد بن اویس اس سے خط و کتابت کرتا رہا اور تحائف بھیج کر اس سے تعلقات قائم کرنے کی کوشش کرتا رہا مگر نتیجہ کوئی نہیں نکلا۔ کیونکہ وہ خط و کتابت اور اظہار لطف و کرم کے ذریعے اسے فریب دیتا رہا۔ تا آنکہ احمد بن اویس ہمت ہار گیا۔ کیونکہ اس کی فوجیں منتشر ہو گئی تھیں۔ اس کے بعد (تاتاری سلطان) تیز رفتاری کے ساتھ دریائے دجلہ تک پہنچ گیا جب احمد بن اویس کو اس خطرہ کی اطلاع ہوئی تو وہ راتوں رات حلہ کے مقام پر دریائے دجلہ کے پل تک پہنچا اور اسے توڑ دیا۔ مگر سلطان تیمور اور اس کی فوجیں ۲۱ شوال ۷۹۵ھ کو اس مقام پر پہنچ گئیں۔ اور انہوں نے دریائے دجلہ کو تیر کر عبور کیا اور پھر وہ بغداد میں داخل ہو کر اس پر قابض ہو گئیں۔

حاکم بغداد کا فرار: (احمد بغداد سے بھاگ گیا تھا) لہٰذا (تاتاری) فوجیں احمد بن اویس کے تعاقب میں بھیجی گئیں۔ انہوں نے ٹوٹے ہوئے پل کے مقام پر دریا میں گھس کر اسے پار کیا۔ پھر انہوں نے احمد کو مزار حضرت علیؓ (نجف اشرف) پر جا پکڑا۔ اس نے بھی پلٹ کر اپنی فوجوں کے ساتھ مقابلہ کیا اور جو فوجی تاتاری افسر اس کے تعاقب میں بھیجا گیا تھا وہ (اس جنگ میں) مارا گیا۔ احمد بچ نکلا اور وہ شام کی سرحد پر رحبہ کے مقام کی طرف بھاگ گیا۔ تاہم تاتاری فوج نے اس کے تمام ساز و سامان سواری کے جانور اور مال و دولت پر قبضہ کر لیا اور انہیں لوٹ کر واپس آ گئے۔

بغداد کی دوبارہ تباہی: احمد بن اویس نے رحبہ کے مقام پر آرام کیا اور وہاں سلطان مصر کے نائب حاکم کو اپنے حالات سے مطلع کیا تو اس نے اپنے مخصوص افراد کے ذریعے اس کے لئے توشۂ راہ اور ضروری ساز و سامان بھیجا۔ جنہیں لے کر وہ ماہ ذوالقعدہ کے آخر میں حلب پہنچا۔ وہاں آ کر وہ اس قدر بیمار ہوا کہ مصر نہیں جا سکا مگر اسے یہ اطلاعات موصول ہوتی رہیں کہ سلطان تیمور نے اس کے علاقے میں بہت لوٹ مار مچا رکھی ہے اور نہ صرف اس کے تمام ذخیروں پر قبضہ کر لیا ہے بلکہ تمام اہل بغداد کے مال و دولت کو بھی ضبط کر لیا ہے اور کسی امیر و غریب کے پاس کوئی ساز و سامان نہیں چھوڑا ہے یہاں تک کہ وہ اب وہ سب محتاج ہو گئے ہیں اور فتنہ وفساد کی وجہ سے بغداد کے تمام محلے ویران ہو گئے ہیں۔

مصری فوجوں کی تیاری: ۷۹۶ھ میں ماہ ربیع الاول کو احمد بن اویس سلطان مصر کے پاس فریادی بن کر پہنچا اس نے اپنے ملک کو دوبارہ حاصل کرنے اور دشمن سے انتقام لینے کے لئے اس سے امداد طلب کی۔ لہٰذا سلطان (مصر) نے اس کی فریاد رسی کی اور اعلان کیا کہ اس کی فوجیں شام کی طرف کوچ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکریت کی تباہی: اس اثناء میں سلطان تیمور نے بغداد پر قبضہ کرنے کے بعد تکریت کی طرف فوج کشی کی، وہاں اس نے مخالفوں سے جنگ کی اور راستے بند کر کے چالیس دن تک شہر کا محاصرہ کیا۔ آخر کار وہاں کے باشندے اس کے مطیع ہو گئے۔ اس نے جس کو چاہا قتل عام کیا اور باقی افراد کو گرفتار کر کے شہر کو تباہ و برباد کر دیا۔ پھر اس کی فوجیں دیار بکر میں رُہا تک پھیل گئیں اور انہوں نے چند گھڑیوں میں اس پر قبضہ کر لیا اور اس کی دولت لوٹ لی۔ چنانچہ یہاں کے باشندے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔

سلطان مصر کی فوج کشی: جب یہ خبریں سلطان مصر تک پہنچیں تو (اس نے لشکر تیار کیا) اور ایدانیہ کے مقام پر خیمہ زن ہوا جہاں اس نے اپنے لشکر کی تمام خامیوں کو دور کیا اور اپنے غلاموں کو بخشش سے مالا مال کیا اور ہر قسم کی فوجوں میں سے بھرتی مکمل کی۔ اس نے قاہرہ میں نائب السلطنت مودود کو اپنا جانشین بنایا اور صف بندی کر کے شام کی طرف کوچ کیا۔ اس کے ہمراہ (سابق) حاکم بغداد احمد بن اویس بھی تھا۔ سلطان نے اس کی ضروریات پوری کر دی تھیں اور وہ اس کی فوج کے تمام اخراجات کا کفیل تھا۔

دمشق میں آمد: سلطان ماہ جمادی الاولیٰ (۷۹۶ھ) کے آخر میں دمشق پہنچا اس نے حلب کے نائب حاکم حلبان کو ہدایت کی تھی کہ وہ دریائے فرات کی طرف فوج کشی کرے اور عرب و ترکمان کی فوج کو وہاں رہنے کے لئے جمع کرے تاکہ وہ دشمن کی گھات میں رہیں۔

چنانچہ جب سلطان دمشق پہنچا تو حلبان (حاکم حلب) اس کے پاس آیا اور اس نے اسے اپنی تمام کارگزاری بتائی اور دشمن کے بارے میں تمام معلومات فراہم کیں۔ پھر اس کے احکام کی تعمیل کرنے کے لئے واپس چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان نے کمشیقا اتابک' امیر سلاح تلکمش اور احمد بن بیقا کی قیادت میں امدادی فوجیں بھیجیں۔

دشمن (سلطان تیمور) اس زمانے میں قلعۂ ماردین کے محاصرہ میں مشغول تھا۔ وہ وہاں چند مہینے رہا۔ پھر اس نے وہاں کے علاقے پر قبضہ کر لیا اور اس کی فوجوں نے وہاں تباہی برپا کی (اور وہ لوٹ مار کرتے رہے) مگر اس کے قلعہ کو فتح نہیں کر سکے۔ لہٰذا اس (تاتاری بادشاہ نے) وہاں سے کوچ کر کے بلادِ روم کا قصد کیا۔ وہ کردوں کے قلعوں (قلاع الاکراد) کے پاس سے بھی گزرا جہاں اس کی فوجوں نے لوٹ مار کی اور وہاں کے علاقوں کا صفایا کر دیا۔

آخری خبر: سلطان (برقوق) اب تک یعنی ماہ شعبان ۷۹۶ھ تک دمشق ہی میں مقیم تھا۔ وہ (دشمن کے حملہ کا) مقابلہ کرنے کے لئے بالکل تیار بیٹھا ہوا تھا' بشرطیکہ وہ اس سمت کا قصد کرے۔

ترکی سلطنت (ممالیک مصر) کا یہ آخری حال ہے جو تحریر کیا گیا۔[1]

---

[1] ابن خلدون نے ممالیک مصر میں سے بحری خاندانوں میں سے صرف سلطان برقوق کا حال ۷۹۶ھ تک تحریر کیا ہے اس کے بعد وہ نویں ہجری کے آغاز میں ۸۰۸ھ میں فوت ہو گیا تھا۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ششم

یمن کی رسول شاہی سلطنت

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ایوبی سلطنت نے یمن کو بھی فتح کر لیا تھا اور ان کی طرف سے یمن کے حکام مقرر ہو کر آتے تھے۔ مگر جب بنو مظفر میں سے شہنشاہ بن ایوب کا پوتا سلیمان بن سعد الدین شہنشاہ یمن کا حاکم مقرر ہوا تو وہ سلطان عادل کے عہدِ حکومت میں خود مختار ہو گیا اور بغاوت کا اعلان کیا ایسے موقع پر سلطان عادل نے اپنے فرزند امیر کامل کو' جو مصر کا حاکم تھا پیغام بھیجا کہ وہ اپنے فرزند یوسف مسعود کو یمن بھیجے' وہ صالح کا بھائی تھا اور اس کا ترکی میں لقب اطس یا اقسنس تھا مسعود نے سلیمان پر فتح حاصل کی اور گرفتار کر کے اسے مصر بھیج دیا جہاں وہ فرنگیوں کے خلاف دمیاط کے جہاد میں شریک ہوا اور ۶۴۷ھ میں فوت ہو گیا۔

مسعود کی حکومت: سلطان عادل ۶۱۵ھ میں فوت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اس کا فرزند کامل بادشاہ مقرر ہوا۔ اس نے بھی یوسف مسعود کو یمن کی حکومت پر بحال رکھا۔ مسعود نے ۶۱۹ھ میں فریضہ حج ادا کیا۔ حج کے زمانے میں مسعود نے خلیفہ کے جھنڈوں کو اپنے جھنڈوں سے پیچھے رکھا تھا (اس کے بارے میں حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں)

مسعود ۶۲۰ھ میں مکہ معظمہ اس وقت پہنچا جب کہ وہاں کا امیر (حاکم) حسن بن قتادہ تھا۔ جو خاندان بنو الحسن کی ایک شاخ مطاعن سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ مسعود کے ساتھ آمادۂ پیکار ہوا مگر مسعود نے اسے شکست دے کر مکہ معظمہ پر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے وہاں ایک حاکم مقرر کر کے یمن لوٹ آیا۔

۶۲۶ھ میں وہ بیمار ہوا تو وہ مکہ معظمہ چلا گیا اور یمن پر اپنے استاذ دار (وزیر مال) علی بن رسول ترکمانی کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ مسعود چودہ سال حکومت کرنے کے بعد مکہ معظمہ میں فوت ہو گیا۔

اس کی وفات کی خبر اس کے والد کو اس وقت ملی جب کہ وہ دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے تھا (وفات کی خبر سنتے ہیں) ابن قتادہ (جو سابق حاکم تھا) مکہ معظمہ لوٹ آیا اور (اس نے اپنی حکومت حاصل کر لی)۔

موسیٰ اشرف کا عہدِ حکومت: علی بن رسول نے (اس کے فرزند) موسیٰ بن المسعود کو یمن کا حاکم مقرر کیا۔ اس کا لقب اشرف مقرر ہوا۔ مسعود کا ایک اور فرزند بھی تھا جس کا نام یوسف تھا مگر وہ فوت ہو گیا تھا اور اس نے ایک فرزند چھوڑا تھا جس کا نام بھی موسیٰ تھا۔ جسے ترک (امراء) نے ایبک کے بعد حاکم مقرر کیا تھا مگر پھر اسے الگ کر دیا تھا۔

رسول شاہی سلطنت کا آغاز: بہر حال علی بن رسول نے موسیٰ اشرف بن مسعود کو حاکم (برائے نام) مقرر کر کے خود مختاری حاصل کر لی تھی۔ پھر اسے برخواست کر کے خود حاکم بن گیا تھا۔ مگر وہ مصر کے حاکم سلطان کامل کا داماد تھا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطاعت کے ثبوت میں اپنے دونوں بھائیوں کو یرغمال بنا کر بھیج دیا تھا۔

وہ ۶۲۹ھ میں فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا فرزند منصور عمر بن علی بن رسول (یمن کا) حاکم ہوا جب علی بن منصور ہلاک ہوا تو سلطان کامل نے اس کے فرزند عمر کو حاکم مقرر کیا۔ سلطان کامل نے ۶۳۵ھ میں وفات پائی اور ایوبی خاندان خانہ جنگی میں مبتلا ہو گئے تو یمن میں عمر بن علی کی سلطنت مستحکم ہو گئی اور اس نے منصور کا لقب اختیار کیا اور وہ خراج دینا بند کر دیا جو وہ مصر بھیجا کرتا تھا۔ لہٰذا حاکم مصر عادل بن الکامل نے اس کے چچاؤں کو رہا کر دیا' جنہیں اس کے والد نے اطاعت کے لئے یرغمال کے طور پر بھیجا تھا تا کہ وہ حکومت حاصل کرنے کے لئے اس کا مقابلہ کریں مگر وہ ان پر غالب آ گیا اور اس نے انہیں قید خانے میں ڈال دیا۔

فرقۂ زیدیہ کی قیادت: اس زمانے میں صعد میں فرقہ زیدیہ (شیعہ) کی قیادت بنو الرسی کے ہاتھوں سے نکل کر سلیمان بن داؤد کے فرزندوں میں منتقل ہو گئی تھی اور انہوں نے بنو الرسی کے خاندان کو صعد سے نکال دیا تھا۔ انہوں نے پہاڑی علاقے میں اپنا مرکز قائم کر لیا تھا۔ لہٰذا جب بنو الرسی کے خاندان میں احمد بن الحسین کے ہاتھ پر زیدیوں نے قلعۂ ملا میں بیعت کی تو اس کا لقب الموطی رکھا گیا (ان کا یہ پیشوا) بنو الہادی یحییٰ بن الحسن ابن القاسم الرسی کے خاندان سے متعلق تھا۔ وہ ملا کے قلعہ میں پناہ گزین تھا اور فرقہ زیدیہ میں یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ ان کی قیادت پھر خاندان بنو الرسی میں لوٹ جائے گی۔

زیدیہ کے قائد سے جنگ: (فرقۂ زیدیہ کا پیشوا) زیدیہ فقہ کا بہت بڑا عالم اور ادیب تھا وہ بہت عبادت گزار بھی تھا۔ اس کے ہاتھ پر ۶۴۵ھ میں بیعت کی گئی تھی (حاکم یمن) عمر بن رسول کو اس کے اقتدار سے بہت تشویش پیدا ہوئی۔ لہٰذا وہ اس سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا اور قلعۂ ملا میں ایک عرصہ تک اس کا محاصرہ کیا۔ پھر اس نے یہ محاصرہ ختم کر دیا اور قریبی قلعوں سے اس کا محاصرہ کرنے کے لئے فوجیں تیار کیں۔

وہ ۶۴۸ھ تک حکومت کرتا رہا تا آنکہ اس کے بھتیجے حسن کی امداد سے اس کے غلاموں نے اس سال اسے مار ڈالا۔

مظفر کی حکومت: جب منصور علی بن رسول فوت ہو گیا تو اس کا فرزند مظفر شمس الدین یوسف حاکم ہوا۔ وہ نیک اور انصاف پسند حاکم تھا۔ جب ترک مصر کے خود مختار حاکم ہوئے تو انہوں نے اس پر خراج مقرر کر دیا۔ وہ ان کا وفادار رہا اور یہ رقم انہیں ادا کرتا رہا۔

اس کے آغازِ حکومت میں دملوۃ کے اہل قلعہ نے اطاعت قبول نہیں کی تھی لہٰذا وہ ان کے محاصرہ میں مشغول رہا۔

اتنے میں خاندان بنو الرسی کے زیدی امام نے حصن بلد میں بغاوت کا اعلان کیا اور احمد الموطی نے فرقۂ زیدیہ کے بیس قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے صعد پر فوج کشی کی اور اسے سلیمانی خاندان کے قبضہ سے چھڑا لیا۔ لہٰذا ان کا امام احمد المتوکل اپنے عہدے سے دستبردار ہو گیا اور اس نے بھی اسی کے ہاتھ پر بیعت کر کے پناہ حاصل کر لی۔ یوں ہر زمانے میں فرقہ زیدیہ کا ایک مستقل امام مقرر ہوتا رہا۔

اشرف کا عہد حکومت: مظفر یمن کا حاکم رہا یہاں تک کہ وہ اچانک ۶۹۴ھ میں فوت ہو گیا مظفر یوسف کے فوت ہونے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اس کا فرزند اشرف ممہد الدین عمر یمن کا حاکم ہوا۔ اس وقت اس کا بھائی داؤد شحر کا حاکم تھا لہٰذا اس نے خود حاکم بننے کا دعویٰ کیا اور اس کی مخالفت کی۔ لہٰذا اشرف نے اس کے خلاف فوج کشی کی۔ اس کی فوج نے جنگ میں اسے شکست دے اسے گرفتار کر لیا اور اسے قید خانے میں بند کر دیا۔ اس اثناء میں اس کی ایک لونڈی نے اسے زہر دے کر ہلاک کر دیا اور وہ ۶۹۶ھ میں فوت ہو گیا۔ اس نے صرف بیس مہینے حکومت کی۔

داؤد المؤید: اشرف کے مرنے کے بعد امرائے یمن نے اس کے بھائی مؤید الدین داؤد کو قید خانے سے نکال کر اسے حاکم یمن مقرر کیا اور اس کا (شاہی) لقب المؤید رکھا۔ اس نے حاکم ہوتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ اس نے حکم دیا کہ اس لونڈی کو قتل کر دیا جائے جس نے اس کے بھائی کو زہر دیا تھا۔

اس کے بعد داؤد ترک سلاطین مصر کو تحائف اور عمدہ اور نادر اشیاء بھیجتا رہا اور مقررہ خراج بھی ادا کرتا رہا۔ چنانچہ ۷۱۰ھ میں اس کے تحائف کی مقدار دوسو اونٹوں کے بوجھ پر مشتمل تھی جس میں (یمن کے بنے ہوئے) عمدہ کپڑے، یمن کی نادر سوغاتیں اور دیگر اشیاء شامل تھیں اس کے علاوہ دوسو اونٹ اور گھوڑے بھی بھیجے گئے تھے۔ اس نے ۷۱۵ھ میں بھی اسی قدر تحائف بھیجے۔ اس کے باوجود اس کے تعلقات سلاطین مصر سے بگڑتے گئے۔ تا آنکہ جب ۷۱۸ھ میں اس نے اس قسم کے تحائف بھیجے تو انہوں نے وہ تحائف واپس کر دیئے پھر وہ ۷۲۱ھ میں فوت ہو گیا۔ اس نے یمن پر پچیس سال حکومت کی۔

داؤد المؤید نہایت عالم و فاضل حاکم تھا۔ وہ شافعی مسلک کا تھا۔ اس نے تمام شہروں سے کتابیں منگوا کر جمع کر رکھی تھیں۔ چنانچہ اس کے کتب خانے میں کتابوں کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ وہ علماء کو انعام و اکرام سے نوازتا تھا اور مصر کے بہت بڑے شافعی عالم ابن دقیق العید کو انعامات بھیجتا تھا۔

اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا المجاہد سیف علی جو بارہ سال کا لڑکا تھا۔ یمن کے تخت پر بیٹھا۔

جلال الدین بن عمر الاشرف کی بغاوت: حاکم ہونے کے بعد المجاہد علی عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا اور اس نے مذہبی عہدیداروں کے ساتھ برا سلوک کیا اور انہیں ناحق معزول کرنے یا ان کا تبادلہ کرنے لگا۔ ارکان سلطنت نے اس کے اس رویہ کو ناپسند کیا۔ لہٰذا اس کے چچا عمر اشرف نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور اس کے خلاف فوج کشی کی، چنانچہ فریقین کے درمیان کئی جنگیں ہوتی رہیں جن میں مجاہد کو فتح حاصل ہوئی اور وہ جلال الدین پر غالب آ گیا اور اس نے اسے قید کر دیا۔

دوبارہ بغاوت: جلال الدین کو قید کرنے کے بعد بھی مجاہد بدستور عیش و عشرت اور لذت کوشی میں مصروف رہا، یہاں تک کہ اس کے ارکانِ سلطنت بھی اس سے تنگ آ گئے اور وہ اسے الگ کرنے میں جلال الدین کے ساتھ سازشیں کرنے لگے ۷۲۲ھ میں جب وہ سفر پر روانہ ہوا تو جلال الدین نے قید خانے سے نکل کر اس پر کسی باغ میں حملہ کیا اور اسے گرفتار کر کے اس کے چچا منصور ایوب بن المظفر کے ہاتھ پر حکومت کے لئے بیعت کی اور مجاہد کو چند افراد کے ساتھ نظر بند کر دیا گیا اس سے پہلے جلال الدین رہا ہو گیا تھا۔

مجاہد کی بحالی: جب مجاہد قلعہ تعز میں نظر بند ہو گیا اور منصور یمن کا بادشاہ بنا تو مجاہد کے حامی اکٹھے ہو کر منصور کے گھر میں تعز

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مقام پر حملہ آور ہوئے اور اسے مقید کر کے مجاہد کو نکال لائے اور اسے تختِ سلطنت پر بحال کر دیا اور اہل یمن اس کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔

عبداللہ بن منصور کی مخالفت: اس وقت اسد الدین عبداللہ بن منصور ایوب دملوۃ میں تھا۔ اس نے اس کی مخالفت کی اور اطاعت سے انکار کیا۔ مجاہد نے اسے تحریر کیا کہ (اگر اس نے مخالفت کی تو) وہ اس کے باپ (منصور ایوب) کو قتل کر دے گا۔ اس کے باوجود وہ مخالفت پر قائم رہا اور اختلاف کی خلیج وسیع ہوتی گئی بلکہ فتنہ وفساد بڑھتا گیا اور (یمن کے) عرب (دو گروہوں میں) تقسیم ہو گئے اور حالات خراب ہوتے گئے۔

منصور ایوب نے قید خانے سے اپنے فرزند کے نام یہ ہدایت نامہ بھیجا کہ وہ دملوۃ (اس کے) حوالے کر دے' اسے اپنے قتل ہونے کا اندیشہ تھا۔ مگر عبداللہ نے اس کی (ہدایت) ماننے سے انکار کر دیا اور اپنے باپ کو بھی سخت جواب تحریر کیا۔

زبید پر قبضہ: جب مجاہد (عبداللہ کے رویے) سے مایوس ہو گیا تو اس نے اس کے والد منصور ایوب کو اس کے قید خانے میں قتل کرا دیا۔ اس وقت دملوۃ کے باشندے اپنے سردار شریف ابن حمزہ کی قیادت میں جمع ہوئے اور انہوں نے اسد الدین عبداللہ بن منصور ایوب کے ہاتھ پر (حاکم کی حیثیت سے) بیعت کی۔ اس کے بعد اس نے شہاب صفوی کی سرکردگی میں زبید کے مقام کی طرف فوج بھیجی جس نے اس شہر کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا۔

مجاہد کی ناکامی: اب مجاہد نے اپنے سپہ سالار علی بن دوادار کی نگرانی میں وہاں فوجیں بھیجیں جب وہ زبید کے قریب پہنچیں تو وہاں سیلاب آ گیا اور اہل زبید نے ان پر شب خوں مار کر (مجاہد کی) فوج کو نقصان پہنچایا اور ان کے امراء کو قید کر لیا۔

(جب مجاہد کو یہ خبر پہنچی تو) اس نے اپنے سپہ سالار علی بن دوادار پر یہ الزام لگایا کہ وہ اس کے دشمن کے ساتھ مل گیا ہے اس لئے اس نے اسے تحریر کیا کہ وہ امداد حاصل کرنے کے لئے عدن چلا جائے (اس کے ساتھ ساتھ) اس نے عدن کے حاکم کو تحریر کیا کہ وہ اسے گرفتار کر لے۔

عبداللہ ظاہر کی فتوحات: یہ تحریر ظاہر (بن منصور ایوب) کے ہاتھ لگی تو اس نے یہ خط دوادار کے پاس بھیج دیا۔ چنانچہ وہ عدن واپس آیا۔ اور اس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا اور ۷۲۳ھ میں عدن کو فتح کر کے ظاہر کی حکومت کا خطبہ پڑھوایا۔ پھر اس نے صنعاء اور خوص کے حاکم کو اپنے ساتھ ملایا اور انہوں نے بھی ظاہر (ابن منصور) کو حاکم تسلیم کیا۔

مجاہد نے مذحج اور کردوں کے قبائل سے اس وقت امداد طلب کی جب کہ وہ قلعہ معدیہ میں تھا۔ مگر انہوں نے اسے کوئی امداد فراہم نہیں کی۔

امیر ظاہر نے مکہ معظمہ کے شرفاء اور وہاں کے قاضی نجم الدین طبری کو تحریر کیا کہ وہ یمن کا حاکم ہو گیا ہے۔

مصر کی امدادی فوج: جب ظاہر بن منصور ایوب' یمن کے قلعوں پر قابض ہو گیا اور انہیں مجاہد کے قبضے سے نکال لیا اور قلعہ معدیہ میں اس کا محاصرہ کیا تو مجاہد نے مصر کے ترک سلطان محمد بن قلادن الناصر کو ۷۲۵ھ میں ایک فریاد نامہ بھیجا اور امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان مصر نے بیبرس حاجب اور انیال کی قیادت میں جو اس کے امرائے سلطنت میں سے تھے' فوج بھیجی' وہ لوگ (یمن) ۷۲۵ھ میں پہنچے لہٰذا ان کی ہمراہی میں مجاہد قلعہ معدیہ سے جو عدن کے گردونواح میں تھا تعز کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام پر پہنچا۔ جب وہاں کے باشندوں نے پناہ طلب کی تو اس نے انہیں پناہ دے دی۔ اس کے بعد انہوں نے ظاہر بن منصور ایوب سے مصالحت کے لئے خط وکتابت کی مگر وہ دملوۃ کو اپنے قبضے میں رکھنے پر اصرار کرتا رہا' آخرکار انہوں نے باہم حلف اٹھایا۔

شہاب صفوی کا قتل: ترک امراء نے (جو امداد کے لئے وہاں پہنچے ہوئے تھے) شہاب صفوی کو طلب کیا جس نے مجاہد اور ظاہر کے درمیان مخالفت اور فتنہ وفساد پیدا کر رکھا تھا مگر اس نے تعمیل حکم سے انکار کر دیا لہٰذا بیبرس (مصری سردار) سوار ہو کر اس کے پاس پہنچا اور اس کے خیمے ہی میں اس پر حملہ کر کے سوق الخیل (گھوڑوں کے بازار) میں جو تعنبر کے مقام پر واقع تھا' اسے قتل کر دیا۔

پھر (ترک فوج نے) ہر سمت سے مجاہد کے مخالفوں کا قتل عام کیا تا آنکہ وہ سب اس کے مطیع وفرمانبردار ہو گئے۔ یوں اس کی حکومت مستحکم ہو گئی۔ اس کے بعد (ترکی) فوج ۷۲۶ھ میں مصر لوٹ گئی۔

ظاہر کا قتل: جب یمن میں مجاہد کی حکومت مستحکم ہو گئی اور دملوۃ کے علاقے پر ظاہر اس کا جانشین بنا تو مجاہد نے اس کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کئے۔ جب وہ مطمئن ہو گیا تو مجاہد نے ایسی تدابیر اختیار کیں کہ وہ دملوۃ کی حکومت سے دستبردار ہو گیا۔ پھر مجاہد نے اسے اپنی طرف سے دملوۃ کا حاکم مقرر کیا۔ یوں وہ اس کے حامیوں میں شامل ہو گیا۔ پھر (اچانک) اسے نے اسے گرفتار کر کے تمعز کے قلعہ میں مقید کر دیا اور ۷۳۴ھ میں قید خانے ہی میں اسے قتل کرا دیا۔

مجاہد کا حج: مجاہد نے ۷۵۱ھ میں حسن الناصر کے پہلے دورِ حکومت میں حج ادا کیا۔ یہ وہ سال تھا جب کہ مصر کی سلطنت کے نگران طاز نے بھی امیر حج کی حیثیت سے حج ادا کیا تھا۔ اس وقت سابق نگران سلطنت بیبقا اوس نے مقید ہو کر حج کیا تھا کیونکہ سلطان مصر نے طاز کو حکم دیا تھا کہ وہ راستے ہی میں اسے گرفتار کر لے۔ گرفتاری کے بعد بھی اس کی یہ خواہش تھی کہ وہ فریضۂ حج ادا کرے۔ لہٰذا اس نے اجازت دی کہ مقید ہو کر وہ حج کرے۔

مصری فوج سے جنگ: اس اثناء میں شاہِ یمن مجاہد حج کرنے کے لئے پہنچ گیا۔ اس کے متعلق یہ خبر مشہور ہو گئی کہ وہ غلافِ کعبہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس بات پر امرائے مصر اور ان کی فوج اہل یمن سے ناراض ہو گئی اور ایک دن یمن کے قافلہ میں ہنگامہ برپا ہو گیا اور جنگ چھڑ گئی۔ اس میں مجاہد کو شکست ہو گئی اور اس کی اکثر فوج جاتی رہی۔ اس موقع پر بیبقا اوس کو جنگ کرنے کے لئے رہا کر دیا گیا تھا اور اس نے اس جنگ میں بہادرانہ کارنامے انجام دیے۔ اس کے بعد اسے دوبادہ مقید کر دیا گیا۔

گرفتاری اور رہائی: (اس جنگ کے بعد) مجاہد کو گرفتار کر لیا گیا تھ اور اسے مصر لے جا کر مقید کر دیا گیا تھا۔ سلطان الصالح کے عہد حکومت میں ۷۵۲ھ میں اسے رہا کر دیا گیا تھا اور اس کے ہمراہ قشتمر منصوری کو بھیجا گیا تھا تا کہ وہ اسے اس کے ملک چھوڑ آئے۔ مگر جب وہ ینبع کے مقام پر پہنچا تو قشتمر کو اندازہ ہوا کہ وہ بھاگنے کا ارادہ کر رہا ہے لہٰذا وہ مجاہد کو لوٹا کر لے گیا اور کرک کے قلعہ میں اسے مقید کر دیا۔ اس کے بعد پھر اسے رہا کیا اور اس کو اس کے ملک پہنچا دیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہد کی وفات: یمن آ کر اس نے بادشاہ مصر سے مصالحانہ تعلقات قائم رکھے اور وہاں تحائف پہنچانے کا سلسلہ جاری رکھا تا آنکہ وہ ۷۶۶ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کی مدت حکومت بیالیس سال تھی۔

افضل بن مجاہد کی حکومت: جب ۷۶۶ھ میں مجاہد کی وفات ہوئی تو اس کے بعد اس کا فرزند عباس حکمران ہوا (اس کا لقب افضل تھا۔ اس یمن پر) بارہ سال حکومت کی اور وہ ۷۷۸ھ میں فوت ہوا۔

دیگر حکام یمن: جب ۷۷۸ھ میں الافضل عباس بن المجاہد فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا فرزند محمد المنصور حاکم ہوا' اس کی حکومت مستحکم رہی البتہ ۷۸۲ھ میں اس کے غلاموں کی ایک جماعت اس کے خلاف باغی ہوئی اور اس نے اس کو قتل کرنے کی سازش کی مگر جب اسے ان کی سازش کا علم ہو گیا تو وہ غلام دملوۃ کی طرف بھاگ گئے عربوں نے انہیں راستے میں پکڑ لیا اور انہیں (بادشاہ کے پاس) لے کر آ گئے۔ بادشاہ نے انہیں معاف کیا۔ اس کے بعد بھی وہ حکومت کرتا رہا تا آنکہ وہ فوت ہو گیا۔

محمد المنصور بن الافضل کی وفات کے بعد اس کا بھائی اشرف اسماعیل بن الافضل (یمن کا) حاکم ہوا۔ اس کی سلطنت بھی مستحکم رہی اور ابھی تک موجودہ زمانے میں یعنی ۷۹۶ھ تک وہی یمن کا حاکم ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ہفتم

تاتاری سلاطین کے حالات

ہم پہلے تاتاریوں کے حالات میں یہ بتا چکے ہیں کہ تاتاریوں کا تعلق ترک اقوام سے ہے اور صحیح روایت کے مطابق تمام ترک قومیں کومر بن یافث کی اولاد سے ہیں جس کا ذکر تورات میں موجود ہے۔

ہم نے ترکوں کی مختلف اجناس و اقوام کا تذکرہ بھی کیا ہے اور غز قوم کو بھی جن سے سلجوقیوں کا تعلق ہے انہی میں شمار کیا ہے' نیز ہیاکلہ بھی انہیں میں سے ہیں اور انہی میں سے قلیج قوم اور اہل بلاد صغد کا جو سمرقند کے قریب ہے انہی سے تعلق ہے اور وہ اس نام سے بھی پکارے جاتے ہیں۔

ہم نے خطا اور طغرغر کو انہی میں شمار کیا ہے اور وہ بھی تاتاری ہیں۔

ان دونوں قوموں کا ٹھکانہ طمغاج کی سرزمین میں تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ترکستان' کاشغر اور اس سے متعلقہ ماوراء النہر (دریا پار) کا علاقہ ہے اور جب ان (تاتاریوں) کے سلاطین مسلمان ہو گئے تھے تو اس وقت بھی یہی ان کا علاقہ تھا۔

ہم نے خزلجیہ' غوز' خزر اور خفشاخ کو بھی انہی میں شمار کیا ہے۔ یہی قفچاق' یمک علان کے قبائل بھی ہیں اور اب چرکس اور ارکش بھی انہی میں شامل ہیں۔

ترک اقوام: جغرافیہ کی کتاب روجر کے مؤلف (ادریسی) نے مندرجہ ذیل (قبائل) کو بھی انہی (تاتاریوں) میں شمار کیا ہے:

(۱) الغسہ (۲) تغزغزیہ (۳) خرخیریہ (۴) کیماکیہ (۵) خزلجیہ (۶) خزر (۷) خلخ (۸) بلغار (۹) یمتاک (۱۰) برطاس (۱۱) سنجرت (۱۲) خرجان (۱۳) انکر۔ اس نے یہ بیان کیا ہے کہ انکر قوم کے ٹھکانے رومی علاقے ونیس میں ہیں۔

ترکوں کی یہ تمام قومیں دریا کے پار (ماوراء النہر) مشرق سے بحر اوقیانوس تک اقلیم اول سے لے کر ساتویں اقلیم تک جنوب و شمال کے درمیان میں آباد ہیں اور چین ان کے ممالک کے وسط میں ہے۔

چین: چین کا ملک ابتداء میں بنوصینی کے ماتحت تھا جو یافث کی اولاد میں ان کے بھائی تھے۔ پھر یہ ملک بھی ان کے ماتحت ہو گیا اور انہوں نے چین کا اکثر علاقہ فتح کر لیا۔ البتہ سمندر کا کچھ ساحلی علاقہ چینیوں کے قبضہ میں ہے۔

تاتاری خانہ بدوش ہیں جیسا کہ ہم آغاز کتاب میں اور سلجوقیوں کے حالات میں بیان کر چکے ہیں ان کی اکثر آباد ان جنگلوں اور بیابانوں میں آباد ہے جو چین اور ترکستان کے درمیان ہیں اسلام سے پہلے بھی ان کی ایک سلطنت تھی جو ایرانیوں کے ساتھ جنگ کرتی رہتی تھی۔ اس زمانے میں ان کے حکام بنوفراسیان تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا آغاز: تا تاریوں اور عربوں کے درمیان بھی (اسلامی) فتوحات کے آغاز میں جنگیں ہوتی رہیں۔ مسلمانوں نے انہیں اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے یہ دعوت قبول نہیں کی۔ مسلمانوں نے ان کا قتلِ عام کیا اور وہ ان کے ممالک کے چاروں طرف غالب آ گئے۔ پھر ان کے سلاطین مسلمان ہو گئے اور ان کے علاقے ان کے قبضے میں باقی رہے یہ صورتِ حال پہلی صدی ہجری کے بعد پیدا ہوئی۔ اس وقت کے اسلامی عہد میں بھی ترکستان اور کاشغر میں ان کی سلطنتیں تھیں مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ سلاطین کس نسل سے تھے۔

خاقان: کہا جاتا ہے کہ یہ تا تاری فراسیان کی اولاد سے ہیں مگر فراسیان کے نام کی کوئی قوم ان میں موجود نہیں ہے۔ البتہ ترکوں کے سلاطین کو خاقان کے لقب سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جس طرح ایران کے بادشاہ کو کسریٰ اور روم کے بادشاہ کو قیصر کہا جاتا ہے۔

بنو ساماں: جب یہ ترک سلاطین کچھ عرصے کے بعد مسلمان ہو گئے تو وہ اپنی سلطنت و ملک پر بحال رکھے گئے۔ اور وہیں رہنے لگے۔ اس زمانے کے عہد عباسی میں ماوراء النہر میں بنو سامان کے سلاطین کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔ اس سلطنت کے ساتھ ان (ترک) سلاطین کی جنگیں بھی ہوتی تھیں اور پھر مصالحت بھی ہو جاتی تھی۔ تا آنکہ ان ترک سلاطین اور بنو ساماں دونوں کی سلطنتیں فنا ہو گئیں اور بنو سامان کے آزاد کردہ غلام محمود بن سبکتگین کی (وسیع) سلطنت ماوراء النہر اور خراسان میں قائم ہو گئی۔

عہد سلجوقی: اس زمانے میں سلجوقی امراء نمودار ہو گئے تھے اور وہ ترک سلاطین کے مقبوضہ علاقوں پر قابض ہو گئے تھے۔ یوں وہ ان کے ماتحت حکام بن گئے تھے اور غیر متمدن قوم' مہذب قوم پر غالب آ گئی۔ اس کے بعد انہوں نے سبکتگین کے فرزندوں سے مقابلہ کیا اور چوتھی صدی ہجری کے بعد ان کے ممالک کو فتح کر لیا۔ یوں سلجوقی سلاطین نے تمام اسلامی ممالک کو فتح کر لیا اور ہندوستان کے درمیانی علاقے سے لے کر انتہائی شمالی علاقے ان کے زیرنگین ہو گئے۔ مغرب میں چین کے درمیانی علاقے سے لے کر خلیج قسطنطنیہ کے علاقے ان کے ماتحت ہو گئے ان کا یمن' حجاز اور شام کے ممالک پر بھی قبضہ ہو گیا۔ انہوں نے بلادِ روم کے اکثر علاقے بھی فتح کر لئے اور ان کی سلطنت اس قدر وسیع ہو گئی تھی کہ عربوں اور خلفاء کے بعد کوئی اور سلطنت اس قدر وسیع اور مستحکم نہیں ہوئی تھی پھر قانونِ فطرت کے مطابق دو سو سال کے بعد ان کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

خطا اور تا تار: جب سلجوقی سلاطین خراسان کی طرف چلے گئے تو ترکستان اور کاشغر کے علاقوں میں ترکی اقوام میں سے قوم خطا ان کی جانشین ہوئی اور ان کے پیچھے کے علاقۂ ترکستان و حدود چین میں تا تاری قوم مسلط تھی۔ ترکستان کے ترک خوانین (سلاطین) ان کا مقابلہ نہیں کر سکے اور ان کے ساتھ (جنگ کرنے میں) عاجز رہے۔ چنانچہ ارسلان خان بن محمد بن سلیمان نے اپنی اور چین کی درمیانی سرحدوں کی چھاؤنیاں میں انہیں آباد کر رکھا تھا۔ اور وہ انہیں فتنہ و فساد پر آمادہ رکھتا تھا۔

کوخان کی سلطنت: ۵۲۲ھ میں ترکوں کے شہنشاہ کوخان کے چین کے علاقے سے فوج کشی کی۔ اس کے ساتھ خطا کی فوجیں بھی شامل تھیں ترکستان اور ماوراء النہر کے حاکم محمود بن محمد بن سلیمان نے جو سلاطین خانیہ سے تعلق رکھتا تھا اور سلطان سنجر سلجوقی کا بھانجا تھا۔ ان کا مقابلہ کیا مگر شکست کھائی۔ لہٰذا اس نے اپنے ماموں سلطان سنجر سے فریاد کیا۔ اس نے خراسان کے سلاطین اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان فوجوں کی امداد حاصل کی اوران کا مقابلہ کرنے کے لئے دریائے جیحوں کو عبور کیا۔ لہٰذا تاتاری اور خطا کی قومیں سنجر سے جنگ کرنے کے لئے وہاں پہنچیں اور ۶ ۵۳ھ کے ماہِ صفر میں فریقین میں جنگ ہوئی آخر کار سلطان سنجر کو شکست ہوئی اوراس کی بیوی گرفتار ہوئی جسے بعد میں ترکوں کے بادشاہ کوخان نے رہا کردیا مگر ماوراء النہر کے علاقے پراس کا قبضہ ہوگیا۔

سلطان کوخان ۵۳۵ھ میں مرگیا۔ اس کے بعد اس کی بیٹی ملکہ بنی۔ پھر وہ بھی فوت ہوگئی اس کے بعد اس کی والدہ جو کوخان کی بیوی تھی اوراس کا فرزند محمد مشترکہ طور پر حکمران ہوا۔ اس کے بعد اس خاندان کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا اور قوم خطا ماوراء النہر کے علاقے پر مسلط ہوگئی۔

خوارزم شاہی سلطنت: اس کے بعد خوارزم کے علاقے کو علاء الدین محمد بن تکش نے فتح کرلیا۔ چنانچہ وہ اوراس کے والد خوارزم شاہ کے لقب سے موسوم ہوئے۔ اس زمانے میں علاقۂ ماوراء النہر میں خانیہ سلاطین کی حکومت تھی انہوں نے قوم خطا کے مقابلے کے لئے خوارزم شاہ سے فوجی امداد طلب کی تو اس نے انہیں فوجی امداد دی اور خود دریا کو عبور کر کے ۶۰۶ھ میں وہاں پہنچا۔ اس زمانے میں وہاں کا بادشاہ عمر رسیدہ تھا اور فنون جنگ میں ماہر تھا۔ لہٰذا اس نے ان کا مقابلہ کیا مگر انہوں نے اسے شکست دی خوارزم شاہ نے ان کے بادشاہ طانیکوہ کو گرفتار کر کے خوارزم میں مقید رکھا۔ پھر اس نے خطا کے تمام علاقے اور کندا تک فتح کر لئے اور وہاں اپنے ماتحت حکام مقرر کئے اس نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح سمر قند کے حاکم سے کردیا جو خانیہ سلاطین سے تعلق رکھتا تھا۔ پھر وہاں مسلح فوج بھی رکھی جیسا کہ پہلے وہاں خطا کی فوج تھی' اس کے بعد وہ اپنے ملک واپس آ گیا۔

جب وہ واپس چلا گیا تو سمر قند کے خاں (سلطان) نے ایک سال کے بعد اس کی مسلح فوج کے خلاف ہتھیار اٹھائے اور انہیں قتل کردیا۔ اس نے خوارزم شاہ کی بہن کو جو اس کی بیوی تھی' قتل کرنے کا ارادہ بھی کیا تھا مگر اس اثناء میں اس نے سمر قند کا محاصرہ کرلیا اور بزور شمشیر شہر میں داخل ہوکر اسے (شاہِ سمر قند) اوراس کے رشتہ داروں کو مارڈالا اور ماوراء النہر میں سلاطین خانیہ کی حکومت کے نام ونشان مٹاڈالے اوران کے علاقوں کو فتح کرلیا اور ہر جگہ اپنے ماتحت حکام مقرر کردیئے۔

کشلی خاں: قوم خطا کے پیچھے کے علاقوں میں تاتاری قوم آباد تھی۔ وہ چین اور ترکستان کے درمیان سرحدی علاقوں میں آباد تھی اوران کے بادشاہ کا نام کشلی خاں تھا۔ پڑوسی قومیں ہونے کی وجہ سے ان کے اور قوم خطا کے درمیان جنگیں ہوتی تھیں۔ جب انہیں یہ علم ہوا کہ خوارزم شاہ نے انہیں شکست دی ہے تو انہوں نے ان سے انتقام لینے کا قصد کیا اور سلطان کشلی خان تاتاریوں کا لشکرِ جرار لے کر خطا کے علاقے میں پہنچا تاکہ موقع سے فائدہ اٹھائے۔ اس موقع پر اہل خطا نے خوارزم شاہ کو ایک پیغام بھیجا جس میں نرمی اور عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے دشمن کے مقابلے میں فوری امداد کی درخواست کی گئی تھی تاکہ دشمن اپنی طاقت مستحکم نہ کرسکے اور قبل از وقت اس کا قلع قمع ہوسکے۔

قوم خطا کا خاتمہ: سلطان کشلی خاں (تاتاری بادشاہ) نے بھی خوارزم شاہ کے پاس اس قسم (کی امداد حاصل کرنے) کا پیغام بھیجا لہٰذا وہ جنگی تیاریاں کرتا رہا اوراس کے ساتھ ساتھ فریقین میں سے ہر ایک کو یہ تصور دلاتا رہا کہ وہ ان کی مدد کے لئے پہنچ رہا ہے' مگر وہ ان دونوں سے الگ تھلگ رہا یہاں تک کہ جنگ شروع ہوگئی اور قوم خطا کو شکست ہوگئی۔ اس وقت وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاتاریوں کی حمایت میں خطا قوم کے برخلاف ہو گیا' یوں ہر طرف سے ان کا صفایا ہو گیا۔ چنانچہ ان کے معدودے چند افراد بچ سکے جو ترکستان کے پہاڑوں کے درمیان قلعہ بند ہو گئے تھے۔ ان میں سے ایک قلیل تعداد خوارزم شاہ کے ساتھ مل گئی تھی اور اس کے ساتھ رہنے لگی تھی۔

کشلی خان سے مخالفت: اب خوارزم شاہ نے کشلی خاں کو جو تاتاریوں کا بادشاہ تھا قوم خطا کی شکست پر مبارک باد دی اور یہ پیغام دیا کہ (یہ فتح) اس کی امداد کی بدولت میسر ہوئی۔ تاتاری بادشاہ نے (اس کی امداد کا) اعتراف کیا اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ مگر (کچھ عرصہ کے بعد) علاقے کی ملکیت کے بارے میں اس سے جھگڑنے لگا۔ لہٰذا خوارزم شاہ نے اعلانِ جنگ کیا مگر اسے جلد ہی معلوم ہو گیا کہ وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے۔ لہٰذا وہ جنگ کرنے میں ٹال مٹول کرتا رہا۔ جب کشلی خاں اسے اس بارے میں ملامت کرتا تو وہ اسے مغالطہ دیتا رہا۔ اس اثناء میں کشلی خاں نے کاشغر' ترکستان اور ساغون کے علاقوں کو فتح کر لیا تھا۔

شہروں کی تباہی: (اب خوارزم شاہ کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا تھا کہ وہ شاش' فرغانہ' اسپیجاب' قاشان اور ان کے چاروں طرف کے شہروں کو جو دنیا کے نہایت ہی صاف ستھرے اور خوب صورت شہر تھے وہاں کے باشندوں سے خالی کرائے۔ چنانچہ وہاں کے باشندوں کو دیگر اسلامی شہروں میں بھیج دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے ان تمام شہروں کو ویران اور تباہ کر دیا تا کہ وہ تاتاریوں کے قبضہ میں نہ چلے جائیں۔

چنگیز خاں کا ظہور: اس اثناء میں کشلی خاں کے مقابلے کے لئے مغل قوم نمودار ہوئی جن کا بادشاہ چنگیز خاں تھا۔ لہٰذا کشلی خاں خوارزم شاہ سے جنگ ترک کر کے مغلوں سے جنگ کرنے لگا۔ وہ دریا کو عبور کر کے خراسان پہنچا اور خوارزم شاہ کا وہ حشر ہوا جو آگے چل کر ہم بیان کریں گے۔

خوارزم شاہ کی فتوحات

جب سلطان (خوارزم شاہ) نے خراسان کی طرف کوچ کیا تو اس نے خراسان اور بغداد کے درمیان تمام ممالک فتح کر لئے' ان میں خراسان' مازندران' بامیان اور غزنی سے ہندوستان کی سرحد تک کے شہر شامل تھے' البتہ غوری خاندان کے سلاطین اپنے علاقوں پر قابض رہے اس کے بعد اس نے رے' اصفہان اور (ایران کے) کوہستانی تمام شہر فتح کر لئے اس کے بعد وہ عراق کی طرف روانہ ہوا اور (عباسی) خلیفہ کو پیغام بھجوایا کہ خطبہ میں اس کا نام اسی طرح شامل کیا جائے جس طرح سلجوقی سلاطین کا نام لیا جاتا تھا۔ مگر خلیفہ نے اس پر عمل نہیں کیا جیسا کہ ہم خلفاء کے حالات میں بیان کر چکے ہیں۔

پھر وہ عراق سے ۶۱۱ھ میں لوٹ آیا اور اس نے نیشاپور میں قیام کیا۔ وہاں اس کے پاس چنگیز خاں کے ایلچی معدنی چاندی' نافۂ مشک' سنگ یشم اور اونٹوں کی سفید اون سے بنے ہوئے ملک خطا کی پوشاکیں تحائف کے طور پر لے کر آئے۔ چنگیز خاں نے یہ پیغام بھجوایا کہ اس نے چین اور اس کے درمیان کے ترکستانی علاقے فتح کر لئے ہیں لہٰذا مصالحت کا خواہاں ہے اور یہ چاہتا ہے کہ جانبین سے تاجروں کو اپنا سامانِ تجارت لانے اور لے جانے کی اجازت دی جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنگیز خاں نے اپنے خط میں سلطان خوارزم شاہ کی بے حد تعریف کی تھی اور یہ تحریر کیا تھا کہ وہ اسے اپنی عزیز ترین اولاد کے برابر سمجھتا ہے۔

چنگیز خاں کا ایلچی: سلطان (خوارزم شاہ) کو اس کی یہ تحریر ناگوار معلوم ہوئی اور ناراض ہو کر اس نے عداوت رکھنے کا پختہ ارادہ کر لیا تاہم اس نے چنگیز خاں کے ایک ایلچی محمود خوارزمی کو بلوا کر اس سے نرم رویہ اختیار کیا تاکہ وہ اس کے لئے اپنے بادشاہ کے خلاف جاسوسی کرے اور اس سے یہ تصدیق کرانی چاہی کہ آیا چنگیز خاں نے چین فتح کر کے شہر طوغاج پر قبضہ کر لیا ہے یا نہیں؟ محمود خوارزمی نے اس بات کی تصدیق کی۔ مگر جب اس نے اس کی فوجی طاقت کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے اس کی فوج کی تعداد کم کر کے بتائی اور اس بارے میں اسے دھوکا دیا (اور غلط بیانی سے کام لیا)۔

سلطان کو یہ بات ناگوار گزری کہ چنگیز خاں نے اسے بیٹا کہہ کر خطاب کیا ہے۔ تاہم اس نے صلح کا پیغام منظور کر کے اور تاجروں کو (تجارت کی) اجازت دے کر ایلچیوں کو رخصت کیا۔

تاجروں کا قتل: اس کے بعد ان کے ملک کے کچھ سوداگر لدر ار پہنچے جہاں سلطان خوارزم شاہ کا ماموں زاد بھائی انیال خاں موجود تھا۔ اس نے اسے ان کے مال و دولت سے مطلع کیا اور سلطان کو یہ اطلاع پہنچائی کہ وہ درحقیقت سوداگر نہیں ہیں بلکہ ملک میں جاسوسی کرنے آئے ہیں۔ لہٰذا سلطان نے اسے احتیاطی کارروائی کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس نے ان کا مال چھین کر انہیں پوشیدہ طور پر قتل کرا دیا۔

احتجاجی خط: چنگیز خاں کو جب یہ خبر ملی تو اس نے سلطان کو احتجاجی خط بھیجا اور تحریر کیا کہ اگر یہ انیال خاں کا فعل ہے تو اسے میرے پاس بھیج دو۔ اس نے اپنے خط میں سلطان کو سخت دھمکی دی جس سے برافروختہ ہو کر سلطان نے ایلچیوں کو قتل کرا دیا۔

چنگیز خاں سے مقابلہ: جب چنگیز خاں کو یہ اطلاع پہنچی تو اس نے اس کے ملک پر فوج کشی کی۔ ایسے موقع پر خوارزم شاہ نے اہل سمرقند سے دو سالوں کا خراج وصول کیا اور اس کے ذریعے شہر سمرقند کی فصیلوں کو مستحکم کر کے اسے قلعہ بند کر دیا۔ پھر اس نے مزید ایک سال کا خراج وصول کر کے اس کی حفاظت اور مدافعت کے لئے گھوڑ سواروں کا دستہ متعین کیا۔ اس کے بعد وہ چنگیز خاں کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔

چنگیز خاں کے ساتھ اس کی گھمسان کی جنگ ہوئی۔ اس میں فریقین کے بہت سے افراد مارے گئے۔ اس نے انہیں شکست دی جب کہ وہ ان سے غائب تھا۔

پھر خوارزم شاہ دریائے جیحوں کی طرف لوٹ گیا اور وہاں مقیم ہو گیا۔ اس نے اپنی فوجوں کو ماوراء النہر کے تینوں صوبوں، بخارا، سمرقند اور ترمذ میں منتشر کر دیا اور اپنے سب سے بڑے حاکم آبناخ کو بخارا میں مقرر کیا اور انہیں اس کی زیر نگرانی رکھا۔

بخارا اور سمرقند کی تباہی: پھر چنگیز خاں اس کے مقابلہ کے لئے پہنچا تو وہ دریا کو عبور کر کے بھاگ گیا۔ اب چنگیز خاں نے اطرار کے علاقے کا قصد کیا اور اس کا محاصرہ کر کے بزور شمشیر اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے حاکم انیال خاں کو گرفتار کر لیا۔ جس نے اس کے تاجروں کو قتل کرایا تھا۔ چنگیز خاں نے اس کے کانوں اور آنکھوں میں چاندی پگھلوا کر ڈلوائی۔ پھر اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخارا کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے لوگوں نے پناہ طلب کی چنانچہ انہیں پناہ دے کر اس نے شہر پر قبضہ کرلیا۔ پھر اہل بخارا قلعہ کی تسخیر میں اس کے ساتھ مل کر لڑے۔ یہاں تک کہ اس نے قلعہ کو تباہ و برباد کر دیا۔ مگر چنگیز خاں نے اہل بخارا کے خلاف عہد شکنی کر کے ان کا قتل کرایا اور انہیں مقید کرلیا۔ اس نے اہل سمرقند کے ساتھ بھی ۶۱۹ھ میں یہی سلوک کیا (کہ ان کا قتل عام کیا اور انہیں مقید کرلیا)

خطوط کا تبادلہ: پھر اس نے خوارزم شاہ کی والدہ کے رشتہ دار امرائے خوارزم شاہ کو خطوط لکھے جو ان خطوط کے جوابات تھے۔ اس نے خوارزم شاہ کی والدہ کی نافرمانی کرنے پر مذمت کی اور اپنے خطوط میں ان سے بہت توقعات وابستہ کیں اور خوارزم شاہ کی والدہ ترکمان خاں سے جو خوارزم میں تھی، خراسان میں ملاقات کرنے کا وعدہ کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ وہ ایسا شخص بھیجے جسے وہ جانشین مقرر کر سکے۔

پھر اس نے یہ خطوط سلطان کو بھی بھجوا دیئے۔ جب اس نے یہ خطوط پڑھے تو وہ اپنی والدہ اور اس کے رشتہ داروں سے بدگمان ہو گیا۔ یوں جانبین میں نفرت اور بیزاری کے جذبات پیدا ہو گئے۔

خوارزم شاہ کا فرار: جب چنگیز خاں نے ماوراء النہر کا علاقہ فتح کرلیا تو بخارا کا نائب حاکم اپنی بچی کھچی شکست خوردہ فوج کو لے کر بھاگ گیا۔ اس کے بعد سلطان نے بھی بھاگ کر دریائے جیحوں کو عبور کرلیا۔ اس کے ہمراہ قوم خطا کی جو فوجیں تھیں وہ اسے چھوڑ کر چلی گئیں۔ چنگیز خاں نے اس کے تعاقب میں بیس ہزار کا لشکر بھیجا، جو مغربی تاتاری فوج کے نام سے موسوم تھا۔ کیونکہ وہ خراسان کی سمت سے قفچاق کے علاقے تک فوج کشی کرتی رہی تھی۔ خوارزم شاہ نیشاپور پہنچا مگر تھوڑے عرصہ کے بعد وہ مازندران کی طرف کوچ کر گیا۔ اس وقت بھی تاتاری فوج اس کے تعاقب میں تھی۔

تاتاری فوج کا تعاقب: جب خوارزم شاہ ہمدان پہنچا تو تاتاری فوجوں نے اسے شکست دے کر اس کا شیرازہ منتشر کر دیا۔ لہٰذا خوارزم شاہ نے کوہستان طبرستان میں پناہ لی اور اپنی شکست خوردہ فوج کے ساتھ ساحل بحر کے ایک گاؤں میں مقیم ہو گیا مگر تاتاریوں نے اسے وہاں بھی شکست دی تو وہ بحری سفر سے بحیرۂ طبرستان کے ایک جزیرہ میں پناہ گزین ہو گیا۔ تاتاری فوج بھی تعاقب میں پانی میں گھس گئی۔ مگر پانی کے زور کی وجہ سے انہیں لوٹنا پڑا۔

خوارزم شاہ کی وفات: خوارزم شاہ اس جزیرہ میں مقیم رہا مگر بیمار ہو کر وہیں ۶۱۷ھ میں فوت ہو گیا۔ اس نے اپنا ولی عہد جلال الدین سکری کو مقرر کیا تھا۔

ترکمان خاتون کی گرفتاری: جب خوارزم شاہ کے فرار کی خبر اس کی والدہ ترکمان خاتون کو موصول ہوئی تو وہ بھی وہاں سے نکل کر مازندران کے قلعہ ایلاز میں پناہ گزین ہو گئی۔ جب تاتاری فوج خوارزم شاہ کے تعاقب سے واپس آئی تو انہوں نے مازندران کے قلعوں کو فتح کرلیا اور ان پر قابض ہو گئے۔ انہوں نے قلعہ ایلاز کو مصالحت کے بعد فتح کیا اور وہاں انہوں نے خوارزم شاہ کی والدہ اور اس کی بیٹیوں کو گرفتار کرلیا۔ جن کے ساتھ تاتاریوں نے نکاح کرلیا۔ چنانچہ دوشی خاں بن چنگیز خاں نے بھی اس کی ایک بیٹی سے نکاح کیا اور ترکمان خاتون (اس کی والدہ) نہایت ذلت اور گمنامی کے ساتھ تاتاریوں کی قید میں رہی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی تاتاریوں کی فتوحات

جب ۶۱۷ھ میں مغربی علاقے کے تاتاری خوارزم شاہ کا تعاقب کرنے کے بعد ہمدان کی طرف لوٹے تو اہل ہمدان نے ان کا مطالبہ پورا کر کے ان کے ساتھ صلح کر لی۔ اہل سنجار نے بھی ان کے ساتھ یہی طریقہ اختیار کیا، مگر جب وہ قومس پہنچے تو وہاں کے باشندوں نے ان کا مقابلہ کیا تاتاریوں نے ان کا محاصرہ کر کے اس شہر پر غالب آ کر قبضہ کر لیا اور (ان کے) چالیس ہزار سے زائد افراد کا قتل عام کیا۔

اسلامی شہروں کی تباہی: پھر انہوں نے آذربائیجان کی طرف کوچ کیا تو تبریز کے حاکم نے ان کے ساتھ صلح کر لی لہٰذا وہ موقان کی طرف لوٹ گئے۔ جب وہ گرجستان کے علاقے کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اسے لوٹ لیا۔ اور جب وہاں کے لوگوں نے ان کا مقابلہ کیا تو وہ شکست کھا گئے اور تاتاریوں نے ان کا قتل عام کیا۔ یہ واقعہ ۶۱۷ھ کے آخر میں ہوا۔ پھر وہ (تاتاری فوج) مراغہ کی طرف لوٹی اور ماہِ صفر ۶۱۸ھ میں اس پر قابض ہو گئی۔ انہوں نے اس شہر کا صفایا کر کے وہاں سے اربل کی طرف کوچ کیا۔ وہاں کا حاکم مظفر الدین کوکبری تھا۔ اس نے حاکم موصل سے فوجی امداد طلب کی تو اس نے امدادی فوج بھیج دی۔

پھر خلیفۂ عباسی الناصر نے درخواست کی کہ وہ اپنی فوجوں کو لے کر عراق کی مدافعت کے لئے دقوقا پہنچیں۔ اس نے ان کا سپہ سالار حاکم اربل مظفر الدین کو مقرر کر دیا مگر اس نے ان کا مقابلہ کرنے سے گریز کیا اور تاتاری بھی ان کا مقابلہ کرنے سے ہچکچاتے رہے۔

فتح ہمدان و آذربائیجان: پھر تاتاری ہمدان آئے۔ وہاں فوجی چوکی تھی جس نے اُن سے مصالحت کرنے سے انکار کیا اور جنگ کی لہٰذا وہ اُن پر بزور شمشیر غالب آئے اور ان کا صفایا کر کے باشندوں کا قتل عام کیا۔ اس کے بعد وہ آذربائیجان کی طرف لوٹ گئے۔ وہاں انہوں نے اردبیل کو فتح کر کے قتل عام کیا اور اسے تباہ و ویران کر دیا۔ پھر وہ تبریز کی طرف چلے گئے۔ اس وقت ازبک بھی بھلوان قفجو ان کی طرف جا چکا تھا۔ لہٰذا وہاں کے باشندوں نے پناہ حاصل کر کے صلح کر لی۔

بیلقان کی تباہی: اب یہ تاتاری قوم بیلقان پہنچی اور اسے بزور شمشیر فتح کر لیا۔ انہوں نے وہاں خوب خونریزی کی اور تمام علاقے کو تباہ و برباد کر دیا پھر وہ وہاں سے اران کے مرکزی مقام کنجہ پہنچے تو وہاں کے باشندوں نے ان کے ساتھ مصالحت کر لی۔ اس لئے اب وہ گرجستان پہنچے اور انہیں شکست دے کر وہاں کے لوگوں کو ان کے صدر مقام تفلیس میں محصور کر دیا، مگر چونکہ وہ دشوار گزار علاقہ تھا اس لئے وہ اس کے اندر نہیں گھس سکے اور واپس چلے گئے۔

دربند شروان کی طرف پیش قدمی: پھر انہوں نے دربند شروان کا قصد کیا اور شہر شماخی کا محاصرہ کیا، پھر بزور شمشیر اس میں داخل ہو کر اسے فتح کر لیا اور پھر اسے تباہ و برباد کر دیا۔ دربند (درہ) کی وجہ سے وہ آگے نہیں جا سکے۔ اس لئے انہوں نے شروان کو مصالحت کے لئے لکھا تو اس نے اپنے چند ساتھیوں کو ان کے پاس بھیجا تو انہوں نے ان میں سے کچھ افراد کو قتل کر دیا اور جو باقی بچ رہے انہیں ذلیل کر کے قتل کر دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر وہ دربند سے اسجمہ کی سرزمین کی طرف روانہ ہوئے‘ وہاں قفچاق‘ لاز‘ غز اور ترک مسلمانوں کے دیگر قبائل تھے اور کافر قومیں تو بے شمار تھیں۔ چونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی اس لئے (یہ تاتاری قوم) ان پر غالب نہیں آسکی‘ اس لئے اس نے ان کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی‘ تا آنکہ (اس طریقے سے) وہ ان کے علاقے پر غالب آ گئے پھر انہوں نے اس علاقہ کو تباہ و برباد کر دیا‘ لوگوں کا قتل عام کیا اور جو بچ رہے انہیں قیدی بنا لیا۔ ان کی اکثریت ان کے پیچھے کے ملک روس کی طرف بھاگ گئی اور جو باقی بچ رہے انہوں نے پہاڑوں اور دلدلی علاقوں میں پناہ لی۔

فتح سرداق: آخر یہ تاتاری قوم ان کے سب سے بڑے شہر سرداق پہنچی جو خلیج قسطنطنیہ کے قریب بحر نیطش کے کنارے واقع تھا‘ یہ ان کی بندرگاہ تھی اور یہیں سے ان کی تجارت ہوتی تھی‘ لہٰذا تاتاریوں نے اسے فتح کر لیا۔ یہاں کے باشندے پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے اور کچھ لوگ بحری سفر سے بلادِ روم چلے گئے جو قلیچ ارسلان کے ماتحت تھا۔

روسی علاقے پر حملہ: تاتاری ۶۲۰ھ میں پھر قفچاق کے علاقے سے اس کے قریب روسی علاقوں میں گھس گئے۔ یہ بہت وسیع ملک ہے۔ اس کے باشندے عیسائی مذہب کے ہیں۔ وہ اپنی ہی سرحدوں میں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے آئے‘ ان کے ساتھ قفچاق کے لوگ بھی شامل تھے اہل روس چند دنوں تک مقابلہ کرتے رہے۔ پھر انہیں شکست ہوگئی تو تاتاریوں نے ان کا قتل عام کیا اور لوٹ مار کے بعد انہیں قیدی بنا لیا۔ یہاں کے باشندے (قتل عام سے بچنے کے لئے) کشتیوں میں سوار ہو کر اسلامی ممالک میں پناہ گزین ہوئے اور اپنے شہر چھوڑ کر چلے گئے جنہیں تاتاریوں نے تباہ و برباد کر دیا تھا۔

پھر تاتاری وہاں سے لوٹ آئے اور سال کے آخر میں انہوں نے بلغار کے علاقے کی طرف کوچ کیا‘ وہاں کے باشندوں نے کچھ لوگوں کو کمین گاہوں میں چھپا کر ان کا مقابلہ کیا جب مقابلہ ہوا تو کمین گاہوں سے (پوشیدہ افراد) پیچھے سے نکلے مگر ان میں سے صرف ایک قلیل تعداد ہی زندہ بچ سکی۔

اس کے بعد تاتاری لوٹ آئے اور طالقان کی سرزمین میں چنگیز خاں کے پاس پہنچے۔ اس وقت قفچاق کے باشندے اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے اور وہاں رہنے لگے۔

چنگیز خاں کی فتوحات

جب خوارزم شاہ دریائے جیحوں کو پار کر کے بھاگ گیا تھا تو مغربی علاقے کے تاتاری اس کے تعاقب میں گئے تھے اس وقت چنگیز خاں نے سمرقند فتح کر لیا تھا۔ اس وقت (تین علاقوں کی طرف فوجیں بھیجی تھیں) فوج کا ایک حصہ اس نے ترمذ کی طرف بھیجا تھا۔ دوسرا حصہ خوارزم کی طرف روانہ کیا تھا اور تیسری فوج اس نے خراسان کی طرف روانہ کی تھی۔ ان میں سے جو فوج خوارزم کی طرف روانہ کی گئی تھی وہ سب سے بڑی تھی۔ کیونکہ (خوارزم) ملک کا پائے تخت اور سب سے بڑی فوج چھاؤنی تھی۔ اس نے ان فوجوں کے ساتھ اپنے فرزند چغتائی اور ارکطائی کو بھی روانہ کیا تھا۔

تاتاریوں نے اس کا پانچ مہینے تک محاصرہ کیا مگر وہ فتح نہ کر سکے۔ لہٰذا چنگیز خاں نے مزید فوجی امداد بھیجی۔ اس کے بعد انہوں نے ایک ایک علاقہ فتح کر کے تمام ملک کو فتح کر لیا۔ پھر انہوں نے دریا کے اس بند کو توڑ دیا جو دریائے جیحوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانی کو شہر سے روکے ہوئے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دریائے جیحوں کا پانی سیلاب کی شکل میں شہر میں آ گیا اور اسے غرق کر دیا اور وہاں کے باشندے عراق اور سندھ کے علاقوں میں منقسم ہو گئے۔

نسابی کا بیان: (ابن الاثیر کا بیان ہے) جلال الدین کے کاتب نسابی کا یہ بیان ہے کہ دوشی خاں نے انہیں پناہ دی اور جب وہ (پناہ کے وعدے کے مطابق) اس کے پاس نکل کر آئے تو اس نے ان سب کو قتل کرا دیا۔ یہ واقعہ ماہِ محرم ۶۱۷ھ میں ہوا۔ اس کے بعد دوشی خاں اور اس کا لشکر چنگیز خاں کی طرف روانہ ہوا۔ انہوں نے اسے طالقان میں پایا۔

فتح ترمذ و فرغانہ: وہ فوج (تاتاری) جو ترمذ کی طرف روانہ کی گئی تھی۔ اس نے اسے فتح کر لیا۔ پھر آگے بڑھ کر دریائے جیحوں کے قریب قلعہ کلابہ کو فتح کر کے اسے تباہ کر دیا۔ فرغانہ کی طرف جو فوج گئی تھی اس نے بھی ایسا کیا۔

فتح بلخ: خوارزم کے لئے جو فوج روانہ ہوئی تھی وہ دریا عبور کر کے بلخ پہنچی اور ۶۱۷ھ میں وہاں کے لوگوں کو پناہ دے کر اسے فتح کر لیا اور وہاں مسلح چوکی قائم کی پھر یہ فوج زوزان، ایدحور اور مازندران پہنچی اور ان (شہروں) کو فتح کر کے وہاں حاکم مقرر کیا۔

قلعہ کی تسخیر: پھر یہ فوج طالقان کی طرف روانہ ہوئی۔ اس نے قلعہ صہار کوہ کا محاصرہ کیا جو بہت مستحکم تھا۔ جب اس قلعہ کے محاصرہ کو چھ مہینے گزر گئے تو سلطان چنگیز خاں بنفس نفیس ان کی امداد کے لئے پہنچا اور مزید چار مہینے تک وہ محاصرہ کرتے رہے۔ پھر چنگیز خاں نے حکم دیا کہ لکڑیاں اور مٹی لا کر ایک ایسا اونچا ٹیلہ بنایا جائے جو شہر سے بھی اونچا ہو۔ لہٰذا جب اہل قلعہ کو یقین ہو گیا کہ اب وہ ہلاک ہو جائیں گے تو انہوں نے قلعہ کا پھاٹک کھول دیا اور نہایت بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اس جنگ میں ان کے گھوڑ سوار تو بچ نکلے اور وہ مختلف شہروں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں منتشر ہو گئے مگر پیدل فوج ہلاک ہو گئی۔ چنانچہ تاتاری (فوج) نے قلعہ میں گھس کر ان کا صفایا کر دیا۔

قتل عام: چنگیز خاں نے اپنے ایک رشتہ دار قفجاق نون کے ہمراہ ایک لشکر سبا کی طرف روانہ کیا۔ وہ اس کے محاصرہ کے دوران مارا گیا اس کے بعد جب تاتاریوں نے اسے فتح کیا تو وہاں قتل عام کیا اور اس مقام کو ویران کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس مقام پر ستر ہزار سے زائد افراد مارے گئے۔

سات لاکھ کا قتل عام: پھر چنگیز خاں نے شہر مرو کی طرف فوجیں روانہ کیں جہاں مختلف جنگوں سے بچ نکلنے والے افراد پناہ گزین تھے۔ چنانچہ (مقابلہ کے لئے) شہر سے باہر دو لاکھ سے زائد (جنگجو سپاہی) اکٹھے ہو گئے تھے۔ جو اپنی فتح مندی کے بارے میں شک وشبہ نہیں رکھتے تھے۔ مگر جب تاتاریوں نے ان کے خلاف حملہ کیا تو وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔ دشمن نے ان کا قتل عام کیا۔ پھر تاتاری فوج پانچ مہینے تک شہر کا محاصرہ کرتی رہی۔ آخر کار اس کا حاکم پناہ طلب کرنے پر مجبور ہوا (مگر پناہ دینے کے باوجود) تاتاریوں نے ان سب کو قتل کر دیا۔ چنانچہ ان کے قتل عام کے موقع پر خود چنگیز خاں موجود تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس مقام پر سات لاکھ افراد مارے گئے۔

فتح نیشاپور: پھر تاتاری فوج نیشاپور پہنچی اور وہاں بزور شمشیر گھس کر قتل عام کیا اور علاقہ کو تباہ کر دیا (تباہ کاری کا) یہی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقہ انہوں نے طرابلس (؟) کے مقام پر اختیار کیا۔ پھر یہ لوگ ہرات کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں کے لوگوں کو پناہ دے کر شہر فتح کر لیا۔ وہاں انہوں نے اپنی فوجی چوکی قائم کی۔ پھر وہ سلطان چنگیز خاں کے پاس طالقان کے مقام پر پہنچ گئے' جہاں سے چنگیز خاں خراسان کے مختلف علاقوں کی طرف فوجی دستے روانہ کرتا تھا۔ آخر کار ان تمام علاقوں کو فتح کر لیا گیا۔ یہ تمام فتوحات ۶۱۷ھ میں ہوئیں۔

جلال الدین خوارزم شاہ کے کارنامے

چنگیز خاں نے اس کے بعد جلال الدین خوارزم شاہ کے تعاقب میں فوجیں روانہ کیں جلال الدین اپنے والد کی ہلاکت اور خوارزم سے ترکمان خاتون کے نکلنے کے بعد وہاں پہنچ گیا تھا اور وہاں کا حاکم ہو گیا تھا۔ بہت سے لوگ اس کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔

اس اثناء میں جلال الدین کو یہ اطلاع ملی کہ ترکمان خاتون (ملکہ) کے رشتہ دار جو بیارونیہ کہلاتے تھے۔ اس کے بھائی بولغ شاہ کے جوان کا بھانجا تھا' طرف دار ہو گئے ہیں اور اب وہ جلال الدین پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا جلال الدین بھاگ کر نیشاپور پہنچ گیا۔ اس کے بعد جب تاتاری فوجیں خوارزم کے شہر کی طرف پہنچیں تو بولغ شاہ اور اس کے دونوں بھائی بھاگ گئے تاکہ وہ بھی اس کے پاس نیشاپور پہنچ جائیں۔ تاتاریوں نے انہیں اس وقت پکڑا جب کہ وہ قندھار کا محاصرہ کر رہے تھے۔ اس نے ان کا صفایا کیا۔ پھر وہ غزہ (غزنی) کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس شہر کو باغیوں کے قبضہ سے نکال لیا جو اس فتنہ وفساد کے زمانے میں اس پر قابض ہو گئے یہ واقعہ ۶۱۸ھ میں رونما ہوا۔

تاتاریوں کو شکست: اب اس کے پاس اس کے والد کے عہد کے وہ امراء بھی آ کر شامل ہو گئے جو اس خانہ جنگی کے زمانے میں خراسان کے مختلف علاقوں پر قابض ہو گئے تھے مگر تاتاریوں نے انہیں تنگ کر رکھا تھا۔ اس لئے وہ جلال الدین خوارزم شاہ کے ساتھ قلعہ قندھار کی اس جنگ میں شریک ہوئے جس میں تاتاریوں کو شکست دی گئی تھی اور ان کی شکست خوردہ فوج بھاگ کر چنگیز خاں کے پاس پہنچ گئی۔

تولی خاں کا قتل: چنگیز خاں نے جلال الدین خوارزم شاہ کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے فرزند طولی خاں (تولی خاں) کو بھیجا مگر جلال الدین نے اسے شکست دے کر قتل کرا دیا۔ جب اس کی شکست خوردہ فوج چنگیز خاں کے پاس پہنچی تو وہ تاتاری فوجوں کو لے کر خود روانہ ہوا اور اس نے جلال الدین سے مقابلہ کیا مگر اسے شکست ہوئی اور بہت کم تاتاری فوج بچ سکی۔

سندھ کے علاقے میں پناہ: اب جلال الدین خوارزم شاہ لوٹ کر دریائے سندھ کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت اس کے امراء کی ایک جماعت پہلی جنگ میں مال غنیمت کے جھگڑے کی وجہ سے اس سے الگ ہو گئی تھی اس لئے وہ انہیں مانوس کرنے میں مشغول ہوا۔ اتنے میں چنگیز خاں بھی (فوج لے کر) وہاں جلد آ پہنچا اور تین دن تک اس سے جنگ کرتا رہا۔ پھر اس نے اسے شکست دے دی۔ راستے میں دریائے سندھ حائل تھا لہٰذا وہ دریا پار کر کے سندھ کے علاقے میں چلا گیا۔ یہ واقعہ ۶۱۸ھ میں ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوارزم شاہی سلطنت کی تقسیم

خوارزم شاہ نے اپنا ملک اپنی اولاد میں تقسیم کر دیا تھا۔ اس نے عراق کا حاکم غورن شاہ کو مقرر کیا اور کرمان کا حاکم غیاث الدین تمر شاہ کو مقرر کیا۔ جب خوارزم شاہ بھاگ کر رے کے علاقے میں پہنچا تو اس کا فرزند غورن شاہ نے جو عراق کا حاکم تھا اس سے ملاقات کی پھر تاتاریوں سے جنگ ہوئی تو خوارزم شاہ جزیرہ طبرستان چلا گیا اور غورن شاہ کرمان آ گیا۔ اس کے بھائی غیاث الدین بھی کرمان میں تھا اور اس کا ملک اس کے اور اس کے اتابک (نائب) بقاطر ابلسی کے درمیان (تقسیم شدہ) تھا اور وہ آذربائیجان کی طرف بھاگ گیا تھا۔

غورن شاہ اصفہان اور رے کے علاقے پر قابض ہو گیا تھا۔ مگر تاتاریوں نے اس کے خلاف حملہ کر کے اسے قلعہ اوند میں محصور کر دیا تھا اور پھر اسے قتل کر دیا تھا۔

غیاث الدین کی فتوحات: غیاث الدین نے عراق، مازندران اور خوزستان کو فتح کر لیا تھا۔ اس نے بقاطر ابلسی کو ہمدان کا علاقہ دے دیا تھا۔ پھر غیاث الدین نے آذربائیجان کی طرف فوج کشی کی۔ مگر وہاں کے حاکم ازبک بھلوان نے اس سے مصالحت کر لی۔ غیاث الدین کے والد جو امراء خراسان کے علاقوں پر قابض ہو گئے تھے، وہ سب اس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔

طوائف الملوکی: بخارا کا نائب حاکم ابنانج خاں اس جنگ کے بعد نساء، جرجان، شیروان اور خراسان کے تمام علاقوں پر قابض ہو گیا۔ تکین بھلوان مرو کے علاقے پر قابض تھا۔ لہٰذا اس نے ۶۱۷ھ میں دریائے جیحوں کو پار کر کے تاتاری فوج کو شکست دی۔ پھر انہوں نے اس کا شیروان تک تعاقب کیا اور جرجان کے مقام پر انہوں نے ابنانج خاں سے جنگ کر کے اسے شکست دی۔ اس کی شکست خوردہ باقی ماندہ فوج غیاث الدین کے پاس چلی گئی جو عراق، رے اور جنوبی علاقہ لوکان اور آذربائیجان کا حاکم تھا۔ یوں سلطنت خوارزم مختلف گروہوں میں منقسم تھی اور ہر علاقے میں کوئی نہ کوئی زبردستی کا حاکم بنا ہوا تھا۔ اس وقت تاتاری فوجیں عراق کے شہروں کو روند رہی تھیں، مگر ایسی حالت میں غیاث الدین عیش و عشرت میں مشغول تھا۔

جلال الدین خوارزم شاہ کی واپسی

جلال الدین خوارزم شاہ ۶۲۱ھ میں ہندوستان سے واپس آ گیا اور اپنے بھائی غیاث الدین کے جو مقبوضہ علاقے عراق اور کرمان کے تھے ان پر قابض ہو گیا۔ اس نے (عباسی) خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ اس کا نام خطبہ میں شامل کیا جائے۔ مگر اس نے (یہ مطالبہ) منظور نہیں کیا۔ لہٰذا وہ اس سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔

ایرانی شہروں کی تباہی: رے کے شہر کو مغربی تاتاریوں نے تباہ و برباد کر دیا تھا۔ تاہم (ان کے جانے کے بعد) وہاں کے کچھ باشندے واپس آ گئے تھے اور انہوں نے اسے آباد کر لیا تھا۔ مگر چنگیز خاں نے تاتاریوں کا لشکر بھیج کر اسے دوبارہ تباہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وبرباد کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ سلوہ' قم اور قاشان کو بھی تباہ و برباد کر دیا تھا۔ خوارزم شاہ کا لشکر ہمدان سے انہیں دیکھ کر بھاگ گیا تھا تو انہوں نے ہمدان کو بھی تباہ و برباد کر دیا اور ان کا تعاقب کر کے آذربائیجان کی سرحد میں انہیں شکست دی۔ شکست خوردہ فوج کا کچھ حصہ تبریز کی طرف بھاگ گیا تو تاتاریوں نے ان کا بھی تعاقب کیا مگر وہاں کے حاکم ازبک بن بھلوان نے تاتاریوں کے ساتھ مصالحت کر لی اور (شکست خوردہ فوج کی) ایک جماعت کو قتل کر کے باقی ماندہ افراد کو تاتاریوں کے پاس واپس بھیج دیا اور مقتولوں کے سروں اور مال و دولت کو مصالحت کے طور پر ان کے پاس بھجوا دیا۔ لہٰذا تاتاری اس کے ملک سے واپس چلے گئے۔

جلال الدین کی فتوحات: اب جلال الدین خوارزم شاہ نے ۶۲۲ھ میں آذربائیجان پر فوج کشی کر کے اس کو فتح کر لیا۔ اس سلسلے کے حالات ہم اس کے عہد حکومت کے واقعات میں بیان کر چکے ہیں۔ پھر جلال الدین کو یہ اطلاع ملی کہ تاتاریوں نے اپنے ملک سے دریا کے پیچھے سے عراق کی طرف فوج کشی کی ہے' لہٰذا وہ ماہ رمضان ۶۲۵ھ میں تبریز سے ان کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا اور اصفہان کے مقام پر ان سے جنگ کی۔ اس موقع پر اس کا بھائی غیاث الدین اپنی فوج کو لے کر اس سے الگ ہو گیا۔

تاتاریوں کی شکست: تاہم تاتاریوں کے دائیں بازو (میسرہ) کو شکست ہوئی تو سلطان ان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ وہ کمین گاہ میں چھپ گئے تھے۔ پھر انہوں نے محاصرہ کر کے اس کی ایک جماعت کو شہید کر دیا۔ آخر کار سلطان نے شدید حملہ کیا تو انہوں نے محاصرہ کھول دیا اور وہ اپنے راستہ پر چلا گیا اور فوجیں شکست کھا کر فارس و کرمان اور آذربائیجان تک پہنچ گئیں۔ تاتاریوں کے پیچھے آنے والی فوجیں جب قاشان سے لوٹیں تو انہیں معلوم ہوا کہ اسے شکست ہو گئی ہے لہٰذا وہ اِدھر اُدھر منتشر ہو گئیں۔

سلطان (جلال الدین) آٹھ دن کے بعد اصفہان پہنچا تو معلوم ہوا کہ تاتاری اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں لہٰذا سلطان اپنی فوجیں لے کر ان کے مقابلے کے لئے نکلا اور انہیں شکست دی۔ اس نے خود درے تک ان کا تعاقب کیا۔ پھر اس نے ان کے تعاقب کے لئے خراسان تک فوجیں بھیجیں اور خود آذربائیجان چلا آیا اور وہاں رہنے لگا۔ وہاں کے حالات اس کے دورِ حکومت کے حالات میں مذکور ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلال الدین خوارزم شاہ کا آخری دور

جب تاتاری ماوراء النہر (ترکستان) میں رہنے لگے تو انہوں نے وہاں کے شہروں کو آباد کیا اور خوارزم کے قریب ایک بڑا شہر آباد کیا جو اس کا قائم مقام تھا' مگر خراسان کا علاقہ ویران رہا اور وہاں کے امراء بادشاہوں کی طرح خودمختار ہو گئے۔ البتہ جب سلطان جلال الدین ہندوستان سے واپس آیا تو وہ اس کی اطاعت کا اظہار کرنے لگے تھے۔

سلطان جلال الدین عراق و فارس' کرمان' آذربائیجان اور اران کے علاقوں کا واحد حکمران تھا۔ تاہم خراسان تاتاری فوجوں کا میدان جنگ بنا رہا۔ چنانچہ ۶۲۵ھ میں وہاں سے ان کی ایک فوج اصفہان پہنچی اور اس نے سلطان جلال الدین سے جنگ کی تھی' جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

فتح خلاط: اس کے بعد جلال الدین نے خلاط کے علاقے پر فوج کشی کر کے اسے فتح کر لیا تھا۔ اس کے مقابلے کے لئے وہاں کے حاکم اشرف بن العادل نے شام سے اور علاء الدین کیقباد حاکم بلادِ روم نے فوجیں بھیجی تھیں۔ یہ واقعہ ۶۲۷ھ میں ہوا تھا۔ اس جنگ کی وجہ سے جلال الدین کی فوجی طاقت کمزور ہوگئی تھی اور اس کے نظامِ سلطنت میں خلل آ گیا تھا۔

تاتاریوں کی فوج کشی: قلعہ الموت میں اسماعیلیوں کا سردار علاء الدین' جلال الدین کا دشمن تھا۔ کیونکہ جلال الدین نے اس کے علاقے میں قتل عام کیا تھا اور اس پر خراج مقرر کر دیا تھا۔ لہٰذا اس نے تاتاریوں کو اطلاع دی کہ اس شکست کی وجہ سے اس کی فوجی طاقت کمزور ہوگئی ہے لہٰذا وہ اس پر حملہ کر دیں چنانچہ تاتاری ۶۲۳ھ کے آغاز میں آذربائیجان کی طرف روانہ ہو گئے۔

جلال الدین کی شکست: جب سلطان (جلال الدین) کو ان کی فوج کشی کی اطلاع ملی تو وہ تبریز سے موقان کی طرف روانہ ہوا اور وہاں خراسان اور مازندران کی امدادی فوج کا انتظام کرتا رہا اور سیر و شکار میں مشغول ہو گیا کہ (اچانک تاتاریوں نے حملہ کر کے) اسے شکست دے دی اور اس کے خیموں کو لوٹ لیا۔ سلطان بچ کر اران کے دریائے راس کی طرف چلا گیا اور وہاں سے آذربائیجان کی طرف لوٹ گیا۔ پھر جب اسے اطلاع ملی کہ تاتاری وہاں بھی پہنچ رہے ہیں تو وہ اران کے مقام پر آ گیا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔

اہل تبریز کی بغاوت: اہل تبریز کو پہلی جنگ کی اطلاع ملی تو انہوں نے خوارزمی فوج کے خلاف بغاوت کر دی اور انہیں قتل کر دیا۔ ان کے حاکم طغریانی نے انہیں تاتاریوں کی اطاعت کرنے سے روکا مگر جب وہ ہلاک ہو گیا تو انہوں نے اپنا علاقہ تاتاریوں کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد اہل کنجہ اور اہل سلغار نے یہی طریقہ اختیار کیا (اپنے علاقے تاتاریوں کے حوالے کر دیئے)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر سلطان نے کنجہ کے مقام کی طرف فوج کشی کی اور اسے دوبارہ فتح کر لیا۔ اور بغاوت کے سرغنوں کو قتل کرا دیا۔

خلاط کی طرف پیش قدمی: اس کے بعد وہ خلاط کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت اشرف بن عادل نے حاکم شام سے فوجی امداد طلب کی مگر وہ اسے وعدوں کے ذریعے بہلاتا رہا۔ پھر وہ مصر کی طرف بھی روانہ ہوا مگر وہاں سے بھی امداد سے مایوس ہو گیا۔ پھر اس نے پڑوس کے حاکموں یعنی حاکم حلب اور حاکم آمد و ماردین سے بھی امداد طلب کی۔

اس نے فوجیں بلادِ روم کے علاقے خرت' برت' ملطیہ اور آذربائیجان کی طرف بھیجیں کیونکہ اس کے حاکم کیقباد اور اشرف کے درمیان دوستانہ تعلقات تھے۔ اس واقعہ سے تمام حکام پریشان ہو گئے اور انہوں نے اسے فوجی امداد نہیں بھیجی۔

جب جلال الدین خلاط میں تھا تو اسے یہ اطلاع ملی کہ تاتاریوں نے اس کے برخلاف فوج کشی کی ہے۔ اس اطلاع سے وہ بہت پریشان ہوا۔ لہٰذا اس نے اپنے اتابک (نائب) کو خبر رسانی کے لئے چار ہزار سواروں کے ساتھ بھیجا۔ جب اس کا اتابک اوتر خاں واپس آیا تو اس نے یہ اطلاع بہم پہنچائی کہ تاتاری بلاد کرد کی سرحدوں سے واپس چلے گئے ہیں لہٰذا اس کی قوم نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اصفہان واپس چلا جائے۔ مگر آمد کے حاکم نے اسے بلادِ روم پر فوج کشی کرنے کا مشورہ دیا تھا اور اسے یہ توقع دلائی تھی کہ وہ اس علاقے کو فتح کرنے کے بعد قوم قفچاق سے رابطہ قائم کر سکے گا اور ان کے ذریعے تاتاریوں پر غالب آ سکے گا۔ حاکم آمد نے بذاتِ خود بھی اس کی امداد کرنے کا وعدہ کیا۔ کیونکہ اس طرح وہ حاکمِ بلادِ روم سے انتقام لینا چاہتا تھا۔ جس نے اس کے قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا۔

غلط مشورہ: سلطان جلال الدین نے حاکم آمد کی رائے پر عمل کیا اور اصفہان جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور آمد میں مقیم ہو گیا۔ ترکمان قوم نے اسے خطرہ سے آگاہ کیا اور یہ اطلاع دی کہ انہوں نے تاتاریوں کو (بستیوں میں) آگ لگاتے ہوئے دیکھا ہے مگر اس نے ان کی خبر کو غلط سمجھا۔

اچانک حملہ: آخر کار تاتاری فوج ماہِ شوال ۶۲۸ھ کی پندرہویں تاریخ کو اچانک آمد پہنچ گئی اور اس نے اس کے خیمے کا محاصرہ کر لیا تاہم اس کے اتابک اوتر خاں نے ان پر حملہ کر کے انہیں اس کے خیمے سے دور بھگا دیا۔

اس وقت سلطان سوار ہو کر چلا گیا اور اوتر خاں نے فوجوں کو لوٹا دیا۔ اس وقت وہ ایک طرف چلا گیا تاکہ دشمن کی نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ پھر اوتر خاں اصفہان چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ یہاں تک کہ تاتاریوں نے ۶۳۹ھ میں اس سے یہ شہر چھین لیا۔

سلطان جلال الدین کا قتل: سلطان جلال الدین اس وقت بھاگتا پھرا' کیونکہ تمام راستے (دربند) اور درے مفسدوں سے بھرے ہوئے تھے۔ جو لوٹ مار کر رہے تھے اس لئے اوتر خان نے اسے مشورہ دیا کہ وہ واپس آ جائے چنانچہ سلطان میافارقین کے ایک دیہات میں آ کر مقیم ہو گیا۔ اس وقت اوتر خاں اسے چھوڑ کر حلب کی طرف روانہ ہو گیا۔ پھر تاتاریوں نے سلطان کی قیام گاہ پر حملہ کر کے اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ سلطان بھاگ کر جبل الاکراد پر چڑھ گیا جہاں کے کردی افراد رہزنی کی تیاریاں کر رہے تھے لہٰذا انہوں نے سلطان کا مال و متاع چھین لیا اور اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اتنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کسی کو معلوم ہوا کہ یہ سلطان ہے لہٰذا وہ اسے اپنے گھر لے گیا تا کہ وہ اسے رہا کر کے کسی علاقہ کی طرف بھیج دے (چنانچہ وہ اسے اپنے گھر لے گیا) مگر جب وہ گھر میں موجود نہیں تھا تو ان کا کوئی رذیل شخص اس کے گھر میں داخل ہو گیا۔ وہ خوارزمیوں سے اپنے بھائی کے قتل کا انتقام لینا چاہتا تھا جو خلاط میں مارا گیا تھا۔ لہٰذا اس نے سلطان کو قتل کر دیا اور گھر کے لوگ اسے نہیں بچا سکے۔

تاتاریوں کی تباہ کاریاں: سلطان کے قتل کے واقعہ کے بعد تاتاری فوج آمد' ارزن' میافارقین اور دیار بکر کے تمام علاقوں میں پہنچ گئی انہوں نے ان علاقوں کا صفایا کر کے انہیں تباہ اور ویران کر دیا۔ نیز اسعرد کے شہر پر بزورِ شمشیر قبضہ کیا اور پانچ دن اس کا محاصرہ کرنے کے بعد اس کا صفایا کر دیا۔

وہ میافارقین کے علاقے سے بھی گزرے مگر وہ ناقابل تسخیر ثابت ہوا پھر وہ نصیبین پہنچے اور اس کے تمام علاقے کا صفایا کر دیا پھر وہ سنجار اور اس کے کوہستانوں کی طرف پہنچے اور خابور بھی گئے پھر وہ ایدس پہنچے اور اسے نذر آتش کر دیا۔ پھر وہ خلاط کے علاقوں کی طرف پہنچے اور وہاں باکری اور ارجیش کا صفایا کر دیا۔

آذربائیجان سے تاتاریوں کا ایک دوسرا فوجی دستہ اربل کے علاقے کی طرف پہنچا۔ راستے میں وہ ترکمان ایوبیہ اور اکراد الجوزقان کے علاقوں میں سے گزرا تو وہاں انہوں نے لوٹ مار کی۔ جب اربل کا حاکم اور موصل کا لشکر وہاں کے باشندوں کی امداد کے لئے پہنچا تو تاتاری فوج آگے جا چکی تھی۔ اس لئے وہ لشکر لوٹ آیا۔ تاہم وہ علاقہ چٹیل میدان بنا رہا۔

چنگیز خان کے حالات

چنگیز خاں تاتاریوں اور مغلوں کا عظیم سلطان تھا۔ شہاب الدین بن فضل اللہ کی کتاب میں یوں مذکور ہے:

''چنگیز خان مغلوں کے سب سے مشہور اور عظیم قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ چنگیز میں زائے (معجمہ) کا تلفظ صاد اور زاء کی درمیانی آواز میں بولا جاتا ہے۔ اس کا اصلی نام تمرجین تھا' بعد میں اسے چنگیز کہنے لگے۔ اس کے بعد میں خاں کے لفظ کا اضافہ کیا گیا۔ جوان کے ہاں بادشاہ کے مفہوم میں ہے۔

چنگیز خان کا نسب نامہ گیارہ ناموں کے بعد مودنجہ تک پہنچتا ہے۔ شہاب الدین ابن فضل اللہ کی کتاب میں مشرق میں معقولات کے امام شمس الدین اصفہانی سے نصیر الدین طوسی کے حوالہ سے منقول ہے۔

''مودنجہ ایک خاتون کا نام ہے جو باپ کے سلسلے سے الگ (ننھیال کے رشتہ میں) ان کی بزرگ تھیں''۔

مودنجہ کی کہانی: کہا جاتا ہے کہ مودنجہ شادی شدہ تھی۔ اس کے دو فرزند ہوئے۔ ان میں سے ایک کا نام بکتوت اور دوسرے کا نام بلکتوت تھا اس کی ان اولاد کو بنو العطو کیہ کہا جاتا تھا۔ پھر اس کا شوہر فوت ہو گیا اور وہ بیوہ ہو گئی بیوگی کی حالت میں اسے حمل ہو گیا تو اس کے رشتہ داروں کو یہ بات ناپسند ہوئی۔ مگر اس نے یہ بیان کیا: ''ایک نور اس کے اندر تین مرتبہ داخل ہوا۔ اس کے بعد اسے حمل ٹھہر گیا۔ لہٰذا اس کے پیٹ میں تین فرزند نرینہ ہیں لہٰذا وضع حمل کے موقع پر اگر اس کی بات سچ نہ نکلے تو جو وہ چاہیں اس کے ساتھ سلوک کریں''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضع حمل کے موقع پر اس کے تین جڑواں لڑکے پیدا ہوئے۔ اس طرح اس کی بے گناہی ثابت ہوگئی۔ ان میں سے ایک لڑکے کا نام برقہ تھا دوسرے کا نام قونا اور تیسرے کا نام نجعو تھا جو چنگیز خاں کے نسب نامہ میں اس کا جد اعلیٰ تھا۔ یہ لوگ نورانی بھی کہلاتے تھے کیونکہ مودنجہ کے دعوے کے مطابق وہ نور کی اولاد میں سے تھے۔ اسی (روایت) کی بنا پر چنگیز خان کو آفتاب کا فرزند بھی کہا جاتا تھا۔

نسابی کا بیان: سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کا سیکرٹری، یحییٰ بن احمد بن علی النسابی اس کی سلطنت کی تاریخ میں یوں تحریر کرتا ہے:

''چین کی سلطنت بہت وسیع ہے اس کی آبادی نو مہینے کی مسافت تک پھیلی ہوئی ہے قدیم زمانے سے اس کے نو صوبے مقرر کیے گئے تھے اور ہر صوبہ ایک مہینے کی مسافت تک پھیلا ہوا ہے۔ ہر صوبہ کا ایک بادشاہ ہے جسے ان کی زبان میں خان کہا جاتا ہے وہ خان اعظم کا نمائندہ اور نائب ہوتا ہے''۔

چین کا بادشاہ: مؤرخ مذکور مزید رقم طراز ہے ''چین کا سب سے بڑا بادشاہ جو خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تکش کے زمانے میں تھا۔ اسے طرخان کہا جاتا تھا۔ اس نے یہ سلطنت اپنے آباء واجداد سے حاصل کی تھی۔ وہ طوغاج میں مقیم تھا جو چین کے وسط کا شہر ہے۔ چنگیز خان باقی چھ خوانین (بادشاہوں) میں سے تھا۔ وہ صحرانشین قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا جو بہت شریف اور بہادر ہوتے تھے۔ اس کا موسم سرما کا پایۂ تخت چین کے ایک مقام فارعون تھا۔

چنگیز خان کی بادشاہت: وہاں کا ایک اور خان (بادشاہ) تھا جس کا نام دوشی خاں تھا۔ اس نے چنگیز خان کی بیوی (؟) سے شادی کر رکھی تھی۔ اتفاق سے وہ فوت ہوگیا اور چنگیز خان اس کی وفات کے دن موجود تھا۔ لہٰذا اس کی بیوی نے اس کے بجائے چنگیز خان کو وہاں کا بادشاہ بنا دیا اور اپنی قوم کو آمادہ کیا کہ وہ اس کی اطاعت کرے۔

شہنشاہ چین: جب خانِ اعظم طرخان کو یہ اطلاع پہنچی تو اسے یہ ناگوار معلوم ہوا اور وہ فوج کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ جنگ میں اسے شکست ہوئی اور چنگیز خان کا ان علاقوں پر بدستور قبضہ رہا اور وہ زبردستی حکومت کرتا رہا۔ پھر باقی ماندہ چھ خوانین (بادشاہ) بھی فوت ہو گئے۔ لہٰذا چنگیز خان (چین کا) واحد حکمران ہوگیا اور وہی ان کا شہنشاہ مقرر ہوا۔ وہ خوارزم شاہ سے برسر پیکار رہا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

علاء الدین عطاء کا بیان: شہاب الدین ابن فضل اللہ کی کتاب میں صاحب علاء الدین عطاء کی روایت کے مطابق یہ بیان کیا گیا ہے کہ'' تاتاریوں کے ایک عظیم قبیلہ کا ایک بادشاہ تھا جو ازبک خاں کے نام سے موسوم تھا۔ اس کی قوم بہت فرمانبردار تھی۔ چنگیز خان نے اس سے ملاقات کی تو اس بادشاہ نے اسے اپنا مقرب بارگاہ بنا لیا۔ اس قریبی تعلق کی وجہ سے لوگوں نے بادشاہ سے اس کے خلاف چغل خوری کی اور اس قدر شکایتیں کیں کہ وہ چنگیز خان کے خلاف ہوگیا مگر اس نے مخالفت کو پوشیدہ رکھا اور موقع کا انتظار کرتا رہا۔

ازبک خاں کی شکست: ایک دفعہ ازبک خاں اپنے دو غلاموں پر سخت ناراض ہوا تو ان دونوں نے چنگیز خان سے پناہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلب کی اس نے ان دونوں کو پناہ دے کر انہیں سلامتی کی ضمانت دی۔ اس کے بعد ان دونوں نے اسے بادشاہ کے (مخالفانہ) رویہ سے مطلع کیا تو وہ بہت پریشان ہوا۔ اسے بادشاہ (ازبک خان) کے سخت حملہ کا اندیشہ تھا۔ اس لئے وہ (اپنی فوج کو لے کر) بھاگ گیا۔ مگر ازبک خان نے اپنی فوج کے ساتھ اس کا تعاقب کیا۔ جب بادشاہ اس کے پاس پہنچ گیا تو چنگیز خان نے پلٹ کر اس کا مقابلہ کیا اور اس کو شکست دے کر اس کا تمام ساز وسامان لوٹ لیا۔

فوجی طاقت میں اضافہ: (اس جنگ کے بعد) دونوں بادشاہوں کے درمیان عداوت قائم ہوگئی اور چنگیز خان ازبک خان سے الگ ہوگیا۔ اب اس نے اپنے لشکر کو محبت اور الفت سے نوازا اور اس پر انعام واحسان کی بارش برسا دی یوں اس کی شان وشوکت میں اضافہ ہوگیا اور مغلوں کے دو بڑے قبیلے اس کے مطیع وفرمانبردار ہوگئے۔ ان کے نام یہ تھے (۱) اورات (۲) منفورات۔ ان کی وجہ سے ان کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی۔

چنگیز خان نے ان دونوں غلاموں پر بھی بہت احسانات کیے۔ جنہوں نے اسے سلطان ازبک خان کے خطرہ سے آگاہ کیا تھا۔ چنانچہ اس نے ان دونوں کا منصب بلند کیا اور جیسا کہ وہ چاہتے تھے اس کے مطابق اس نے ان کے لئے یہ تحریر معاہدہ لکھا کہ ان کی نو پشت تک (نسل درنسل) ان کا منصب برقرار رہے۔

تاتاری شہنشاہ: اس کے بعد اس نے سلطان ازبک خان کے خلاف جنگ کرنے کے لئے لشکر تیار کیا اور اس کی مدد سے اس نے اسے شکست دے کر اسے قتل کر دیا اور تاتاریوں کی پوری سلطنت پر قابض ہوگیا اور مکمل تسلط کے بعد وہ چنگیز خان کے لقب سے موسوم ہوگیا۔ ورنہ اس کا نام تمرجین تھا۔

چنگیزی مجموعۂ قوانین: چنگیز خان نے اپنی قوم کے لئے اصول سیاست میں ایک کتاب تحریر کرائی جس کا نام سیاست کبیرہ ہے۔ اس میں انتظام سلطنت اور حکمرانی کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ اس میں شرعی احکام کی طرح عام احکام و قوانین بھی مذکور ہیں۔

چنگیز خان نے یہ بھی حکم دیا کہ یہ کتاب اس کے خزانہ میں محفوظ رکھی جائے اور وہ اس کے (مخصوص) رشتہ داروں کے پاس محفوظ رہے۔ یہ کتاب اس کی مجوسی قوم اور اس کے آباء واجداد کے دین ومذہب کے مطابق تھی۔

وسیع سلطنت: اب چنگیز خان اور اس کی اولاد روئے زمین کی مالک بن گئی تھی اور اب اس کی سلطنت عراق، شمالی علاقہ اور ماوراء النہر کے ممالک میں مستحکم ہوگئی تھی بعد ازاں ان سلاطین میں سے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی سلاطین مسلمان ہوگئے اور وہ اسلام کے زمرہ میں شامل ہوگئے تاآنکہ ان کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

چنگیز خان کے جانشین

چنگیز خان کی اولاد بہت تھی جیسا کہ اس کے بدوانہ معاشرہ کا تقاضا تھا۔ مگر ان میں سے مشہور یہ چار ہیں: (۱) دوشی خان، اسے جرجی بھی کہا جاتا ہے (۲) چغتائی اسے کدائی بھی کہا جاتا ہے (۳) اوکدای یہ اوکتائی کے نام سے بھی موسوم ہے (۴) تولی، اسے طولی بھی کہا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے پہلے تین فرزند ایک ماں سے ہیں (سگے بھائی ہیں) ان کی والدہ کا نام اوبومی بنت تیکی ہے۔ اس کا والد مغلوں کے امرائے کبار میں سے تھا۔ شمس الدین اصفہانی نے ان چاروں فرزندوں کو اس طرح بیان کیا ہے۔

(۱) جرجی (۲) کدائی (۳) طولی (۴) اوکدائی۔

سلطان ابوسعید کے سیکرٹری نظام الدین یحییٰ ابن الحلیم نور الدین عبدالرحمٰن العبادی کی روایت سے شہاب الدین بن فضل اللہ نے یوں بیان کیا ہے:

''کدائی چغتائی ہے اور جرجی طوشی ہے''۔

سلطنت کی تقسیم: جب چنگیز خان نے یہ ممالک فتح کیے تو اس نے یہ ممالک (اپنے فرزندوں میں) تقسیم کر دیئے۔ اس کے فرزند طوشی کو فیلاق سے لے کر بلغار تک کا علاقہ دیا گیا جسے دشت قفچاق بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد اس کی مملکت میں اران، ہمدان، تبریز، مراغہ اور عمیرلان کے علاقوں کا اضافہ کیا گیا۔ کتائی (دوسرے فرزند) کو آمد اور قاباق (؟) کا علاقہ دیا گیا جس کی تشریح ہمیں معلوم نہیں ہو سکی۔ اس نے اپنے اس فرزند کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔

چغتائی (جغطائی) کو ایقور سے لے کر سمرقند و بخارا اور ماوراء النہر کے ممالک دیئے۔ تولی (طولی) کے لئے کوئی علاقہ متعین نہیں کیا گیا۔ اس کے بھائی اوتکین نوئی کو اجنت کے علاقے دیئے گئے مگر مجھے اس کا مفہوم (حدود) نہیں معلوم ہو سکا۔

جب چنگیز خان کی سلطنت وسیع اور مستحکم ہو گئی تو وہ تخت نشین ہوا اور اپنے قدیم وطن کی طرف جو خطا اور ایقور کے درمیان تھا منتقل ہو گیا۔ اس کا وطن ترکستان اور کاشغر تھا۔ یہاں قراقوم کا شہر ہے جو اس کا پائے تخت تھا۔ اس کا یہ صدر مقام اس کی اولاد کے ممالک کے درمیان ایسا ہی تھا جیسا کہ ایک دائرہ کا مرکز ہوتا ہے۔

اس کا سب سے بڑا فرزند طوشی تھا جسے دوشی بھی کہا جاتا ہے۔ وہ چنگیز خان کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے یہ فرزند چھوڑے تھے۔

(۱) ناخوا (۲) برکۃ (۳) دادردہ (۴) طوفل۔ یہ ابن الحکیم کا بیان ہے شمس الدین نے یہ تحریر کیا ہے کہ (اس کی اولاد میں سے) صرف ناظو اور برکۃ تھے۔

(اس کا دوسرا فرزند) طولی بھی اس کی زندگی میں فوت ہو گیا تھا۔ وہ غزنی کے گرد و نواح میں جلال الدین خوارزم شاہ سے جنگ کرتا ہوا مارا گیا تھا۔ اس نے یہ فرزند چھوڑے تھے۔

(۱) منکو قبلائی (۲) ازبیگ (۳) ہلاکو۔

پائے تخت قراقوم کے سلاطین

ابن فضل اللہ نے بیان کیا ہے: ''جب چنگیز خان ہلاک ہو گیا تو اس کا فرزند اوکدائی تخت نشین ہوا اور دشت قفچاق اور اس سے متعلقہ علاقہ پر قابض ہوا۔ وہ اس کا سب سے چھوٹا فرزند تھا وہ قراقوم کے علاقے کی طرف منتقل ہو گیا جو ان کا اصلی مرکز تھا۔ اس نے اپنا مقبوضہ علاقہ دفراباق اپنے فرزند کفود کو عطا کیا مگر کدائی جسے چغتائی بھی کہتے ہیں ماوراء النہر کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطنت حاصل نہیں کر سکا۔

اس نے ناظو بن دوشی خان سے اران' ہمدان' تبریز اور مراغہ کا مطالبہ کیا اور اپنی طرف سے ایک حاکم کو بھیجا تا کہ وہ ان علاقوں سے ٹیکس وصول کرے اور وہاں کے حکام کو گرفتار کرے (اس سے پیشتر) ناظو نے انہیں تحریر کیا تھا کہ وہ اس کے حاکم کو گرفتار کرلیں چنانچہ انہوں نے اسے گرفتار کر کے ناظو کے پاس بھیج دیا۔ اس نے اس کا کام تمام کر دیا۔

جب کفود کو اس بات کا علم ہوا تو وہ چھ لاکھ کی فوج لے کر روانہ ہوا۔ مگر ابھی منزلِ مقصود کی طرف پہنچنے میں دس منزلیں باقی تھیں کہ وہ ہلاک ہو گیا۔

اب قوم نے ناظو سے یہ درخواست کی کہ وہ تخت وتاج کا وارث بنے مگر اس نے انکار کیا اور اس مقصد کے لئے اس نے منگو خان بن تولی کو نامزد کیا اور اس کے پاس اور اس کے دونوں بھائیوں کے پاس جو اس کے ساتھ تھے۔ قبلائی اور ہلاکو کو بھیجا اور ان کے ساتھ اپنے بھائی برکتہ کی قیادت میں ایک لاکھ فوج بھیجی تا کہ وہ اسے تخت نشین کرانے میں مدد دے سکے۔

قبولِ اسلام: جب وہ (برکتہ) بخارا سے لوٹا تو اس کی ملاقات صوفیائے کرائے کے شیخ کبیر نجم الدین کے ایک ساتھی شیخ شمس الدین باخوری سے ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے ان کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے اسلام قبول کرلیا اور ان کے ساتھ اس کے (عقیدت مندانہ) تعلقات قائم ہو گئے۔ شیخ موصوف نے اسے خلیفہ کی اطاعت کرنے پر آمادہ کیا اور اسے ترغیب دی کہ وہ خط و کتابت کر کے خلافت کی بیعت کر لے اور خلیفہ کو تحائف بھجوائے۔

چنانچہ (مغل سردار برکتہ) اور خلیفہ کے درمیان سفیروں کا تبادلہ ہونے لگا اور دونوں کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔

منگو خان کی تخت نشینی: اب منگو خان تخت نشین ہو گیا تھا اس نے اپنے چچا چغتائی کی اولاد کو ماوراء النہر کا حاکم مقرر کیا۔ تاکہ چنگیز خان کی اس وصیت پر عمل ہو سکے کہ چغتائی کو اس علاقہ کا حاکم مقرر کیا جائے۔ مگر چغتائی حاکم بننے سے پہلے فوت ہو گیا۔

پھر اس کے پاس قزدین اور بلادِ جبل کے باشندوں کا ایک وفد پہنچا۔ اس نے یہ شکایت کی کہ اسماعیلی فرقہ وہاں فتنہ وفساد برپا کر رہا ہے۔ لہٰذا اس نے اپنے بھائی ہلاکو کو ان کے خلاف جنگ کرنے اور ان کے قلعوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے اس کی ہدایت کے مطابق عمل کیا اور اپنے بھائی منگو خان کی طرف سے خلیفہ کے علاقوں پر اچھی طرح قبضہ کرلیا اور اس کے بھائی (منگو خان) نے اسے قابض رہنے کی اجازت دے دی۔

جب برکتہ کو یہ خبر ملی تو وہ اپنے بھائی ناظو پر ناراض ہوا جس نے منگو خان کو بادشاہ مقرر کرایا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ برکتہ اور خلیفہ مستعصم کے درمیان شیخ باخوری کی ہدایت کے مطابق دوستانہ تعلقات قائم تھے لہٰذا ناظور نے اپنے بھائی ہلاکو کو ہدایت کی کہ وہ اس اقدام سے باز آئے اور پیش قدمی نہ کرے۔

ملحدوں کی سرکوبی: ہلاکو کے پاس ناظو کے ایلچی اس وقت پہنچے جب کہ وہ ماوراء النہر کے علاقے میں تھا اور لشکر لے کر روانہ نہیں ہوا تھا لہٰذا کئی سالوں تک اس نے لشکر کشی نہیں کی' تا آنکہ ناظو فوت ہو گیا اور اس کے بجائے برکتہ حاکم ہوا۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت ہلاکو نے منگو خان سے دوبارہ (حملہ کرنے کی) اجازت طلب کی اور اس مقصد کے لئے وہ ملحدوں کی سرکوبی کے لئے خلیفہ کے علاقوں میں گھس گیا۔ اس نے ان ملحدوں کو شکست دے کر ان کے قلعوں کو فتح کر لیا اور ان کا صفایا کر دیا۔ اس نے اہل ہمدان پر بھی حملہ کیا اور انہیں تباہ کیا کیونکہ وہ برکتہ اور اس کے بھائی ناطو کے حامی تھے۔

ہلاکو کی شکست: پھر ہلاکو نے دشت قفچاق کی طرف پیش قدمی کی تو برکتہ بے شمار فوج لے کر اس کے مقابلے کے لئے آیا۔ جب فریقین میں جنگ ہوئی تو ہلاکو کے بے شمار سپاہی مارے گئے اور اس نے شکست کھائی۔ بعد ازاں دریائے کر بین فریقین کے درمیان حائل ہو گیا اور ہلاکو اپنی مملکت کی طرف واپس چلا گیا۔ مگر دونوں کے درمیان عداوت مستحکم ہو گئی۔

سقوطِ بغداد: اس کے بعد ہلاکو بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ آخر کار وہ مشہور حادثہ (بغداد کی تباہی کا) رونما ہوا، جس کا تذکرہ اس کے عہدِ حکومت کے حالات میں بیان ہوگا۔

اصفہانی کی روایت: ابن فضل اللہ نے شمس الدین اصفہانی کی روایت سے اپنی کتاب میں یہ بیان کیا ہے کہ "ہلاکو خود مختار (بادشاہ) نہیں تھا۔ وہ اپنے بھائی منگو خان کی طرف سے نائب حاکم تھا۔ نہ تو اس کے نام کا کوئی سکہ ڈھالا گیا تھا اور نہ کسی سکے پر اس کے فرزند ابغا کا نام تھا۔ البتہ جب ارغو خود مختار حاکم ہو گیا تو اس نے صاحبِ تخت و تاج (مغل بادشاہ) کے نام کے ساتھ اپنا نام بھی کندہ کرایا تھا"۔

وہ مزید رقم طراز ہے: "مغل تخت نشین (بادشاہ) کا فوجی افسر (کوتوال) اس وقت سے بغداد میں رہنے لگا تھا مگر جب قازان بادشاہ ہوا تو اس نے اس کوتوال کو نکال دیا تھا اور سکہ میں صرف اپنا نام ہی باقی رکھا۔ اس کا قول تھا: "میں نے ہی یہ ملک بزور شمشیر فتح کیا ہے"۔

باغی جماعت: چنگیز خان کے افراد خاندان کی یہ رائے ہے کہ ہلاکو کی اولاد باغی جماعت ہے کیونکہ چنگیز خان نے (ان کے جدِ امجد) طولی (تولی) کو کسی علاقہ کا حاکم مقرر نہیں کیا تھا۔ اس نے منگو خان کو بھی جو بعد میں حاکم مقرر ہوا، نائب حاکم بنا کر بھیجا تھا۔ بعد میں منگو خان کو ناطو ابن دوشی نے تخت نشین کرایا تھا۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔

مجہول النسب: وہ مزید رقم طراز ہے: "قابل اعتماد حضرات نے یہ بیان کیا ہے کہ ہلاکو نے کسی ایسے شخص کو زندہ نہیں چھوڑا جو اس کے حسب و نسب کی تحقیق کر سکے۔ کیونکہ اس نے اپنی سلطنت کے تحفظ کے لئے ایسے افراد قتل کرا دیئے تھے اور جو زندہ بچ نکلے تو وہ اپنی شخصیت کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ اس وجہ سے اس کے نسب کا حال پوشیدہ رہا"۔

مغل سلاطین کی ترتیب: شمس الدین اصفہانی نے مغلوں کے ایک بڑے امیر کے حوالے سے یہ بیان کیا ہے: "سب سے پہلے چنگیز خان تخت نشین ہوا۔ پھر اس کا فرزند اوکدائی تخت پر بیٹھا۔ پھر اس کا فرزند کفود بن اوکدائی تخت نشین ہوا۔ پھر منگو خان بن طولی بادشاہ ہوا، پھر اس کا بھائی اربکان تخت نشین ہوا، پھر ان دونوں کا بھائی قبلائی بادشاہ ہوا، پھر دمر فائی تخت نشین ہوا۔ اسے تمر فائی بھی کہتے ہیں۔ پھر توبی کیزی (مغلوں کا) بادشاہ ہوا۔ پھر کیز قان ہوا۔ (آخر میں) سندمر دقان طرمالا ابن جنکمر بن قبلامی بن طولی تخت نشین ہوا"۔ یہاں پر ابن فضل اللہ کی تحریر ختم ہوئی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح بلادِ روم: دوسری روایت یہ ہے کہ ''جب منگو خان تخت نشین ہوا تو اس نے بلادِ روم پر حملہ کرنے کے لئے ایک مغل سردار بیکو کی قیادت میں تاتاری لشکر بھیجا اس نے قلیج ارسلان کی اولاد کے قبضہ سے بلادِ روم کو نکال لیا۔ جیسا کہ اس خاندان کے حالات میں مذکور ہے یوں یہ علاقہ مغلوں کے تسلط میں آ گیا تا آنکہ مغلوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

منگو خان کی وفات: اس کے بعد منگو خان نے اپنے بھائی قبلائی خان کو خان کا عہدہ دے کر اس کی قیادت میں ایک لشکر مملکت خطا کی طرف بھیجا پھر خود بھی (لشکر لے کر) اس کے پیچھے روانہ ہو گیا اور قراقوم کے تخت پر اپنے دوسرے بھائی ازبک کو جانشین بنایا۔ مگر راستے ہی میں مملکت غور میں دریائے طائی کے قریب ۶۵۲ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد ازبک تخت نشین ہوا اور جب قبلائی خان مملکت خطا سے واپس آیا تو ازبک نے لشکر کشی کر کے شکست دے کر اُسے بھگا دیا۔ اس کے بعد اس نے مال غنیمت پر خود قبضہ کر لیا اور اپنے بھائیوں اور قوم کو اس میں سے کچھ حصہ نہیں دیا۔ اس لئے وہ قبلائی خان کے حامی ہو گئے انہوں نے اس کو بلوایا تو اس نے آ کر اپنے بھائی ازبک سے جنگ کی اور اسے شکست دے کر گرفتار کر لیا اور اسے قید کر دیا۔ اس کے بعد غانیہ میں اس کی حکومت مستحکم ہو گئی۔

قبلائی خان کی حکومت: جب ہلاکو شام کو فتح کر چکا تو اسے یہ اطلاع ملی تو وہ وہاں سے لوٹ گیا کیونکہ اسے غانیہ کی حکومت کی توقع تھی جب وہ دریائے جیحوں کے قریب پہنچا تو اسے یہ اطلاع ملی کہ اس کا بھائی قبلائی خان غانیہ میں مستحکم حکومت قائم کر چکا ہے اور وہ اب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا لہٰذا اس نے مصالحت کر لی اور اپنے مقبوضہ علاقے پر قانع ہو کر عراق لوٹ آیا۔

قیدو کی فتح: قبلائی خان کے آخری عہدِ حکومت میں ۶۵۷ھ میں سابق بادشاہ اوکدائی کے کسی فرزند نے اس کے خلاف بغاوت کی وہ قیدو بن قاشی بن کفود بن اوکدائی تھا۔ اس کے ساتھ قبلائی خان کے کچھ سردار بھی شامل ہو گئے اور انہوں نے اسے اس مقصد کے لئے ورغلایا تو وہ لشکر لے کر روانہ ہوا۔ قبلائی خان نے اپنے فرزند تمقاق کی قیادت میں فوج مقابلہ کے لئے بھیجی، مگر قیدو نے اسے شکست دے دی۔ تمقان بھاگ کر اپنے والد کے پاس پہنچا تو وہ اس پر سخت ناراض ہوا اور اسے نکال کر مملکت خطا کی طرف بھگا دیا جہاں وہ فوت ہو گیا۔

قبلائی خان کی وفات: اس کے بعد قبلائی قیدو پر غالب آ گیا۔ اس زمانے میں سلاطین ماوراء النہر چغتائی خاندان کے ایک فرد براق بن سنقف نے چنگیز خان کی وصیت کے مطابق ماوراء النہر کے علاقے کو فتح کر کے وہاں اپنی حکومت قائم کر لی۔

صاحب تخت و تاج قبلائی خان ۶۸۸ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا فرزند سرتموق بادشاہ ہوا۔

چنگیز خان کی اولاد میں سے قراقوم کے تخت پر جو سلاطین جاگزین ہو گئے تھے ان کے بارے میں ہمیں اسی قدر حالات معلوم ہوئے ہیں۔

چغتائی خاندان کی سلطنت

ترکستان، کاشغر اور ماوراء النہر کا علاقہ اسلام سے پہلے کے عہد میں ترکوں کی پہلی سلطنت تھی، جب ترکستان اور کاشغر کے ترک سلاطین مسلمان ہوئے تو وہ وہیں رہنے لگے تھے اور بنو سامان بخارا اور سمرقند کے خودمختار حاکم ہو گئے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے بعد سلجوقی اور تاتاری حکام بھی وہیں سے نمودار ہوئے۔

جب چنگیز خان نے ان علاقوں کو فتح کیا تو اس نے وصیت کی کہ یہ مملکت اس کے فرزند چغتائی کو دی جائے۔ مگر اس کی زندگی میں اس کی تکمیل نہیں ہوسکی اور چغتائی یہاں کا حاکم بننے سے پہلے ہی فوت ہوگیا۔

جب منگو خان بن طولی (تولی) تخت نشین ہوا تو چنگیز خان کی وصیت کی تکمیل کے لئے اس نے اپنے چچا چغتائی کی اولاد کو ماوراء النہر کا حاکم مقرر کیا اور منگو خان حاکم ہوا۔ جب منگو خان فوت ہوگیا تو اس کے بھائی ہلاکو نے اس کے فرزند مبارک شاہ کو حاکم مقرر کیا۔ پھر قیدو بن قاشی نے ان کے قبضے سے ماوراء النہر کی سلطنت کو چھین لیا۔ اس کا دادا کفوک (؟) صاحب تخت و تاج بادشاہ تھا۔ وہ اوکدائی بن چنگیز خان کا فرزند تھا اور منگو خان اس کے بعد بادشاہ ہوا تھا۔

قیدو کی حکومت: جب قیدو اس علاقہ کا حاکم ہوگیا تو اس نے صاحب تخت و تاج بادشاہ قبلائی کے خلاف جنگ کی۔ چنانچہ فریقین میں جنگ ہوتی رہی۔ اس اثناء میں قبلائی نے چغتائی کے فرزندوں کو اپنا ملک واپس لینے میں امداد دی اور اسی خاندان میں سے براق بن سنقف کو حاکم مقرر کر کے اسے فوجی اور مالی امداد دی۔ چنانچہ وہ قیدو بن قاشی پر غالب آ گیا اور اپنے آباؤ اجداد کی سلطنت کا خودمختار بادشاہ بن گیا۔

چغتائی حکام: اس کے فوت ہونے کے بعد دوا یہاں کا بادشاہ مقرر رہا۔ اس کی موت کے بعد اس کے چاروں فرزند یکے بعد دیگرے حاکم ہوئے۔ ان کے نام (بہ ترتیب حکومت) یہ ہیں (۱) کجک (۲) اسعاد (۳) کبک (۴) انجکدائی۔

ان چاروں کے بعد دواتمر بادشاہ ہوا۔ پھر ترماشین بادشاہ ہوا۔ اس کے بعد قوزون بن ارماکان (ماوراء النہر کا) بادشاہ مقرر ہوا جو منگو خان بن چغطائی (چغتائی) کا پوتا تھا۔ اس اثناء میں کچھ افراد نے زبردستی سلطنت پر قبضہ کر لیا تھا مگر وہ حکومت برقرار نہیں رکھ سکے۔ ان میں سے ایک کا نام سیماور بن ارکتم بن بغاتمر بن براق تھا۔

بہر حال ترماشین کے بعد چغتائی خاندان کی سلطنت ڈانواں ڈول رہی تا آنکہ ان میں سے جنقصو بن دواتمر بن حلوا بن براق بن سنقف بادشاہ مقرر رہا۔

مجوسی خاندان: یہ سارا خاندان مجوسی مذہب کا پابند تھا اور آفتاب کی پرستش کرتا تھا۔ بالخصوص وہ چنگیز خان کے دین و مذہب پر عمل پیرا تھا، جسے بخشیہ مذہب کہا جاتا تھا۔ چغتائی خاندان اس مسلک پر سختی سے عمل کرتا تھا اور اس کی سیاسی پالیسی وہی تھی جو صاحب تخت و تاج مغل بادشاہوں کی تھی۔

ترماشین کا قبول اسلام: چغتائی خاندان میں سے جب ترماشین بادشاہ ہوا تو وہ ۷۲۵ھ میں مسلمان ہوگیا۔ اس نے جہاد بھی کیا اور جو (مسلمان) سوداگر وہاں آمد و رفت رکھتے تھے، وہ ان کی تعظیم کرتا تھا (اس سے پہلے) اس ملک میں مصری تاجروں کا داخلہ ممنوع تھا مگر جب انہیں یہ اطلاع ملی تو وہ اس کے ملک پہنچنے لگے (جب وہ واپس جاتے تھے تو) تو وہ وہاں اس کی تعریف کرتے تھے۔

امیر تیمور کا ظہور: جب تمام علاقوں میں چنگیز خان کی اولاد کی سلطنتیں ختم ہوگئیں تو اسی چغتائی خاندان میں سے سمرقند اور ماوراء النہر کے علاقے میں ایک بادشاہ نمودار رہا۔ جس کا نام تمر (تیمور) تھا۔ ہمیں نہیں معلوم ہے کہ اس کا سلسلۂ نسب وہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک کیسے پہنچتا ہے کیونکہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ چغتائی خاندان سے نہیں تھا بلکہ اس نے ان کے سلاطین کی نسل میں سے ایک بچے پر قبضہ کر رکھا تھا جس کا نام طغتمش یا محمود تھا۔ اس کے والد کی موت کے بعد اس کا نام (سلطان کی فہرست میں) شامل کرلیا گیا تھا اور وہ اس پر غالب آ گیا تھا اور اس نے (اپنے آپ کو) ان کے امراء میں مشہور کر دیا تھا۔

نامعلوم نسب: مجھ سے ایک چینی باشندے نے یہ بیان کیا ہے کہ اس کا باپ بھی خود مختار امیر اسی کی طرح تھا تاہم مجھے یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ آیا وہ چغتائی خاندان کا خالص النسب فرد تھا یا وہ ان کے حامیوں اور حلیفوں میں سے تھا۔

تیمور کی فتوحات: فقیہ برہان الدین خوارزمی نے جو خوارزم کا بڑا عالم اور معزز سردار تھا مجھے یہ بتایا: ''جب ابتداء میں یہ بادشاہ (تیمور) نمودار ہوا تو بخارا میں ایک مغل سردار تھا جو حسن کے نام سے موسوم تھا اور خوارزم میں بھی سرائے کے صاحب تخت و تاج سلاطین میں سے ایک شخص تھا جو حاجی حسن صوفی کے نام سے مشہور تھا۔ لہٰذا سب سے پہلے اس نے بخارا پر لشکر کشی کی اور حسن کو شکست دے کر بخارا کو فتح کرلیا۔ پھر وہ خوارزم پر حملہ آور ہوا اور حاجی حسن صوفی کے ساتھ اس کی طویل جنگیں ہوتی رہیں۔ اس نے کئی مرتبہ وہاں کا محاصرہ کیا۔

فتح خراسان: جنگ کے دوران حسن صوفی فوت ہوگیا اور اس کا بھائی یوسف اس کا جانشین ہوا تو تمر نے اسے شکست دے کر خوارزم فتح کرلیا اور طویل محاصرہ کر کے اسے تباہ و برباد اور ویران کر دیا۔ بعد ازاں اس نے تباہ شدہ حصہ کو تعمیر کرایا۔ اس طرح ماوراء النہر کی مملکت اس کے زیر نگین ہوگئی تو اس نے بخارا کو پائے تخت مقرر کیا۔ پھر اس نے خراسان کی طرف لشکر کشی کی اور ہرات کے حاکم کو شکست دے کر اسے فتح کرلیا۔ ہمارے خیال میں ہرات کا حاکم غوری خاندان کی یادگار تھا۔

فتح مازندران و توریز: (تیمور) اس کے بعد مازندران کی طرف لشکر لے کر روانہ ہوا وہاں وہ اس کے حاکم شیخ ولی کے ساتھ طویل جنگیں لڑتا رہا آخر کار ۷۸۴ھ میں اس نے فتح حاصل کی اور شیخ ولی توریز کی طرف بھاگ گیا۔ تمر نے ۷۸۸ھ میں توریز بھی فتح کرلیا اور شیخ ولی یہاں کی جنگ میں مارا گیا۔

اس کے بعد اس نے شہر اصفہان پر حملہ کیا۔ اہل اصفہان نے مجبوراً (بادل نخواستہ) اطاعت کی تاہم اس کی قوم اور خاندان کے ایک بڑے سردار نے جس کا نام معمر الدین تھا۔ اس کی مخالفت کی اور سرائے کے تخت نشین طغتمش (مغل بادشاہ) نے اسے امداد فراہم کی اس لئے اس نے پلٹ کر حملہ کیا اور اس کے ساتھ جنگ کرتا رہا تا آنکہ اس نے اسے شکست دے کر اس کے نام و نشان مٹا دیئے اور طغتمش (تخت نشین بادشاہ) نے اس کے مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کرلیا۔

فتح بغداد: تیمور نے ۷۹۵ھ میں بغداد پر حملہ کیا تو وہاں کا بادشاہ احمد بن اویس بن شیخ حسن جو خاندان ہلاکو کے بعد وہاں کا زبردستی بادشاہ بن گیا تھا۔ بغداد سے بھاگ گیا۔ اس کے بعد احمد بن اویس شام ۷۹۶ھ میں پہنچ گیا۔ یوں تمر (تیمور) نے بغداد اور الجزیرہ کو دریائے فرات تک فتح کرلیا۔

تاتاری بادشاہ کو شکست: اب مصر کا بادشاہ اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوا اور دریائے فرات کے قریب پہنچ گیا۔ مگر تیمور نے مقابلہ نہیں کیا بلکہ پیچھے ہٹ کر وہ کردوں کے قلعوں اور بلادِ روم کی طرف چلا گیا اور آذربائیجان اور الابواب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے درمیان قراباغ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ اس اثناء میں تخت نشین بادشاہ طغتمش اپنے ملک کی طرف واپس چلا گیا۔ لہٰذا تیمور ۷۷۹ھ میں اس کے ملک پر حملہ آور ہوا اور اسے شکست دے کر اسے تمام ممالک سے نکال باہر کیا۔ اس سال کے آخر میں یہ اطلاع آئی کہ اس نے طغتمش کو مکمل شکست دے کر اسے قتل کر دیا ہے اور اس کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا اور موجودہ زمانے تک وہ اسی حال میں ہے۔

اہل عجم کی روایت ہے کہ تیمور کے ظہور کی تاریخ لفظ عذب سے نکلتی ہے یعنی جمل کے حساب سے اس لفظ سے ۷۷۲ھ تاریخ نکلتی ہے۔

خاندان دوشی خان کے سلاطین

چنگیز خان نے اپنے فرزند دوشی خان کو خوارزم اور دشت قفچاق کا حاکم مقرر کیا تھا یہ شمالی علاقے کی وسیع مملکت ہے جو خوارزم سے شروع ہو کر نارکند، صغد اور صرائی سے گزرتی ہوئی شر ماجری، اران، سرادق، بلغار، باشقرد اور جدلمان تک پھیلی ہوئی ہے۔ اسی مملکت کے حدود میں شروان کے علاقے کا شہر بالو بھی ہے جہاں لوہے کا پھاٹک ہے جو دمرقفو کے نام سے موسوم ہے اس مملکت کا جنوبی علاقہ قسطنطنیہ کے حدود تک پھیلا ہوا ہے۔ یہاں شہر بہت کم ہیں مگر آبادی اور عمارتیں بہت ہیں۔

دوشی اور ناطوخان: اس مملکت کا جو سب سے پہلا تاتاری بادشاہ مقرر ہوا وہ دوشی خان تھا۔ جب دوشی خان فوت ہوا تو اس کا جانشین اس کا فرزند ناطوخان ہوا۔ اسے صامر خان بھی کہتے ہیں۔ اس کا مفہوم حملہ آور بادشاہ ہے۔ وہ اس مملکت کا ۶۵۰ھ تک بادشاہ رہا اور اسی سن میں وہ فوت ہو گیا۔

جب ناطو فوت ہوا تو اس کا بھائی طرطو بادشاہ ہوا۔ وہ صرف دو سال تک بادشاہ رہا اور ۶۵۲ھ میں فوت ہو گیا۔

اس کی موت کے بعد اس کا بھائی برکتہ بادشاہ مقرر ہوا۔ ابن فضل اللہ نے ابن الحکیم کی روایت کے مطابق ان کا حال اس طرح بیان کیا ہے۔

ابوالفداء کا بیان: حاکم حماۃ (ابوالفداء) المؤید نے اپنی تاریخ میں یوں بیان کیا ہے: ''جب طرطو فوت ہوا تو اس کا کوئی لڑکا نہ تھا۔ البتہ اس کے بھائی ناطوخان کے دو لڑکے تھے، ان میں سے ایک کا نام تدان اور دوسرے کا برکتہ تھا۔ تدان سلطنت کا امیدوار تھا مگر ارکان سلطنت نے اس کے بجائے برکتہ کو سلطان مقرر کیا۔ جب ہلاکو نے عراق فتح کیا تو تدان کی والدہ ہلاکو کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوئی تا کہ وہ اسے اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ (ہلاکو) اس کی قوم کا بادشاہ بن جائے، مگر راستے ہی میں اسے روک لیا گیا اور قتل کر دیا گیا۔ یوں برکتہ ہی اپنی مملکت کا سلطان برقرار رہا''۔

برکتہ کی حکومت: اس روایت میں المؤید (ابوالفداء) نے برکتہ کو ناطوخان بن دوشی خان کی طرف منسوب کیا ہے اور ابن الحکیم نے جیسا کہ ابن فضل اللہ نے بیان کیا ہے اسے براہ راست دوشی خان کا فرزند بتایا ہے۔

اسلام کے لانے کا واقعہ: (ابوالفداء) المؤید نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ برکتہ شیخ نجم الدین کے ساتھی شیخ شمس الدین باخوری کے دست مبارک پر مسلمان ہوا۔ اس زمانے میں شیخ باخوری بخارا میں مقیم تھے۔ لہٰذا انہوں نے اسے دعوت اسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی تو وہ مسلمان ہوا۔...پھر برکتہ نے شیخ

....

موصوف سے ملاقات کے لئے سفر کیا تو شیخ موصوف نے اسے ملاقات کی اجازت نہیں دی۔ جب ان کے ساتھیوں نے بہت اصرار کر کے اجازت حاصل کی تو وہ ملاقات کے لئے داخل ہوا اور اسلام کے لئے تجدید بیعت کی۔

مدارس و مساجد کی تعمیر: شیخ موصوف نے برکت سے یہ عہد لیا کہ وہ نہ صرف کھلم کھلا اظہار اسلام کرے گا بلکہ اپنی قوم کو بھی اسلام لانے کی ترغیب دے گا چنانچہ اس نے اپنی قوم کو بھی مسلمان ہونے کی ترغیب دی۔ اس لئے اپنی سلطنت کے تمام شہروں میں مساجد اور مدارس تعمیر کرائے اور علماء وفقہاء کو مقرب بارگاہ بنایا اور انہیں انعام واکرام سے نوازنے لگا۔

(ابوالفداء) المؤید کے اس بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ برکتہ اپنی بادشاہت کے زمانے میں مسلمان ہوا۔ مگر ابن الحکیم کی اس روایت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے بھائی ناطو کے عہدِ حکومت میں مسلمان ہوا تھا۔ چونکہ ہمیں مغلوں کی سلطنت کی کوئی (مستند) تاریخ نہیں ملی جس کی طرف رجوع کیا جائے۔ اس لئے یہ صرف ہماری رائے اور اجتہاد ہے۔

برکتہ کے دیگر حالات: بعد کے واقعات حاکم حماۃ المؤید (ابوالفداء) کی تاریخ سے ماخوذ ہیں جو مظفر بن شہنشاہ بن ایوب کی اولاد سے تھا۔ وہ رقم طراز ہے:

''پھر برکتہ نے اپنے عہد حکومت میں اپنے بھائی ناطو کو جہاد کے لئے مغربی علاقے کی طرف بھیجا اس نے اللان (جرمنی؟) کے فرنگی بادشاہ سے جنگ کی' جس میں اسے شکست ہوئی اور وہ لوٹ آیا۔ پھر وہ اسی رنج و افسوس میں مر گیا۔''

ہلاکو کی سازش: اس کے بعد برکتہ اور صاحب تخت وتاج قبلائی کے درمیان خانہ جنگی ہوئی اور برکتہ نے قبلائی کی عملداری میں سے خاقانیہ کا علاقہ چھین لیا اور اس کا حاکم اپنے بھائی ناطو کے بیٹے سرخاد کو مقرر کیا۔ وہ عیسائی مذہب کا پیرو تھا۔ ہلاکو نے اس کے ساتھ یہ سازش کی کہ وہ اپنے چچا برکتہ کے خلاف باغی ہو کر صاحب تخت قبلائی کی حمایت کرے۔ اس کے بدلے میں وہ خاقانیہ کے علاوہ جو علاقہ وہ چاہے گا اسے جاگیر میں مل جائے گا۔

برکتہ کو اس سازش کا علم ہو گیا' اسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سرخاد اسے زہر دے کر قتل کرنا چاہتا ہے لہٰذا اس نے اس کا کام تمام کر دیا اور اس کے بجائے اپنے بھائی کو خاقانیہ کا حاکم مقرر کیا۔

ابغا کی شکست: ہلاکو نے سرخاد کا انتقام لینا چاہا۔ چنانچہ ۶۲۰ھ میں دریائے آمد کے قریب ہلاکو اور برکتہ کے درمیان جنگ ہوئی۔ پھر ہلاکو ۶۲۳ھ میں مر گیا اور اس کا فرزند ابغا (اباقا) اس کا جانشین ہوا تو وہ بھی برکتہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ برکتہ نے سنتائی بن بانیقان بن جغطائی اور نوغیہ ابن تتر بن مغل بن دوشی خان کی قیادت میں (فوجیں) اس کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیجیں۔ جب فریقین میں مقابلہ ہوا تو سنتائی پسپا ہوا اور شکست کھا کر لوٹ آیا مگر نوغیہ نے ابغا کو شکست دی اور اس کی فوجوں کا صفایا کر دیا۔

یوں برکتہ پر نوغیہ کی دھاک بیٹھ گئی اور وہ سنتائی پر سخت ناراض ہوا اور اس کی قدر و منزلت جاتی رہی۔ آخر کار برکتہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۶۵ھ میں فوت ہو گیا۔

منگوتمر بن طغان بن ناطوخان

جب برکہ فوت ہوا تو اس کے بجائے شمالی سلطنت کے تخت پر منگوتمر بن طغان بیٹھا' اس کا عہد حکومت طویل رہا۔ اس نے قسطنطنیہ کے بادشاہ اشکر کے ساتھ کسی رنجش کی وجہ سے اس کے ملک پر ۶۷۰ھ میں لشکر کشی کی' مگر بادشاہ نے اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا اس لئے وہ واپس آ گیا۔

اس نے ۶۸۰ھ میں ابغا بن ہلاکو کو امداد دینے کے لئے شام پر فوج کشی کی۔ وہ خود بلادِ روم کے علاقہ ابلستین اور قیساریہ کے درمیان مقیم ہوا۔ پھر وہ دربند سے گزر کر ابغا کے پاس پہنچا جو رحبہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ پھر اس نے اس کے بھائی منگوتمر بن ہلاکو کے ساتھ (شام کے علاقہ) حماۃ کی طرف پیش قدمی کی تو وہاں کے لوگوں نے ان کا مقابلہ کیا۔ مصر و شام کا بادشاہ منصور قلادن بھی دمشق سے ان کے مقابلے کے لئے فوج لے کر روانہ ہوا اور حمص کے باہر نبرد آزما ہوا' اس کا نتیجہ تاتاری بادشاہوں کے برخلاف برآمد ہوا۔ ان کے بہت سے سپاہی مارے گئے اور (جو باقی بچے وہ) گرفتار کر لئے گئے۔ ابغا رحبہ کے محاذ سے بھاگ نکلا اور تاتاری فوجیں شکست کھا کر اپنے وطن واپس چلی گئیں۔

تدان کی حکومت: اس جنگ کے بعد شمالی سلطنت کا بادشاہ منگوتمر فوت ہو گیا اور منگوتمر بن ہلاکو بھی ۶۸۱ھ میں فوت ہو گیا۔ منگوتمر کے بعد اس کا فرزند تدان بادشاہ ہوا اور وہ سرائے (صرای) کے تخت پر بیٹھا۔ اس نے پانچ سال حکومت کی' پھر وہ راہب بن گیا اور تخت و سلطنت سے دست بردار ہو کر مشائخ اور درویشوں کی صحبت میں رہنے لگا۔

قلابغا کا عہد حکومت: جب تدان بن منگوتمر راہب بن گیا اور اپنے ملک سے نکل گیا تو اس کا بھائی قلابغا اس کا جانشین ہوا۔ اس نے الکرک کے علاقے پر حملہ کرنے کا مصمم ارادہ کیا۔ اس نے نوغیۃ بن تتر سے بھی تعاون کی درخواست کی جو شمالی سلطنت کے ایک حصہ کا خودمختار حاکم تھا لہٰذا وہ بھی اپنی فوج لے کر اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ یوں ایک لشکر جرار روانہ ہوا اور وہ سب الکرک کے علاقے میں گھس گئے انہوں نے حملہ کر کے فتنہ و فساد برپا کیا' مگر چونکہ موسم سرما آ گیا تھا اس لئے انہیں وہاں سے رخصت ہونا پڑا۔ چونکہ تاتاری سلطان نے ایسے علاقے پر قبضہ کیا تھا جو جنگل و بیابان پر مشتمل تھا اس لئے وہاں اس کی فوجوں کا بہت بڑا حصہ تباہ و برباد ہو گیا جس کا باعث سخت سردی اور بھوک تھی اور وہ اپنے مویشی اور (سواری کے) جانور کھانے پر مجبور ہوئے۔

نوغیۃ سے بدگمانی: چونکہ نوغیۃ قریبی راستہ سے روانہ ہوا تھا اس لئے وہ اپنی عملداری میں صحیح و سالم اور بخیر و عافیت واپس آ گیا اور وہ ان مصائب کا شکار نہیں ہوا۔ اس پر سلطان نے اس کے معاملے میں سستی اور غفلت اختیار کرنے کا الزام لگایا۔ اس سے پہلے بھی وہ اس کے ظلم و استبداد کی وجہ سے ناراض تھا کیونکہ اس نے کنجک کی بیوی کو بھی قتل کر دیا تھا جو اس کے باپ اور بھائی کے عہد میں بھی صاحب اقتدار تھی۔ اس نے نوغیۃ سے شکایت کی تو اس نے حکم دیا کہ اس کا گلا گھونٹ کر اسے مار ڈالا جائے۔ اس نے اس سردار کو بھی قتل کر دیا جو اس عورت کی خدمت پر مامور تھا۔ اس کا نام بیطرا تھا۔ ان واقعات کی وجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے قلابغا اس کا مخالف ہو گیا اور اس نے عزم مصمم کر لیا کہ وہ اسے اچانک قتل کر دے گا۔

قلابغا کا قتل: چنانچہ جب اس نے یہ منصوبہ تیار کر لیا تو اس نے نوغیتہ کو بلوایا۔ نوغیتہ کو بھی اس بات کی اطلاع مل گئی تھی۔ اس لئے اس نے سلطان کی خیر خواہی اور ہمدردی کا بے حد اظہار کیا۔ اس نے اس کی والدہ کو لکھا کہ وہ سلطان سے تنہائی میں خیر خواہی کی باتیں کہنا چاہتا ہے.. لہٰذا اس کی .... والدہ نے سلطان کو اس منصوبہ سے باز رکھا اور اسے آمادہ کیا کہ وہ اسے بلوا کر نصیحت کی باتیں سنے۔

چنانچہ نوغیتہ کو بلوایا گیا۔ اس نے سلطان قلابغا کے بھائیوں کو (اپنے ہمراہ چلنے کے لئے) جو اس کے حامی تھے ان میں طغطائی، بولک، صرای اور تدان شامل تھے جو منگوتمر بن طغان کے فرزند تھے وہ اس کے ساتھ گئے مگر جب سلطان قلابغا اپنے فوجی دستے کے ساتھ نوغیتہ سے ملاقات کرنے کے لئے اچانک پہنچا تو وہ (اس کے بھائی) دور ٹھہر گئے۔ نوغیتہ نے اپنے سپاہیوں کو کمین گاہ میں چھپا دیا تھا۔ جب دونوں میں ملاقات ہو گئی تو وہ دونوں تھوڑی دیر باتیں کرتے رہے اس کے بعد (نوغیتہ کے) پوشیدہ سپاہی کمین گاہوں سے نکل آئے اور انہوں نے سلطان کو محاصرہ میں لے کر مار ڈالا۔ قتل کا یہ واقعہ ۶۹۰ھ میں ہوا۔

طغطائی کی حکومت: سلطان قلابغا کو قتل کرتے ہی اس کے بجائے طغطائی کو سلطان بنایا گیا اور نوغیتہ اپنے علاقے کی طرف واپس چلا گیا۔ اس نے طغطائی کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ ان تمام امراء کو قتل کر دے جنہوں نے قلابغا کے ساتھ مل کر اس کے قتل کی سازش کی تھی۔ چنانچہ طغطائی نے ان سب کو قتل کرا دیا۔ پھر وہ بھی نوغیتہ سے بدگمان ہو گیا، کیونکہ وہ ظلم واستبداد کے طریقہ پر بدستور قائم رہا۔ اس لئے طغطائی اس سے متنفر ہو گیا اور ان دونوں کے درمیان کشیدگی بڑھتی گئی۔

طغطائی کی شکست: جب ارکانِ سلطنت بھی نوغیتہ کے پاس پہنچنے لگے تو وہ انہیں طغطائی کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ ان امراء میں سے طاز بن منجک کے ساتھ اس نے اپنی بیٹی کی شادی کر دی تھی۔ آخر کار (سلطان طغطائی) اس سے (جنگ کرنے کے لئے) روانہ ہوا۔ جب نوغیتہ سے اس کا مقابلہ ہوا تو اس نے سلطان کو شکست دی۔ راستے میں دریائے مل حائل تھا لہٰذا اس کے بہت سے سپاہی دریا میں غرق ہو گئے۔ نوغیتہ اس کے تعاقب سے باز رہا اور شمالی علاقوں پر قابض ہونے کے لئے اس نے اپنے بنیرہ قراجا ابن طشتمر کو ۶۷ھ میں قرم کے شہر کی حکومت دے دی تھی۔ چنانچہ وہ وہاں سے مالیانہ وصول کرنے کے لئے پہنچا تو لوگوں نے اس کی ضیافت کی، مگر رات کے وقت سازش کر کے اسے مار ڈالا۔ لہٰذا نوغیتہ نے قرم کے علاقے کی طرف اپنی فوجیں روانہ کیں۔ انہوں نے وہاں جا کر تباہی مچا دی اور اس علاقے کے آس پاس کے تمام گاؤں اور جاگیریں لوٹ لیں اور سارے علاقے کو تباہ و برباد کر دیا۔

نوغیتہ کا قتل: نوغیتہ پہلے اپنے ساتھیوں کے ساتھ بہت ایثار اور رواداری سے کام لیتا تھا، مگر جب وہ خود مختار ہو گیا تو اس نے اپنے فرزند کا مرتبہ اپنے ساتھی امراء سے بڑھ کر مقرر کیا۔ اس کے ہمرکاب مغل شہزادوں میں سے ایاجی بن قرمش اور اس کا بھائی قراجا تھے۔ لہٰذا جب اس نے اپنے فرزند کو ان پر ترجیح دی تو وہ دونوں اپنی قوم کو لے کر طغطائی کے پاس چلے گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوغیتہ کے فرزند نے ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے کچھ واپس آ گئے مگر باقی وہیں رہ گئے۔ لہٰذا نوغیتہ کے فرزند نے ایاجی اور قراجا کے ان ساتھیوں کو قتل کرا دیا جو واپس آ گئے تھے اس پر وہ مغل امراء بہت ناراض ہوئے جو اس کے ساتھ تھے وہ بھی طغطائی کے پاس پہنچ گئے اور اسے آمادہ کیا کہ وہ نوغیتہ سے جنگ کرے۔ چنانچہ اس نے فوج اکٹھی کی اور ۶۹۹ھ میں فوج لے کر کوکان یک کے مقام پر پہنچ گیا۔ وہاں نوغتیہ اور اس کے فرزند کے لشکر کو شکست ہوئی اور نوغیتہ میدان جنگ میں مارا گیا۔
جب اس کا سر طغطائی کے پاس لایا گیا تو اس نے اس کے قاتل کو یہ کہہ کر قتل کر دیا۔ ''رعایا خود سلطان کو قتل نہیں کرتی''۔

اس کے بعد نوغتیہ کا جنگی خیمہ لوٹا گیا اور ان کے جنگی اسیروں کو دنیا کے مختلف حصوں میں فروخت کر دیا گیا۔ چنانچہ مصر میں بھی ان غلاموں کی ایک جماعت فروخت کی گئی جو وہاں فوج میں بھرتی کی گئی۔

نوغیتہ کے جانشین: جب نوغیتہ ہلاک ہوا تو اس کا فرزند جکاء اس کا جانشین ہوا اس کے بھائی نے اس کی مخالفت کی تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ لہٰذا اس کے ساتھی اس سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے اسے اچانک قتل کرنے کا عزم مصمم کیا۔ اس کام کے لئے اس کا نائب طغرلجای اور اس کا بہنوئی جو اس کی بہن طاز بن منکک کا شوہر تھا۔ مقرر رہوا۔ جب اس کی اطلاع اسے موصول ہوئی تو اس وقت وہ لاز اور روس کے علاقے میں جہاد کرنے گیا ہوا تھا۔ وہ (یہ خبر سنتے ہی) نہایت تیزی کے ساتھ اپنے علاقے میں واپس آ گیا۔ پھر اس کی فوجیں بھی اس کے پاس پہنچ گئیں تو اس نے ان دونوں کے خلاف جنگ کر کے انہیں شکست دے دی۔

مستحکم سلطنت: پھر طغطائی نے جکاء بن نوغیتہ کے برخلاف ان دونوں کو فوجی امداد بہم پہنچائی تو اسے شکست ہو گئی اور وہ اولاق کے شہروں کی طرف بھاگ گیا۔ اس نے کوشش کی کہ بلاد اولاق کے کسی قلعہ میں محصور ہو جائے' وہاں اس کا بہنوئی بھی تھا قلعہ کے حاکم نے اسے گرفتار کر کے طغطائی کے پاس بھیج دیا۔ اس نے ا۷ھ میں اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس کا بھائی طرائی اور اس کا فرزند قراکسک بچ نکلے تھے اور وہ دونوں کہیں بھاگ گئے تھے لہٰذا اب طغطائی کے لئے میدان مخالفوں اور باغیوں سے خالی ہو چکا تھا اور اس کی سلطنت مستحکم ہو گئی تھی۔ اس لئے اس نے اپنی عملداری کو اپنے بھائی صرائی بغا اور اپنے دونوں فرزندوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ اس نے منکلی بغا کو باب الحدید کے قریب دریالنا کے علاقے کا حاکم مقرر کیا۔

سازش کا انسداد: اس عرصے میں صرای بن نوغیتہ اپنے (پوشیدہ) مقام سے نکل کر طغطای کے بھائی صرائی بغا کے پاس پہنچا اور اس سے پناہ طلب کی۔ چنانچہ اس نے اسے پناہ دے کر اسے اپنے پاس رکھ لیا۔ جب وہ بے تکلف ہوا تو اس نے اپنے دل کا راز کھولا اور اسے اپنے بھائی طغطای کے برخلاف بغاوت کرنے پر آمادہ کیا۔ اس زمانے میں ان دونوں کا بڑا بھائی ازبک زندہ تھا اور وہ طغطای کے پاس رہتا تھا۔ لہٰذا صرای بغا سوار ہو کر اس کے پاس گیا تا کہ وہ اس (بغاوت) کے معاملے میں اس سے گفت وشنید کرے۔ اس نے اس منصوبہ کی مخالفت کی اور اپنے بھائی طغطای کو اس سے مطلع کر دیا تو اس نے فوراً اپنے بھائی صرای بغا اور صرای بن نوغیتہ دونوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور ان دونوں کو قتل کرا دیا اور اپنے بھائی صرای بغا کی حکومت بھی اپنے فرزند ابل بہادر کے سپرد کر دی۔

پھر اس نے قراکسک بن نوغیتہ کی تلاش میں فوج بھیجی مگر وہ شمالی ممالک کی طرف دور دراز علاقے میں چلا گیا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں کے کسی بادشاہ کے پاس پناہ گزین ہو گیا تھا۔

۷۰۹ھ میں اس کا بھائی بذالک اور اس کا فرزند اہل بہادر بھی فوت ہو گیا اور ۷۱۳ھ میں طغطای بھی فوت ہو گیا۔

ازبک بن طغرلجای بن منگوتمر

جب طغطائی فوت ہو گیا تو اس کے نائب السلطنت قطلتمر نے ازبک کو جو اس کے بھائی طغرلجائی کا فرزند تھا۔ اس کے والد طغرلجائی کی بیگم خاتون تنوخالون کے مشورہ سے بادشاہ مقرر کیا۔ اس نے اسے اسلام لانے کی ترغیب دی' چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا اور نماز پڑھنے کے لئے اس نے مسجد بھی تعمیر کرائی۔ اس کے ایک امیر نے اس کی مخالفت کی تو اس نے اسے قتل کرا دیا۔

سلطان مصر سے تعلقات: سلطان طغطائی اور سلاطین مصر کے درمیان تعلقات قائم ہوئے تھے۔ چنانچہ جب طغطائی فوت ہوا تو اس کے ایلچی ناصر محمد بن قلادن کے پاس گئے ہوئے تھے۔ جب وہ ازبک کے عہد حکومت میں وہاں واپس آئے تو ازبک نے ان کا عزت و احترام کے ساتھ استقبال کیا اور ازبک نے (سلطان مصر کے ساتھ) دوستانہ تعلقات کی تجدید کی۔ قطلتمر نے اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے خاندان کی کسی لڑکی کا اس سے رشتہ کر دے۔ اس نے اس مقصد کے لئے طغطائی کے بھائی بذالک کی دختر کا نام تجویز کیا۔ لہٰذا اس تجویز کے مطابق سلطان مصر سے خط و کتابت ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ اس بات کا فیصلہ ہو گیا اور انہوں نے منگیتر لڑکی کو مصر بھیج دیا اور سلطان ناصر نے عقد نکاح کر کے اسے اپنی زوجیت میں لے لیا جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔

اس کے بعد سلطان ازبک اور سلطان ابوسعید کے درمیان خانہ جنگی شروع ہو گئی جو ہلاکو خان کے فرزندوں کی طرف سے عراق کا تاتاری بادشاہ تھا۔ لہٰذا ایک نے اپنی فوجیں آذربائیجان کی طرف بھیج دیں۔

علاقہ پر جھگڑا: دوشی خان کے فرزند یہ دعویٰ کرتے تھے کہ توریز اور مراغہ کے علاقہ ان کے ہیں۔ جب قان (بادشاہ) نے ہلاکو کو بلادِ اسماعیلیہ اور بغداد کے علاقوں کو فتح کرنے کو بھیجا تھا تو اس نے فوج کی تعداد بڑھائی تھی اور اس کے ساتھ شمالی علاقے کی اس سلطنت کی فوجیں بھی روانہ ہوئی تھیں۔ چنانچہ ان کے لئے توریز کا چارہ (ان کے گھوڑوں وغیرہ کے لئے) مقرر ہوا تھا۔

جب ہلاکو مر گیا تو برکہ نے اس کے فرزند ابغا سے درخواست کی کہ وہ اسے اس کی اجازت دے کہ وہ تبریز میں ایک جامع مسجد اور ایک کپڑا بننے اور کاڑھنے کا کارخانہ تعمیر کرائے۔ چنانچہ جب اس نے اس بات کی اجازت دے دی تو سلطان برکہ نے یہ دونوں عمارتیں وہاں تعمیر کرائیں۔

موقان پر حملہ: جب ان میں مصالحت ہو گئی تو یہ علاقہ لوٹا یا گیا مگر دوشی خان کے سلاطین یہ دعویٰ کرتے رہے کہ توریز اور مراغہ ان کی عملداری میں ہے وہ برابر یہ دعویٰ کرتے رہے تا آنکہ جب سلطان ازبک اور سلطان ابوسعید کے درمیان خانہ جنگی ہوئی تو اس نے اپنی جنگ کا آغاز موقان پر حملہ کر کے کیا اور ۷۱۹ھ میں اس نے اپنی فوج وہاں روانہ کیں۔ ان فوجوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے وہاں کا صفایا کیا اور پھر وہ واپس آ گئیں۔

سیول کی فتح خراسان: اس عرصے میں جوبان (جو سلطان ابوسعید کا نائب تھا) اس کی سلطنت پر غالب آ گیا تھا اور وہ چنگیز خان کی اولاد پر بھی حکم چلاتا تھا وہ اس بات کو ناپسند کرتا تھا کہ براق بن سنقف جو چغتائی کا پرپوتا تھا خوارزم کا بادشاہ مقرر ہوا۔ اس لئے ازبک نے اس سے جنگ کی اور خراسان فتح کر لیا۔ اس نے فوج کی مدد کے لئے اپنے نائب قطلتمر کی قیادت میں ایک لشکر بھیجا اور پھر سیول بھی اس مقصد کے لئے روانہ ہوا۔ لہٰذا سلطان ابوسعید نے ان دونوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے نائب جوبان کو بھیجا مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکا۔ اور سیول خراسان کے بہت سے علاقوں پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد جوبان نے اس کے ساتھ مصالحت کر لی۔

سیول ۷۲۰ھ میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان ازبک نے اپنے نائب قطلتمر کو ۷۲۱ھ میں معزول کر دیا اور اس کے بجائے عیسیٰ کو نائب مقرر کیا مگر ۷۲۴ھ کو اس نے قطلتمر کو دوبارہ اس کے عہدہ نیابت پر بحال کر دیا۔

جانی بیگ کی حکومت: سلطان ازبک اور سلطان ابوسعید کے درمیان جنگ اس پورے عرصے میں جاری رہی یہاں تک کہ سلطان ابوسعید ۷۳۶ھ میں فوت ہو گیا۔ اسی سال قان بھی فوت ہو گیا۔ جب سلطان ازبک بن طغرلجائی فوت ہوا اس کا فرزند جانی بک اس کا جانشین ہوا۔

جانی بیگ کی فتوحات: اس سے پیشتر سلطان ابوسعید فوت ہو گیا تھا اور اس کی کوئی اولاد نہ تھی چنانچہ عراق میں اس کا جانشین شیخ حسن ہوا جو ابغا بن ہلاکو کے پیروں میں سے تھا' باقی علاقوں میں طوائف الملوکی برپا ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جانی بک نے خراسان کی طرف فوجیں بھیج کر ۷۵۸ھ میں اسے فتح کر لیا پھر اس نے آذربائیجان اور توریز کی طرف لشکر کشی کی۔ ان علاقوں پر الشیخ الصطیر ابن دمرداش بن جوبان حکمران تھا اور اس کے بعد اس کا بھائی اشرف حاکم بنا تھا۔ لہٰذا جانی بک نے اس مطالبہ کے ساتھ آذربائیجان پر حملہ کیا جس مطالبہ کا اظہار اس کے بزرگانِ سلف کرتے تھے۔ آخرکار (وہاں کا حاکم) اشرف مارا گیا اور وہ توریز اور آذربائیجان پر قابض ہو گیا۔ اس نے توریز پر اپنے فرزند بردبیک کو مقرر کیا تھا' اس کے بعد خوزشان کی طرف لوٹا' مگر راستے میں جانی بک بیمار ہو کر فوت ہو گیا۔

بردبیگ بن جانی کا دور: جب توریز سے خراسان کی طرف جاتے ہوئے جانی بک بیمار ہوا تھا تو ارکان دولت نے اس کے فرزند بردبیگ کو یہ خبر سرعت کے ساتھ پہنچائی اس وقت وہ توریز کا حاکم تھا لہٰذا اس نے اپنی طرف سے وہاں ایک حاکم مقرر کیا' پھر وہ برق رفتاری کے ساتھ اپنی قوم کے ساتھ اپنی قوم و خاندان کے پاس پہنچ گیا۔ جب وہ صرای (سرای) پہنچا تو اس کا باپ جانی فوت ہو چکا تھا۔ لہٰذا لوگوں نے اسے بادشاہ مقرر کیا اور وہ خودمختار بادشاہ بن گیا مگر وہ صرف تین سال حکومت کرنے پایا تھا کہ فوت ہو گیا۔

تاتاری حکام کی خانہ جنگی

جب بردبیگ فوت ہو گیا تو اس کا فرزند طغطمش نہایت نوعمر لڑکا تھا۔ اس کی ہمشیرہ جو بردبیگ کی بیٹی تھی۔ ایک مغل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سردار کے عقد میں تھی جس کا نام ماما ی تھی۔ وہ خودمختار حاکم تھا قرم کا شہر اس کی عملداری میں شامل تھا مگر وہ اس زمانے میں وہاں سے غائب تھا اور صرای (سرای) کے گردونواح کے علاقوں میں حکام منتشر اور پراگندہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک الگ ہو کر اپنے اپنے علاقوں میں خودمختار ہو گئے تھے۔ چنانچہ حاجی شرکس منج طرخان کے علاقے پر قابض ہو گیا اور اہل خان بھی اپنے علاقے کا خودمختار حاکم بن گیا۔ یہی طریقہ ایبک خان نے اختیار کیا اور یہ اپنے اپنے علاقے کے حکام کہلاتے تھے۔

ماما ی کا عہد حکومت: جب بردبیگ فوت ہو گیا اور اس کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا تو مذکورہ بالا (حکام) اپنے علاقوں میں خودمختار ہو گئے تو ماما ی قرم کے شہر پہنچا اور اس نے ازبک القان کی اولاد میں سے ایک لڑکے کو بادشاہ مقرر کیا جس کا نام عبداللہ تھا۔ اسے اپنے ہمراہ لے کر اس نے صرای کی طرف فوج کشی کی لہٰذا (وہاں کا نام نہاد حاکم) طغطمش بھاگ گیا اور وہ چغطائی بن چنگیز خان کی سلطنت سمرقند و ماوراء النہر کی طرف چلا گیا۔ اس وقت وہاں ایک مغل سردار جس کا نام تیمور تھا۔ اس سلطنت پر قابض تھا۔ اس نے بھی ایک بچے کو جس کا نام محمود اور طغطمش تھا (برائے نام) بادشاہ مقرر کر رکھا تھا۔ وہ اس کی والدہ سے نکاح کر کے اس پر غالب آ گیا تھا۔ چنانچہ (صرای کا بادشاہ) طغطمش وہاں مقیم ہو گیا۔

صرای پر قبضہ: اس کے بعد وہ حکام جو سلطنت صرای کے مختلف علاقوں پر قابض تھے آپس میں لڑنے لگے چنانچہ منج طرخان کے حاکم حاجی شرکس نے ماما ی کے خلاف فوج کشی کی اور اس کے قبضے سے سلطنت صرای کو چھین کر خود اس پر قابض ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ماما ی شہر قرم کی طرف چلا گیا اور وہاں کا خودمختار حاکم ہو گیا۔

جب حاجی شرکس اپنی عملداری سے روانہ ہوا تھا تو اس وقت خوارزم کے علاقے سے ارض خان نے (اس کے خلاف فوجیں بھیجیں) چنانچہ انہوں نے منج طرخان کا محاصرہ کر لیا حاجی شرکس نے اپنے ایک سردار کی قیادت میں فوجیں مقابلہ کے لئے بھیجیں۔ اس سردار نے ایسی تدابیر اختیار کی کہ (دشمن کی فوجیں) شکست کھا کر منج طرخان کو چھوڑ کر چلی گئیں۔ اس نے ان فوجوں اور ان کے سردار پر اچانک حملہ کیا۔

ایبک خان کا حملہ: جب حاجی شرکس اس خانہ جنگی میں مشغول تھا کہ اچانک (دوسرے حاکم) ایبک خان نے صرای پر حملہ کر دیا اور اس کے قبضے سے صرای کو چھین لیا اور چند دنوں تک وہ وہاں کا خودمختار حاکم بنا رہا۔ جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا فرزند قاری خان بادشاہ مقرر ہوا۔

ارض خان کا اقتدار: اس زمانے میں خوارزم کے کوہستان سے ارض خان حملہ آور ہوا تو اس نے صرای کو فتح کر لیا اور وہاں سے قاری خان بن ایبک خان بھاگ گیا اور اپنی پہلی عملداری پر قابض رہا اور ارض خان صرای کا حاکم بن گیا۔ یہ واقعات ۷۶ھ میں رونما ہوئے۔ اس وقت ماما ی ارض خان کی اصل سلطنت اور صرای کی سلطنت کے درمیان قرم کے علاقے کا حاکم تھا (سابق شاہ صرای) طغطمش اس عرصے میں سلطان تیمور کے پاس ماوراء النہر کے علاقے میں مقیم تھا۔

طغطمش کی شکست: اس کے بعد طغطمش نے صرای کی اپنی آبائی سلطنت حاصل کرنے کا عزم مصمم کیا۔ لہٰذا سلطان تیمور نے اس کے ہمراہ فوجیں روانہ کیں چنانچہ جب وہ فوج لے کر خوارزم کے کوہستان میں پہنچا تو ارض خان کی فوجوں نے اس کا مقابلہ کیا اور وہ شکست کھا کر تیمور کے پاس واپس آ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طغطمش کی فتوحات: جب اسی سال کے درمیان عرصے میں ارض خان فوت ہو گیا تو سلطان[1] تمر فوجیں لے کر طغطمش کے ساتھ ارض خان کی عملداری کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے بعد سلطان تمر واپس آ گیا مگر طغطمش نے (شکست دے کر) کوہستان خوارزم کے ان تمام علاقوں کو فتح کر لیا جو ارض خان کی عملداری میں تھے۔

اس کے بعد صرای کی طرف حملہ آور ہوا۔ وہاں ارض خان کے حکام موجود تھے اس نے انہیں شکست دے کر وہ علاقہ فتح کر لیا اور مامای جن علاقوں پر قابض تھا وہ سب اس نے واپس لے لئے' نیز منج طرخان کے اس علاقے کو بھی فتح کر کیا جو حاجی شرکس کی عملداری میں تھا۔ یہاں تک کہ اس نے (خودے ختہ) خودمختار حکام کے تمام علاقے چھین لئے اور ان کے اثر واقتدار کا نام ونشان مٹا دیا۔

مامائی کی ہلاکت: اس کے بعد وہ قرم کی طرف روانہ ہوا جہاں مامای تھا۔ وہ اس کے مقابلے سے بھاگ گیا۔ پھر اس کی کوئی اطلاع نہیں مل سکی بعد میں یہ خبر ملی کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے۔ یوں صرای اور اس کے علاقوں پر طغطمش بن بردبیگ کی سلطنت پہلے کی طرح مستحکم ہو گئی۔

سلطان تیمور کی یلغار

یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سلطان تیمور (تمر) چغتائی خاندان کی مملکت میں نمودار ہوا تھا۔ وہ ۷۸۴ھ میں بخارا اور سمرقند کو روندتا ہوا خراسان پہنچا تھا۔ اس کے بعد وہ ہرات پہنچا' وہاں غوری خاندان کا ایک بادشاہ حکمران تھا۔ اس نے اسے شکست دے کر ہرات فتح کر لیا پھر اس نے مازندران کی طرف فوج کشی کی' وہاں ہلاکو خان کی نسل کے بعد شیخ ولی حاکم بن بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ سلطان تیمور طویل عرصے تک جنگ کرتا رہا آخر کار اسے فتح حاصل ہوئی اور شیخ ولی اپنے شکست خوردہ ارکانِ سلطنت کے ساتھ توریز بھاگ گیا۔

فتح اصفہان: اس کے بعد سلطان تیمور کئی ممالک کو روندتا ہوا اصفہان پر حملہ آور ہوا (وہاں کا حاکم) ابن المظفر نے اطاعت قبول کی تو اس نے توریز پر ۷۸۷ھ میں حملہ کیا اور اسے تباہ و برباد کر دیا۔ اس سے پیشتر اس نے صرای کے دشت قفچاق پر حملہ کر کے طغطمش کو شکست دے دی تھی اور اسے وہاں سے نکال دیا تھا۔ طغطمش گردونواح کی طرف بھاگ گیا تھا چنانچہ جب سلطان تیمور اصفہان کی طرف روانہ ہوا تو طغطمش اپنے پائے تخت واپس آ گیا۔

قمر الدین کی سرکوبی: سلطان تیمور کی قوم کا ایک سردار تھا جو قمر الدین کے نام سے مشہور تھا۔ طغطمش نے اس سے خط و کتابت کر کے اسے تیمور کے خلاف بغاوت کرنے پر آمادہ کیا اور اس مقصد کے لئے اسے مالی اور فوجی امداد بھیجی۔ چنانچہ اس نے اس علاقے میں تباہی پھیلا دی۔ تیمور کو یہ اطلاع اس وقت ملی جب وہ اصفہان کو فتح کر کے واپس جا رہا تھا لہٰذا اس نے پلٹ کر حملہ کیا اور قمر الدین کے ساتھ اس کی گھمسان کی جنگ ہوئی۔ آخر کار تیمور اس پر غالب آ گیا اور اس کی سرکوبی کر کے

[1] سلطان تمر سے مراد مشہور سلطان تیمور لنگ ہے جو چنگیز خان کی طرح اکثر اسلامی ممالک پر فاتحانہ انداز سے حملہ آور ہوا تھا۔ اس کے حالات آگے بیان کئے گئے ہیں۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے درست کر دیا۔

طغطمش کی جنگیں: اب اس نے طغطمش کے ساتھ جنگ کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ طغطمش اپنے ایک عزیز اغلان بلاط کو لے کر تیمور کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ تیمور نے اس کے اور اس کے ساتھی امراء کے ساتھ ساز باز کی۔ طغطمش کو ان کے بارے میں شک وشبہ ہوا مگر اس وقت جنگ کا آغاز ہو گیا تھا لہٰذا اس نے تیمور کے ایک حصہ پر حملہ کیا اور جو مقابلہ پر آیا اسے بھگا دیا۔ اس وقت وہ امراء جنہوں نے تیمور کے ساتھ ساز باز کی تھی، بھاگ گئے اور سرحدوں کی طرف پہنچ کر ان پر قابض ہو گئے۔

(یہ حالت دیکھ کر) طغطمش صرای پہنچا اور اس پر دوبارہ قبضہ کیا۔ اغلان بلاط (شہر) قرم کی طرف بھاگ گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ طغطمش وہاں بھی فوج لے کر پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا (موقع غنیمت سمجھ کر) ارض خان نے (اس کی غیر حاضری میں) صرای پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ (یہ خبر سن کر) طغطمش (فوج لے کر) صرای واپس آیا اور اسے اس کے قبضہ سے چھڑایا۔

اس کے بعد اس کی فوجیں قرم پہنچتی رہیں اور اس کا محاصرہ کرتی رہیں تا آنکہ اس کو فتح کر لیا اور اغلان بلاط کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔

بنوالمظفر کا خاتمہ: ادھر سلطان تیمور طغطمش سے جنگ کر کے اصفہان پہنچا اور اسے فتح کر کے خاندان بنوالمظفر کے بادشاہوں کو گرفتار کر لیا اور ان کی گردن اڑا دی۔ یوں ان کے تمام علاقے اس کی سلطنت میں شامل ہو گئے۔

فتح بغداد: اس کے بعد تیمور نے بغداد پر حملہ کیا اور ۷۹۵ھ میں وہاں کے حاکم احمد بن اویس کو شکست دے کر اس پر قبضہ کر لیا۔ احمد بن اویس مصر کے بادشاہ سلطان ظاہر کے پاس فریاد لے کر پہنچا تو سلطان مصر فوج لے کر اس کے ساتھ روانہ ہوا اور دریائے فرات تک پہنچ گیا۔

فتح ماردین: ادھر سلطان تیمور بغداد کو فتح کر کے ماردین کی طرف روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کر کے اسے فتح کر لیا البتہ اس کا قلعہ فتح نہیں ہو سکا تو اس نے وہاں سے حصون الاکراد (کردوں کے قلعوں) کا قصد کیا۔ اس کے بعد ارمینیہ سے گزرتا ہوا بلادِ روم پہنچا۔

احمد کا قبضۂ بغداد: سلطان ظاہر نے احمد بن اویس کی امداد کے لئے جو فوجیں بھیجی تھیں انہیں لے کر احمد بن اویس بغداد روانہ ہوا۔ وہاں سلطان تیمور کی مختصر فوج تھی اس لئے احمد بن اویس نے انہیں شکست دے کر بغداد پر قبضہ کر لیا لہٰذا سلطان ظاہر مصر واپس آ گیا۔

طغطمش کا قتل: اب موسم سرما شروع ہو گیا تھا اس لئے تیمور اپنے علاقے میں واپس آ گیا اور آذربائیجان اور ہمدان کے درمیان قراباق کے علاقے میں اقامت اختیار کی۔ اس کے بعد تیمور کو کچھ اطلاع ملی تو وہ طغطمش سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ ۷۹۷ھ کے آخر میں یہ اطلاع موصول ہوئی کہ تیمور نے فتح حاصل کر کے طغطمش کو قتل کر دیا ہے اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تمام علاقوں پر قابض ہو گیا ہے۔

غزنی اور بامیان کے سلاطین

غزنی اور بامیان کا علاقہ بھی دوشی خان کی اولاد کے قبضے میں تھا۔ یہ جنوبی حصے میں ماوراء النہر کا علاقہ ہے اس کی سرحدیں بجستان اور ہندوستان کے متصل ہیں۔ اس سے پہلے یہ علاقہ خوارزم شاہی سلاطین کی سلطنت میں شامل تھا۔ مگر جب تاتاری قوم حملہ آور ہوئی تو ابتدائی زمانے ہی میں اس نے اسے فتح کر لیا تھا۔ چنگیز خان نے اسے اپنے فرزند دوشی خان کو عطا کیا تھا۔ پھر یہ اس کے فرزند اردنو کے پاس آ گیا۔ پھر یہ اس کے فرزند انجی بن اردنو کے قبضے میں آیا۔ وہ ساتویں صدی (ہجری) کے آغاز میں فوت ہو گیا۔ اس کے تین فرزند تھے (۱) بیان (۲) کبک (۳) منغطائی۔ للہذا یہ علاقہ ان تینوں کے درمیان تقسیم ہو گیا۔

بیان کی فتح: بیان جو بڑا فرزند تھا وہ غزنی میں تھا للہذا انجی کے فوت ہونے کے بعد اس کا فرزند کبک بادشاہ بنا تو اس کے (بڑے) بھائی بیان نے اس کی مخالفت کی اور اس نے صرائی کے بادشاہ طغطائی سے فوجی امداد طلب کی تو اس نے اپنے بھائی کو اس کی امداد کے لئے بھیجا۔ کبک نے قندو سے امداد طلب کی تو اس نے فوجی امداد ارسال کی مگر وہ مفید ثابت نہیں ہوئی اور اسے شکست ہو گئی وہ ۷۰۹ھ میں فوت ہو گیا۔ للہذا بیان تمام علاقے پر قابض ہو گیا' مگر وہ غزنی میں مقیم رہا۔

قوشنای کا دور: اس کے بعد کبک کا فرزند اور اس کا بھتیجا قوشنائی اس کے خلاف فوج لے کر حملہ آور ہوا اور اس نے بھی قندو سے کمک حاصل کی اس مرتبہ اس نے اپنے چچا (بیان) پر فتح حاصل کی اور غزنی کے تخت پر قابض ہو گیا اور وہ وہیں رہنے لگا۔ بیان بھاگ کر طغطای کے پاس پہنچ گیا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ جس نے بیان پر فتح حاصل کی تھی وہ اس کا بھائی طغطائی تھا اس کے بعد کے حالات ہمیں معلوم نہیں ہو سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: ہشتم

خاندانِ ہلاکو کے سلاطین

یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ چنگیز خان نے قراقوم میں اپنا پایہ تخت اپنے فرزند اوکدای کو عطا کیا تھا۔ اس کے بعد اس تخت وتاج کا کفود بن اوکدای وارث ہوا۔ بعد ازاں اس کے اور شمالی علاقے کے بادشاہ کے درمیان خانہ جنگی ہوئی۔ یہ بادشاہ ناطور بن دوشی خان تھا جو صرای کے تخت کا مالک تھا چنانچہ کفود مغل اور تاتاریوں کی فوج لے کر اس کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ مگر راستے ہی میں فوت ہو گیا۔

اس مغل فوج نے جو اس کے ساتھ تھی اس کا تخت وتاج ناطو کے حوالے کرنا چاہا' مگر اس نے اپنی ذات کے لئے یہ تخت قبول نہیں کیا بلکہ اپنے بھائی منکو خان کو اس مقصد کے لئے بلا بھیجا۔ ان فوجوں کے ساتھ اس نے اپنے دوسرے بھائیوں قبلای اور ہلاکو کو بھی بھیجا۔ ان دونوں کے ہمراہ ایک اور بھائی برکتہ بھی گیا تا کہ وہ اسے تخت نشین کرائے۔ چنانچہ وہ ۶۵۰ھ میں تخت نشین ہو گیا۔ جب برکتہ وہاں سے واپس گیا تو اس نے اسلام قبول کر لیا تھا جس کا سبب ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اب منکو خان مستقل طور پر تخت نشین ہو گیا تھا۔ اس نے چنگیز خان کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے چغتائی بن چنگیز خان کی اولاد کو ماوراء النہر کے علاقوں کا حاکم مقرر کیا۔ اور اپنے بھائی ہلاکو کو عراق عجم فتح کرنے اور فرقہ اسماعیلیہ کے قلعوں کو جو ملاحدہ بھی کہلاتے تھے' تباہ کرنے کے لئے بھیجا تا کہ وہ خلیفۃ المسلمین کے علاقوں کو فتح کر لے۔

ہلاکو بن طولی کے حالات

جب منکو خان نے اپنے بھائی ہلاکو کو عراق کی طرف بھیجا تو وہ ۶۵۲ھ کو اس مقصد کے لئے روانہ ہوا۔ اس نے فرقہ اسماعیلیہ کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا۔ اور ان کا شدید محاصرہ کیا۔ اس اثناء میں اس کی برکتہ بن ناطو کے ساتھ خانہ جنگی ہو گئی جو شمالی علاقے میں صرای کا بادشاہ تھا۔ جب برکتہ نوغان بن طظر کے ہمراہ جنگ کے لئے روانہ ہوا تو فریقین کا نہر نول کے قریب مقابلہ ہوا۔ اس وقت سخت سردی کی وجہ سے اس نہر کا پانی منجمد ہو گیا تھا لہٰذا ہلاکو کو شکست ہوئی اور اس کی تمام فوج تباہ و برباد ہو گئی۔ اس خانہ جنگی کے اسباب ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

ابن العلقمی کا خط: (اس شکست کے بعد) ہلاکو اسماعیلیوں کے علاقے کی طرف لوٹ گیا۔ اس نے قلعہ الموت کا قصد کیا تھا' وہاں کا حاکم علاء الدین تھا۔ راستے میں اسے خلیفہ المعتصم کے وزیر ابن العلقمی کا خط ملا جو اربل کے حاکم ابن الصلایا نے اسے پہنچایا تھا جس میں اسے اس بات پر آمادہ کیا گیا تھا کہ وہ بغداد پر حملہ کرے۔ اس سلسلے میں وہ اسے سہولتیں فراہم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے گا۔

حملۂ بغداد کا سبب: (اس خط کے بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ) ابن العلقمی رافضی تھا۔ اس کے محلّہ کرخ کے باشندے بھی شیعہ تھے۔ اہل سنت والجماعت کے افراد ان کے خلاف ہو گئے تھے۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ خلیفہ اور دوادار ان کی حمایت کرتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے اہل کرخ پر حملہ کر دیا تھا۔ ابن العلقمی اس پر بہت برافروختہ ہوا۔ اس نے پوشیدہ طور پر اربل کے حاکم ابن الصلایا کو یہ پیغام بھجوایا (کیونکہ وہ اس کا دوست تھا) کہ وہ تاتاریوں کو بغداد فتح کرنے پر آمادہ کرے۔ ادھر اس نے عام فوجیوں کو یہ فریب دیا کہ وہ تاتاریوں کو عطیات دے کر ان سے مصالحت کر رہا ہے۔

(اس کی سازش سے) ہلاکو اپنا تاتاری لشکر لے کر بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے بلادِ روم میں تاتاری سردار سے بھی امداد طلب کی تاکہ وہ اپنی فوجیں لے کر اس کی امداد کے لئے آئے۔ اس نے پہلے تو انکار کیا پھر وہ فوج لے کر روانہ ہو گیا۔

بغداد پر فوج کشی: جب ہلاکو اپنی فوج لے کر بغداد کے قریب پہنچا تو ایک دوادار مسلمانوں کی فوجوں کو لے کر اس کے مقابلے کے لئے پہنچا اور انہوں نے تاتاری لشکر کو شکست دی۔ تاتاریوں نے دوبارہ پلٹ کر حملہ کیا اور مسلمانوں کی فوجوں کو شکست دی جب یہ فوج بغداد واپس جا رہی تھی تو اس رات دریائے دجلہ میں مختلف مقامات پر شگاف پڑ گئے' جو ان کی راہ میں حائل ہو گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام فوج ماری گئی اور ایک دوادار (جو سپہ سالار تھا) ہلاک ہو گیا اور اس کے ساتھ جو فوجی افسر تھے وہ گرفتار ہو گئے۔

سقوطِ بغداد: اب ہلاکو کی فوجیں شہر بغداد کے قریب پہنچ گئی تھیں۔ انہوں نے شہر کا ایک عرصہ تک محاصرہ کیا' پھر ابن العلقمی نے خلیفہ مستعصم اور اپنی ذات کے لئے پناہ طلب کی' اس کا خیال یہ تھا کہ ہلاکو اس کی جان بخشی کرے گا۔ لہٰذا وہ شہر کے معزز افراد کے وفد کو لے کر ماہِ محرم ۶۵۲ھ میں ہلاکو کے پاس پہنچا (اور ہتھیار ڈال دیئے)

قتلِ عام: اب خلیفہ مستعصم کو گرفتار کر کے مار ڈالا گیا (پھر قتل عام کا حکم دے دیا گیا) کہا جاتا ہے کہ جب مقتولوں کا شمار کیا گیا تو وہ تیرہ لاکھ نفوس تھے اس کے علاوہ جن شاہی محلات اور ان کے خزانوں کو لوٹا گیا تھا ان کی مال و دولت کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے۔

کتب خانوں کی تباہی: وہ علمی کتب جو وہاں کے کتب خانوں میں محفوظ تھیں انہیں دریائے دجلہ میں پھینک دیا گیا کیونکہ انہوں نے اپنے خیال میں مسلمانوں سے اس بات کا بدلہ لیا کہ مسلمانوں نے جب مدائن کو فتح کیا تھا تو انہوں نے ایرانیوں کی کتابوں کو تباہ کیا تھا۔

ابن العلقمی کا قتل: ہلاکو نے تمام گھروں کو نذرِ آتش کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر اس کے ارکان سلطنت نے اس کی حمایت نہیں کی۔ ہلاکو نے ابن العلقمی کو وزارت کے اولیٰ عہدے پر برقرار رکھا۔ کیونکہ سلطنت کے آمد و خرچ کا حساب کسی دوسرے شخص کے سپرد تھا جو ہلاکو کا زیادہ مقرب بارگاہ تھا' ابن العلقمی کو صرف آمد و خرچ کے بارے میں ایک حد تک مشورہ دینے کا حق

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل تھا۔ اس عہدہ پر بھی وہ کچھ عرصہ تک برقرار رہا کیونکہ بعد میں ہلاکو نے اسے مروا ڈالا۔

میا فارقین کی تباہی: ہلاکو نے بغداد کو فتح کرنے کے بعد اپنی فوجیں میا فارقین کی طرف بھیجیں۔ وہاں کا حاکم الکامل محمد بن غازی ابن العادل تھا۔ انہوں نے کئی سالوں تک اس شہر کا محاصرہ جاری رکھا۔ آخرکار شہر والے اس محاصرہ سے تنگ آ گئے تو تاتاری لشکر زبردستی شہر میں گھس گیا اور وہاں کی محافظ فوجوں کا صفایا کر دیا۔

حاکم موصل کی مصالحت: اس کے بعد موصل کے حاکم بدرالدین لؤلؤ نے اپنے فرزند رکن الدین اسماعیل کو تحائف دے کر ہلاکو کے پاس بھیجا اور اپنی اطاعت کا اقرار کیا۔ اس نے یہ تحفے قبول کر لئے اور اسے خان اعظم منگو خان کے پاس قراقوم بھیجا مگر جب لؤلؤ کو اس کی اطلاع ملنے میں تاخیر ہوئی تو اس نے اپنے دوسرے دو بیٹوں شمس الدین اسحاق اور علاؤ الدین کو دوبارہ تحفے دے کر بھیجا چنانچہ جب وہ اس کے پاس واپس آئے تو انہوں نے اس کے پہلے فرزند کے بارے میں اطلاع دی کہ وہ جلد واپس آ رہا ہے لہٰذا اب لؤلؤ (حاکمِ موصل) بہ نفسِ نفیس ہلاکو کے پاس پہنچا اور آذربائیجان میں اس سے ملاقات کی۔ وہ میا فارقین کے محاصرہ میں بھی شریک رہا۔ اس کے بعد اس کا فرزند رکن الدین منگو خان کے پاس سے موصل اور اس کے علاقے کی حکومت کی تقرری کے احکام لے کر واپس آیا۔

(لؤلؤ) ۶۵۷ھ میں فوت ہو گیا اور اس کا فرزند رکن الدین اسماعیل صالح کا لقب حاصل کر کے اس کا جانشین ہو گیا۔

اربل کا محاصرہ: ہلاکو نے اربل کی طرف بھی فوج بھیجی جس نے اس شہر کا چھ مہینے تک محاصرہ کیا مگر اسے کامیابی نہیں ہوئی اس لئے فوج وہاں سے واپس آ گئی۔ ایسی صورت میں ابن الصلایا (حاکم اربل) نے موقع غنیمت سمجھا اور شرف الدین کردی کو اپنا جانشین بنا کر وہ ہلاکو کے پاس پہنچا، مگر ہلاکو نے اسے قتل کرا دیا۔

حاکمِ شام کی مصالحت: اس زمانے میں شام کا حاکم ناصر بن العزیز محمد بن الظاہر غازی بن صلاح الدین تھا۔ جب اسے یہ اطلاع ملی کہ ہلاکو نے بغداد فتح کر لیا ہے تو اس نے اپنے فرزند کو تحائف بھیج کر مصالحت چاہی۔ اس نے یہ معذرت بھی پیش کی کہ شام کے ساحلوں پر فرنگی (حملہ آور) ہیں۔ اس لئے وہ بذاتِ خود ملاقات کے لئے حاضر نہیں ہو سکتا ہے ہلاکو نے اس کے تحائف اور معذرت نامہ قبول کیا۔ اس کا فرزند مختلف وعدے حاصل کر کے واپس آیا۔

فتح البیرہ: تاہم ہلاکو جزیرہ دیار بکر اور دیار ربیعہ کے علاقے فتح نہیں کر سکا اور اس کی مفتوحہ سلطنت صرف دریائے فرات تک ہی قائم رہی جو شام کی سرحد کے قریب تھی۔ ہلاکو نے ۶۵۸ھ میں دریائے فرات کو عبور کر کے البیرہ کو فتح کر لیا۔ وہاں اس نے دیکھا کہ ناصر بن العزیز کا بھائی سعید نظر بند ہے۔ لہٰذا اس نے اس کو رہا کر کے اسے اس کی اپنی عملداری ضبینہ اور بانیاس کی حکومت پر بحال کر دیا۔

فتح حلب: اس کے بعد ہلاکو نے حلب کی طرف فوج کشی کی اور کچھ عرصہ تک اس کا محاصرہ کیا۔ پھر اس نے اسے فتح کر لیا، مگر از روئے احسان یہ شہر (اس کے باشندوں کو) لوٹا دیا۔ وہاں اس نے دیکھا کہ سلطان صالح ایوب کے بحریہ ممالیک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(غلام) نظر بند ہیں جنہیں سلطان ناصر مقید کر رکھا تھا' ان میں سنقر اشقر اور تنکز وغیرہ بھی شامل تھے لہٰذا ہلاکو نے ان سب کو رہا کر دیا۔ ان میں قفچاق کا ایک بڑا سردار بھی شامل تھا جو اس کے پاس چلا گیا اور اس کی خدمت کرنے لگا تھا۔ ہلاکو نے اسے ان کے ساتھ شامل کر لیا اور شام کے مفتوحہ علاقوں کا حاکم مقرر کیا۔

دمشق کی طرف پیش قدمی: اس کے بعد اس نے دمشق کی طرف فوجیں روانہ کیں۔ اس وقت سلطان ناصر مصر گیا ہوا تھا۔ لہٰذا حمص کا حاکم صالح بن اشرف اس سے الگ ہو کر ہلاکو کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ ہلاکو نے اسے دمشق کا حاکم مقرر کر دیا اور وہاں اس کی نگرانی کے لئے اپنے جانشین بھی چھوڑے۔

غلط مشورہ کا نتیجہ: اس کے بعد خلیفہ سلطان مصر قطز سے ناراض ہو گیا اور ان کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے تھے لہٰذا ناصر ہلاکو کے پاس پہنچا' وہ اس پر عنایت کرنے لگا اور اس سے مشورہ کیا کہ آیا وہ شام میں اپنے فوجی دستے چھوڑ جائے یا نہیں؟ ناصر نے (مشورہ میں) مصری فوجوں کی اہمیت گھٹا کر بیان کی۔ چنانچہ ہلاکو نے اس کے مشورہ پر عمل کیا اور اپنے ایک تاتاری سردار کیبغا کو مختصر فوج کے ساتھ شام میں چھوڑ دیا۔

تاتاریوں کو زبردست شکست: کیبغا نے سلطان مصر کے پاس اپنے ایلچی بھیجے اس کے ایلچیوں نے سلطان مصر کے دربار میں اطاعت قبول کرانے میں بدتمیزی کا مظاہرہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان نے انہیں مروا ڈالا اور شام کی طرف فوجیں لے کر حملہ آور ہوا۔ عین جالوت کے مقام پر اس کا کیبغا کی فوجوں سے مقابلہ ہوا جس میں تاتاری فوجوں کو شکست فاش ہوئی اور ان کا سردار کیبغا بھی مارا گیا۔

ناصر کا بھائی اور ضبینہ کا حاکم سعید بھی تاتاریوں کی حمایت میں اس جنگ میں شریک تھا وہ بھی گرفتار ہوا اور مارا گیا۔

حلب کی جنگ: ہلاکو نے اس کے بعد اپنی فوجیں البیرہ کے مقام کی طرف بھیجیں اس وقت سعید بن لؤلؤ حلب کا حاکم تھا۔ اس کے پاس کافی فوج تھی۔ اس لئے اس نے کچھ فوجیں تاتاریوں کے مقابلے کے لئے بھیجیں مگر انہیں شکست ہوگئی لہٰذا حلب کے امراء اس وجہ سے سعید کے دشمن ہو گئے انہوں نے اسے قید کر کے حسام الدین جوکندار کو اپنا حاکم مقرر کیا۔ مگر جب تاتاریوں نے حلب پر حملہ کیا تو وہ وہاں سے بھاگ گیا اور اپنے دوست منصور کے پاس حمص پہنچ گیا' وہاں سے انہوں نے تاتاریوں پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی۔ اب تاتاری فوج افامیہ کی طرف روانہ ہوئی۔ وہ پیش قدمی سے ہچکچائی اور اپنے وطن کی طرف کوچ کر گئی۔

حاکم دمشق کا قتل: جب ہلاکو کو (شکست کی) یہ اطلاع ملی تو اس نے دمشق کے حاکم ناصر کو قتل کرا دیا۔ کیونکہ اس نے اس پر یہ الزام لگایا تھا کہ اس نے مصری فوجوں کو حقیر سمجھنے کے بارے میں مشورہ دیا تھا۔

ہلاکو کی واپسی: جب ۶۵۸ھ میں ہلاکو نے شام کو فتح کیا تھا تو اسے یہ اطلاع ملی تھی کہ قان (خان) اعظم منگو خان جب خطا کے ممالک پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا تو وہ راستے میں فوت ہو گیا۔ لہٰذا وہ خان اعظم بننے کی توقع میں جلد واپس چلا گیا' مگر (جب وہ وہاں پہنچا تو) اس نے اس کے بھائی قبلای (خان) کو دیکھا کہ وہ اپنے بھائی ازبک سے خانہ جنگی کرنے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد اس عہدہ پر متمکن ہو گیا ہے (یہ حالات ہم نے خانِ اعظم کے حالات میں بیان کر دیئے ہیں) لہٰذا اس طمع کی وجہ سے وہ شام کو فتح نہیں کر سکا۔

مفتوحہ ممالک: جب ہلاکو خان اعظم بننے سے مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے موجودہ مفتوحہ ممالک پر قناعت اختیار کی اور وہ اپنے وطن لوٹ گیا۔ اس نے جو ممالک فتح کیے تھے اس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(۱) خراسان: اس کا پایۂ تخت نیشاپور تھا اور اس کے بڑے شہر یہ تھے۔ طوس، ہرات، ترمذ، بلخ، ہمدان، نہاوند اور گنجہ۔

(۲) عراق عجم: اس کا پایۂ تخت اصفہان تھا اور اس کے دیگر بڑے شہر یہ تھے: قزوین، قم، قاشان، شہرزور، سجستان، طبرستان، طلان، بلاد اسماعیلیہ۔

عراق عرب۔ اس کا پایۂ تخت بغداد تھا اور اس کے دیگر بڑے شہر یہ تھے: دینور، کوفہ، بصرہ۔

(۴) آذربائیجان۔ اس کا مرکز توریز تھا۔ اس کے بڑے شہر یہ تھے: حران، سلماس، قفچاق۔

(۵) خوزستان۔ اس کا مرکزی شہر ششتر تھا اور اہواز وغیرہ اس کے شہر تھے۔

(۶) فارس۔ اس کا مرکزی شہر شیراز تھا اور اس کے دیگر بڑے شہر یہ تھے۔ میافارقین، نصیبین، سنجار، اسعرد، دبیس، حران، رہا اور جزیرہ ابن عمر۔

(۷) بلادِ الروم۔ اس کا پایۂ تخت قونیہ تھا اور اس کے بڑے شہر یہ تھے: ملطیہ، اقصرا، اوذکار، سیواس، انطاکیہ، علایا۔

مصر میں خلافت کا احیاء: اس اثناء میں خلیفہ مستعصم کا چچا احمد الحاکم بغداد کی شکست کے بعد مصر پہنچ گیا۔ اس کے ہمراہ مصر کا حاکم صالح بن لؤلؤ بھی پہنچا تھا۔ کیونکہ تاتاری فوج نے اسے موصل سے بھگا دیا تھا۔ لہٰذا سلطان ظاہر بیبرس نے احمد الحاکم کو ۶۵۹ھ میں خلیفہ مقرر کر دیا تھا اور اسے بغداد کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے (فوج دے کر) بھیجا تھا اور اس کے ہمراہ صالح بن لؤلؤ کو بھی موصل فتح کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔

خلیفہ کی فوج کو شکست: جب اس فوج نے دریائے فرات عبور کر لیا اور بغداد کے قریب پہنچی تو تاتاری لشکر نے ہیت اور غانہ کے درمیان خلیفہ کی فوج کو شکست دی، مگر صالح بن لؤلؤ اور اس کا بھائی موصل کی طرف بھاگ گئے۔ تاتاری لشکر نے موصل کا سات مہینے تک محاصرہ کیا اور آخر کار وہ بزور شمشیر شہر میں گھس گئے اور اس نے صالح بن لؤلؤ کو قتل کر ڈالا۔

ہلاکو اور برکتہ کی جنگ: اب سلطان ظاہر بیبرس ہلاکو سے خوفزدہ ہو گیا تھا مگر اس اثناء میں شمالی سلطنت کے بادشاہ برکتہ نے ۶۷۰ھ میں سلطان ظاہر بیبرس کو اپنے مسلمان ہونے کی اطلاع دی۔ سلطان ظاہر نے اس اطلاع کو اس کے ساتھ تعلقات قائم کرنے اور مدد حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا اور اسے آمادہ کیا کہ وہ ہلاکو کے ساتھ جنگ کرے۔ برکتہ کے تعلقات پہلے ہی سے اس کے ساتھ کشیدہ تھے لہٰذا وہ اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا اور اسے شام کی طرف پیش قدمی سے روک دیا۔

مغل سردار کا فرار: اس کے بعد ہلاکو نے البیرہ کا محاصرہ کرنے کے لئے ایک بڑے مغل سردار دربائی کی قیادت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تا تاری لشکر روانہ کیا اس کے پیچھے اپنے فرزند ابغا کو بھی (فوج دے کر) روانہ کیا۔ اُدھر سلطان ظاہر نے وہاں کے باشندوں کی امداد کے لئے فوجیں بھیجیں۔ جب وہ دربائی کے لشکر کے قریب پہنچیں تو دربائی انہیں دیکھ کر بھاگ گیا۔ اس نے اپنے خیمے اور تمام ساز و سامان بھی وہیں چھوڑ دیا اور بھاگ کر ابغا (فرزند ہلاکو) کے پاس پہنچ گیا۔ ابغا اس پر سخت ناراض ہوا اور اس نے اسے قید کر دیا۔

ہلاکو نے عراق پر دس برس حکومت کی تھی کہ وہ ۶۶۳ھ میں فوت ہو گیا۔

ابغا بن ہلاکو

جب ہلاکو فوت ہو گیا تو اس کا فرزند ابغا اس کا جانشین ہوا۔ اپنی حکومت کے آغاز میں وہ سب سے پہلے شمالی سلطنت کے بادشاہ برکتہ کے خلاف جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ سلطان برکتہ نے اپنے ایک عزیز نوغائی ططر بن مغل دوشی خان اور سنتف بن منگو خان کی قیادت میں فوجیں روانہ کیں ان میں سے سنتف تو مقابلہ کرنے سے خوف زدہ ہوا اور شکست کھا کر واپس چلا گیا مگر نوغائی مقابلے پر ڈٹا رہا اور اس نے ابغا کو شکست دی اور اس کی فوجوں کا صفایا کر دیا۔ اس وجہ سے سلطان برکتہ کے دل میں اس کی قدر و منزلت بڑھ گئی۔

سلطان ابغا نے ۶۷۱ھ میں دربائی کی قیادت میں البیرہ کے محاصرہ کے لئے فوجیں بھیجیں لہٰذا سلطان الظاہر نے دریائے فرات کو عبور کر کے انہیں شکست دی اور دریائی کے ہمراہ دو سرداروں کو قتل کر دیا۔ دریائی نے شکست کھا کر ابغا کے پاس جا کر پناہ لی۔ سلطان ابغا اس پر بہت ناراض ہوا اور اسے معزول کر کے ابطائی کو افسر مقرر کیا۔

تکدار کی شکست: ۶۷۲ھ میں سلطان ابغا نے تکدار بن موجی بن جغطائی بن چنگیز خان کے علاقے پر فوج کشی کی تو اس نے اپنے چچا زاد بھائی براق بن سنتف سے فوجی امداد طلب کی تو وہ بذاتِ خود امدادی فوج لے کر روانہ ہوا۔ اُدھر سلطان ابغا نے روم کی فوجوں سے امداد طلب کی جن کے سردار طمقان اور بروناۃ تھے۔ آخر کار فریقین کا گرجستان میں مقابلہ ہوا۔ اس جنگ میں تکدار کو شکست ہوئی اور اس نے وہاں ایک پہاڑ پر پناہ لی۔ اس کے بعد اس نے سلطان ابغا سے جان بخشی کی درخواست کی۔ چنانچہ اس نے اسے پناہ دے کر یہ عہد لیا کہ وہ نہ تو عمدہ گھوڑے پر سوار ہوگا اور نہ تیر و کمان استعمال کرے گا۔

تاتاری فوج کو شکست: اس کے بعد سلطان ابغا کو یہ خبر ملی کہ سلطان ظاہر حاکم مصر (فوج لے کر) بلادِ روم کی طرف روانہ ہوا ہے لہٰذا اس نے بھی دو مغل جرنیلوں کی قیادت میں فوجیں بھیجیں ان دونوں جرنیلوں کے نام تدوان اور تغوا تھے۔ چنانچہ وہ دونوں فوجیں لے کر روانہ ہوئے اس اثناء میں سلطان ظاہر نے ان کے سرحدی شہر قیساریہ کو فتح کر لیا۔

جب سلطان ابغا کو یہ اطلاع ملی تو وہ بذاتِ خود شکست کے مقام پر پہنچا۔ وہاں اس نے صرف اپنی قوم کے سپاہیوں کی لاشیں دیکھیں اور (حاکم روم) بروناۃ کے کسی فوجی کی لاش کا وہاں نام و نشان نہ تھا لہٰذا اس نے (اس شکست کا) ذمہ دار اسے قرار دیا اور واپسی کے بعد اسے بلوا کر قتل کرا دیا۔

رحبہ کا محاصرہ: سلطان ابغا نے ۶۸۰ھ میں دریائے فرات کو عبور کر کے رحبہ کا محاصرہ کیا۔ اس نے ماردین کے حاکم کو بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلوا بھیجا۔ چنانچہ وہ بھی اس کے ساتھ شریک ہوا۔ صرای کے بادشاہ بذلہ کا بھتیجا منکوتمر بھی مغل، گرجستانی اور رومی فوجوں کو لے کر روانہ ہوا۔ وہ قیساریہ اور ابلسین سے گزرتا ہوا اور بند کو عبور کرتا ہوا رحبہ پہنچا اور اس کا محاصرہ کیا۔ سلطان ابغا نے بھی اپنے بھائی منکوتمر بن ہلاکو کی قیادت میں اس کی امداد کے لئے فوجیں روانہ کیں اور وہ خود رحبہ کے قریب مقیم رہا۔

ابغا کی شکست: سلطان ظاہر مصر سے مسلمانوں کی فوجوں کو لے کر مقابلہ کے لئے روانہ ہوا اور حمص کے مقام پر اس کا تاتاری فوجوں سے مقابلہ ہوا جس میں تاتاری فوجوں کو بری طرح شکست ہوئی اور ان کا پورا لشکر تباہ و برباد ہو گیا۔ (یہ حالت دیکھ کر) سلطان ابغا رحبہ کا محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور اس کا بھائی اس شکست کے بعد واپس آتے ہوئے ہلاک ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک جزیرہ میں جس کا نام موموا خاتھا' ایک سردار کے پاس ٹھہرا جو اس کے کسی فعل کی وجہ سے اس سے کینہ رکھتا تھا۔ چنانچہ جب وہ وہاں سے گزر رہا تھا تو اس نے زہر ملا کر پلایا (جس سے وہ مر گیا) پھر وہ سردار مصر بھاگ گیا اور خود تو گرفتار نہ ہو سکا البتہ اس کے اہل و عیال قتل کر دیئے گئے۔

سلطان ابغا بھی ۶۸۱ھ میں ہلاک ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے وزیر الصاحب شمس الدین جوئی نے جو اس کا مشیر خاص اور اس کی سلطنت کا بزرگ شخص تھا اس سے خوف کھا کر اسے زہر دے دیا تھا۔

احمد بن تکدار بن ہلاکو

جب ابغا بن ہلاکو فوت ہوا تو اس وقت اس کا فرزند ارغو (پائے تخت میں) موجود نہ تھا اور خراسان گیا ہوا تھا۔ لہٰذا مغل سرداروں نے اس کے بھائی تکدار کو بادشاہ مقرر کیا۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور اس کا نام احمد رکھا گیا۔ اسی نام سے اس کے زمانے کے سلاطین اسے مخاطب کرتے تھے۔

قنقر طائی کا قتل: اس نے مصر کی طرف اپنے ایلچی بھیجے اور امداد طلب کی۔ یہ پیغام لے کر سیواس کے قاضی قطب الدین شیرازی' بلادِ روم کے اتابک اور ماردین کے ابن الصاحب لے کر گئے۔ اس کا بھائی قنقر طائی صمعان کوتوال کے ہمراہ مقیم تھا لہٰذا تکدار نے پیغام بھیجا کہ اس کے بھائی کو (روانہ کیا جائے) مگر اس نے تعمیل حکم سے انکار کیا تو بلادِ الروم کے حاکم غیاث الدین کیخسر و نے اسے پناہ دی۔ تکدار نے اسے ڈرایا تو وہ قنقر طائی کو لے کر تکدار کے پاس پہنچا۔ تکدار نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا اور غیاث الدین کیخسر و کو قید کر کے اس کے بجائے اس کے بھائی عز الدین کو (بلاد روم) کا حاکم مقرر کیا اور صمعان کو کوتوال کے بجائے ایک مغل سردار اولاطو کو مقرر کیا۔

تکدار کا قتل: اس کے بعد اس نے اپنے بھتیجے ارغو سے جنگ کرنے کے لئے فوجی مہم بھیجی ارغو بھی بذاتِ خود مقابلہ کے لئے پہنچا۔ اس نے انہیں شکست دے کر اس فوج کا صفایا کر دیا۔ لہٰذا تکدار بنفس نفیس فوج لے کر وہاں پہنچا۔ اس نے ارغو کو شکست دے کر اسے گرفتار کر لیا اور اس کے لشکر کا صفایا کیا اور بارہ مغل سرداروں کو قتل کرایا۔ اس فعل سے اس کی فوج مشتعل ہو گئی۔ اس سے پیشتر وہ اس کے مسلمان ہونے سے ناراض تھی لہٰذا وہ باغی ہو گئی اور انہوں نے اس کے نائب کو قتل کر دیا۔ پھر انہوں نے ۶۶۲ھ میں تکدار کو بھی قتل کر دیا اور ارغو کو اپنی اطاعت کا پیغام بھیجا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارغو بن ابغا

جب فوج نے ارغو کے پاس اپنی اطاعت کا پیغام بھیجا تو وہ ان کے پاس پہنچا۔ انہوں نے اسے بادشاہ مقرر کیا۔ جب وہ تخت شاہی پر بیٹھا تو اس نے بلادِ الروم کے (سابق) بادشاہ غیاث الدین کیخسرو کو قید خانے ہی کے اندر قتل کرا دیا کیونکہ اس نے اسے اس کے چچا قنقر طائی کے قتل کا ملزم گردانا تھا۔ اس نے بادشاہ بنتے ہی وزیر شمس الدین جوینی کو بھی گرفتار کر لیا۔ کیونکہ اس پر اس کے والد اور چچا کے قتل کرانے کا الزام تھا اس لئے اس نے اسے قتل کر دیا اور اس کے بجائے سعد یہودی موصلی کو وزیر مقرر کیا اور اس کا لقب سعد الدولہ رکھا۔ وہ حکمت اور فلسفہ کا ماہر تھا۔

اس نے اپنے دونوں فرزندوں قازان اور خربندا کو خراسان کی حکومت دی تا کہ وہ اس کے اتابک نیروز کی نگرانی کریں۔

اسلام کا منکر: ارغو دین اسلام کا منکر تھا' وہ برہمنوں کے مذہب (ہندومت) کو پسند کرتا تھا' بتوں کی پرستش کرتا تھا اور سحر و ساحری کے اعمال میں مشغول رہتا تھا۔ اس کے پاس ہندوستان کا ایک جادوگر آیا تھا۔ اس نے اس کی صحت ہمیشہ محفوظ رکھنے کے لئے ایک دوا تیار کی تھی جس سے اسے مرگی کا مرض لاحق ہو گیا اور وہ ۶۹۰ھ میں مر گیا۔

کیخاتو بن ابغا

جب ارغو بن ابغا فوت ہوا تو اس کے دونوں فرزند قازان اور خربندا خراسان میں موجود تھے۔ لہٰذا سرداروں نے جمع ہو کر اس کے بھائی کیخاتو کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسے بادشاہ تسلیم کیا اس کے بعد اس کا چال چلن خراب ہو گیا اور وہ گناہوں اور بری باتوں میں مشغول ہو گیا۔ وہ مغل لڑکوں سے چھیڑ خانی بھی کرتا تھا۔

(ان برائیوں کی وجہ سے) مغل سردار اس کی فوج کے ایک سردار بیدو بن عمر طرخائی بن ہلاکو کو (بادشاہ بنانے کی طرف) مائل ہو گئے اور انہوں نے پوشیدہ طور پر اسے بادشاہ تسلیم کر لیا۔

جب کیخاتو کو اس بات کا علم ہوا تو وہ کرمان کی طرف بھاگ گیا۔ سرداروں نے اس کا تعاقب کیا اور غانہ کی عملداری میں اسے پکڑ لیا اور ۶۹۳ھ میں اسے قتل کر دیا۔ اس نے صرف تین سال اور چند مہینے تک حکومت کی تھی۔

بیدو بن طرغای بن ہلاکو

جب مغل امراء نے کیخاتو کو قتل کر کے اس کے چچا زاد بھائی بیدو کو بادشاہ تسلیم کیا تو اس وقت قازان بن ارغو خراسان میں تھا۔ وہ اتابک نیروز کو لے کر بیدو سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا' وہ دونوں معرکہ آرائی کرنے والے ہی تھے کہ لوگ ان دونوں کے درمیان مصالحت کرانے کے لئے پہنچ گئے اور یہ شرط مقرر ہوئی کہ نیروز اتابک بیدو ہی کے پاس مقیم ہو گا۔ آخر کار فریقین میں صلح ہونے کے بعد قازان واپس چلا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ عرصے کے بعد نیروز نے قازان کو تحریر کیا کہ وہ جنگ کرنے کے لئے روانہ ہو جائے لہٰذا وہ (فوج لے کر) خراسان سے روانہ ہو گیا۔ جب بیدو کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے نیروز اتابک سے اس بارے میں مشورہ طلب کیا۔ نیروز نے جواب دیا: ''میں اس مہم کے لئے کافی ہوں''۔ (اور اس کا ذمہ دار ہوں)۔ (اس پیغام کے بعد) بیدو نے توقف کیا۔ جب نیروز آ گیا تو اس نے اسے قازان کے پاس روانہ کیا۔

بیدو کا قتل: جب نیروز قازان کے پاس پہنچا تو اس سے بیدو کے امراء کے بارے میں یہ معلومات پہنچائیں کہ وہ اسے پسند نہیں کرتے ہیں۔ اس لئے وہ اس پر حملہ کر دے' بیدو اس خبر سے بہت پریشان ہوا' تاہم وہ مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ جب فریقین میں جنگ کا آغاز ہوا تو نیروز کی سازش کی بدولت بیدو کے امراء اس کے برخلاف ہو گئے اور اسے شکست ہو گئی۔ بیدو ہمدان کے علاقے کی طرف بھاگ گیا' مگر وہاں اسے گرفتار کر لیا گیا اور اسے ۶۹۵ھ میں قتل کر دیا گیا۔ اس نے صرف اٹھارہ ماہ حکومت کی۔

قازان بن ارغو

بیدو کے قتل کے بعد قازان بن ارغو مغلوں کا بادشاہ ہوا۔ اس نے اپنے بھائی خر بندا کو خراسان کا حاکم مقرر کیا اور نیروبی اتابک کو اپنی سلطنت کا منتظم مقرر کیا اس نے اقتدار سنبھالتے ہی طرغائی کے ان مغل امراء کا خاتمہ کرنے کی کوشش کی جو بیدو کے ساتھ کیختاتو کو قتل کرنے کی سازش میں شریک تھے۔ اس اطلاع سے طرخائی کو اپنی جان کا اندیشہ ہوا جو بغداد اور موصل کے درمیان مقیم تھا' لہٰذا اس نے شاہِ مصر کتبغا عادل کو ایک پیغام بھیج کر اس کے پاس آنے کی درخواست کی۔

طرخائی مصر میں: اس کے بعد قازان نے اپنے ایک حامی کو دیار بکر کا حاکم بنا کر بھیجا جس کا نام مولان تھا۔ اس نے اسے شکست دے کر اس کے لشکر کے بڑے حصہ کا صفایا کر دیا اور خود جان بچا کر شام کی طرف بھاگ گیا۔ سلطان کتبغا نے اس کو لانے کے لئے (اپنا خاص) آدمی بھیجا جو اسے مصر لے آیا۔

جب وہ بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا تو مسلمان ہونے سے پیشتر ہی بادشاہ نے اس کا مرتبہ بلند کیا اور وہ اور اس کی قوم او براتیہ مصر میں رہنے لگی۔ سلطان نے انہیں جاگیریں بھی عطا کیں چنانچہ اس کا یہ (طرز عمل) دونوں سلطنتوں میں اختلاف کا ذریعہ ثابت ہوا۔

نیروز کا قتل: (مغل) سلطان قازان نے اس کے بعد اتابک نیروز کو قتل کرا دیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ قازان سے ناراض ہو گیا تھا اور کتبغا کے بعد مصر و شام کے سلطان لاشین سے خط و کتابت کرنے لگا تھا۔ جب نیروز کو اس (غلط فہمی کا) احساس ہوا تو حاکم ہرات سے پناہ طلب کرتے ہوئے ہرات بھاگ گیا۔ ہرات کا حاکم فخر الدین شمس الدین کرت تھا جو سجستان کا حاکم بھی تھا۔ فخر الدین نے اسے گرفتار کر کے قطلو شاہ کے سپرد کر دیا اس نے اسے قتل کر دیا۔

اس کے بعد قازان نے اپنے دونوں بھائیوں' حاجی اور لکری کو بھی قتل کرا دیا جو بغداد میں تھے۔

مغل سرداروں کا فرار: اس کے بعد مصر سے سفیر خط لے کر آیا۔ اس کے بعد شلامش بن ایال مصر بھاگ گیا۔ اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد منجو جو بلا دروم میں ایک طومار (ایک لاکھ) فوج کا سپہ سالار تھا مصر بھاگ گیا کیونکہ قازان اس سے بدگمان ہو گیا تھا اور (جب اسے اس کے فرار ہونے کی اطلاع ملی تو) اس نے (اسے گرفتار کرنے کے لئے) فوجیں بھیجیں۔ انہوں نے اس کے ساتھ جنگ کی' اس جنگ میں اس کے اکثر ساتھی اس سے الگ ہو گئے' اس لئے وہ خود (اکیلا) مصر کی طرف بھاگ گیا اور اپنے اہل وعیال کو وہیں چھوڑ دیا تھا۔

منجو کا قتل: جب شاہ مصر نے اس کے اہل وعیال کو واپس لانے کے لئے اس کے ہمراہ فوجیں بھیجیں اور وہ سیس کے مقام سے گزریں تو تاتاری فوجوں نے انہیں روکا اور انہیں شکست دے کر اس مصری جرنیل کو بھی قتل کر دیا جو اس کے ساتھ تھا۔ منجو نے کسی قلعے میں پہنچ کر پناہ لی مگر تاتاری فوج نے وہاں سے بھی اسے نکال کر اسے قازان کے پاس بھیج دیا۔ قازان نے اسے قتل کر دیا۔

منجو کا بھائی قطقطو اپنی پوری فوج کے ساتھ مصر میں رہنے لگا۔ یہ واقعہ بھی قازان اور اہل مصر کے درمیان اختلاف کا سبب بنا۔

شام پر حملہ: تاہم چند امرائے شام بھی اس کے پاس پہنچ گئے ان میں نائب حاکم دمشق' بکتمر حاکم حلب الکبی ظاہری' اعزاز الصالحی شامل تھے' یہ لوگ اپنے سلطان ناصر محمد بن قلاؤن کے خلاف ہو گئے تھے' اس لئے وہ اس (قازان) کے پاس چلے گئے تھے اور اسے آمادہ کیا کہ وہ شام پر حملہ کر دے۔ چنانچہ وہ ۶۹۹ھ میں مغل اور ارمن فوجوں اور اپنے نائب قطلو شاہ اور مولی کے ساتھ (شام پر حملہ کرنے کے لئے) روانہ ہوا۔

سلطان ناصر کو شکست: سلطان ناصر بھی مصر سے مسلمانوں کی فوجوں کو لے کر (مقابلہ کے لئے) روانہ ہوا۔ جب وہ غزہ کے مقام پر پہنچا تو اسے یہ اطلاع ملی کہ کتبغا کے بعض ساتھی اس کے خلاف سازش کر رہے ہیں اور وہ مغل امراء جو مصر ہجرت کر گئے تھے اس میں شریک ہیں لہٰذا وہ سب سے آگے روانہ ہوا اور تاتاری فوجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے حمص پہنچا پھر وہاں سے آگے چل کر صبح کے وقت مرج المروج پہنچا وہاں فریقین کے درمیان جنگ ہوئی' جس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں کی کافی تعداد شہید ہوئی۔ سلطان جان بچا کر مصر چلا گیا۔

قازان کی فتوحات: مگر قازان صف بندی کے ساتھ روانہ ہوا۔ اس نے حمص کا تمام شاہی علاقہ فتح کر لیا۔ پھر اس نے دمشق کی طرف پیش قدمی کی اور شہر فتح کر لیا۔ اس نے قفچاق کی طرف پیش قدمی کی تاکہ وہاں کا محصول وصول کرے اور دمشق کے قلعہ کا محاصرہ کرے' جہاں کا قلعہ دار علاء الدین سنجر منصوری تھا۔ مگر وہ قلعہ تسخیر نہیں ہو سکا اس لئے اس نے اس کی چاروں طرف کی آبادی تباہ و برباد کر دی۔ جس میں دار السعادہ بھی شامل تھا جو شاہی محل تھا۔

مفتوحہ علاقوں کے حکام: اب قازان حلب کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے شہر کو فتح کر لیا مگر قلعہ فتح نہیں ہو سکا۔ اس کے بعد اس کی تاتاری فوجیں شہروں میں لوٹ مار کرتی رہیں اور وہ قتل و غارت کرتی ہوئی غزہ تک پہنچ گئی تھیں مگر چونکہ وہاں کے قلعے مسخر نہیں ہو سکے تھے' اس لئے قازان نے اپنے وطن کی طرف کوچ کیا۔ اس نے قطلو شاہ کو شہر کی حفاظتی فوج کا نائب بنایا اور قلعہ کے محاصرہ کا کام اس کے سپرد کیا۔ یحییٰ بن جلال کے سپرد محصولات وصول کرنے کے کام کیا اور قفچاق کو دمشق کا نائب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاکم مقرر کیا اور بکتمر کو حلب' حمص اور حماۃ کا نائب حاکم بنایا۔

ناصر کا شام پر دوبارہ قبضہ: سلطان ناصر نے فوجیں اکٹھی کر کے دوبارہ حملہ کیا۔ اس سے پیشتر اس نے فوجوں کو داد و دہش سے نوازا اور ان کی تمام خامیوں کو دور کیا تھا۔ اس کے ہراول دستوں کی قیادت سرمز جاشنگیر اور سلار کر رہے تھے' یہ دونوں سلطنت کے نگران تھے۔ چنانچہ یہ فوجیں شام کی سرحد کی طرف بڑھیں اور خود سلطان مصر صالحیہ کے مقام پر مقیم رہا۔ قفچاق اور بکتمر جو دمشق اور حلب کے سابق نائب حاکم تھے' پناہ کے طالب ہوئے اور ان دونوں نے دوبارہ سلطان کی اطاعت قبول کی آخر کار سرمز اور سلار دونوں نے شام کے علاقے کو فتح کر لیا اور قطلو شاہ (تاتاری حاکم) عراق کی طرف لوٹ گیا۔

مغلوں کی دوبارہ فوج کشی: قازان نے دوبارہ شام کی طرف فوج کشی کی اور دریائے فرات کو عبور کر کے وہ رحبہ کے مقام پر مقیم ہوا۔ اس نے اہل شام کو فریب دینے کے لئے ان سے خط و کتابت کی۔ قطلو شاہ نے بیت المقدس پر حملہ کیا وہاں ترکمانوں کے قبائل مقیم تھے انہوں نے اس سے جنگ کر کے اسے نقصان پہنچایا اور وہیں مقیم ہو گئے۔

مغل فوج کا قتل عام: اب سلطان ناصر نے ماہ شعبان کی تیسری تاریخ کو فوجوں کے ساتھ مصر سے پیش قدمی کی۔ مرج الصغر کے مقام پر اس کا قطلو شاہ سے مقابلہ ہوا۔ سلطان نے گھمسان کی جنگ کے بعد اسے شکست دی اور رات تک ان کا تعاقب کرتا رہا۔ وہ راستے میں ایک پہاڑ پر چڑھ کر پناہ گزین ہوئے۔ مسلمان فوجیں رات بھر ان کا محاصرہ کرتی رہیں پھر پوشیدہ طور پر وہاں پہنچ گئیں اور ان کا قتل عام کیا۔ دمشق کے دریا کے بند میں شگاف ہونے سے ان کے آگے کے راستے میں دلدل اور کیچڑ ہو گیا تھا اس لئے (وہاں جو موجود تھے) ان میں سے کوئی جان نہیں بچا سکا۔

شکست خوردہ فوج کا حصہ قازان کے پاس گیلان کے مقام پر پہنچا۔ وہ وہاں بیمار ہو گیا تھا اور اسی سال ماہ ذوالحجہ کو (بھاری شکست کے بعد) افسوس میں فوت ہو گیا۔

خربندا ابن ارغو

قازان کے بعد اس کا بھائی خرابندا اس کا جانشین ہوا۔ وہ بادشاہ کے ابتدائی زمانے میں مسلمان ہو گیا تھا اس کا نام محمد اور لقب غیاث الدین رکھا گیا۔ اس نے قطلو شاہ کو اپنا نائب برقرار رکھا۔ پھر اس نے اسے گیلان کے کوہستان میں کردوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے بھیجا مگر اس جنگ میں کردوں نے اسے شکست دے کر مار ڈالا۔

شیعی اثرات: خربندا نے اس کا جانشین جوبان بن تدوان کو مقرر کیا۔ خربندا ابتدائی زمانے میں بہت دیندار رہا۔ وہ خلفاء کی تعظیم کرتا تھا اور اپنے سکے پر ان کے اسمائے گرامی تحریر کرا دیئے تھے مگر رافضیوں (شیعوں) کی صحبت میں رہ کر وہ بدعقیدہ ہو گیا۔ چنانچہ اس نے خطبہ میں سے شیخین (حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ) کا تذکرہ حذف کر دیا اور اپنے سکوں پر بارہ اماموں کے نام کندہ کرائے۔

بہشتی محل کی تعمیر: اس نے قزوین اور ہمدان کے درمیان ایک شہر تعمیر کرایا اور اس کا نام سلطانیہ رکھا اور اسے اپنا پایۂ تخت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقرر کیا۔ اس نے وہاں سونے اور چاندی کی اینٹوں سے ایک عمدہ گھر تعمیر کرایا اور اس کے سامنے ایک باغ لگوایا جس کے درخت سونے کے تھے اور اس کے پھل موتیوں اور نگینوں کے تھے۔ اس نے دودھ اور شہد کی نہریں جاری کرائیں اور وہاں حور و غلمان کو آباد کیا تاکہ یہ علاقہ بہشت کے مشابہ ہو جائے۔

وہ اپنی قوم کے عزت و ناموس پر بہت حملہ کرتا رہا۔ اس کے بعد وہ ۷۱۳ھ میں شام کی طرف فوج لے کر گیا اور دریائے فرات کو عبور کر کے وہ رحبہ کے مقام پر مقیم رہا اور پھر وہاں سے لوٹ گیا۔ اس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی قوم کے کسی سردار نے زہر دے کر اسے ہلاک کر دیا تھا۔

سلطان ابو سعید بن خربندا کا عہد حکومت

جب سلطان خربندا فوت ہوا تو اس وقت اس کا فرزند ابو سعید تیرہ سال کا نو عمر لڑکا تھا اس لئے جوبان نے اسے بہت کم عمر خیال کرتے ہوئے صرای میں شمالی سلطنت کے بادشاہ ازبک کو پیغام بھیجا کہ وہ دونوں عراق (عراق عجم و عرب) کی سلطنت سنبھال لے۔ مگر اس کے نائب قطلقتمر نے اسے باز رکھا۔ لہٰذا جوبان نے نو عمری کے باوجود ابو سعید کو سلطان تسلیم کیا۔

سلطان ابو سعید نے (حکومت سنبھالتے ہی) پہلا کام یہ کیا کہ اس نے ابو الطیب رشید الدولہ فضل اللہ بن یحییٰ ہمدانی کو قتل کرایا۔ اس پر اس کے والد کو قتل کرنے کا الزام تھا۔ وہ مختلف علوم و فنون کا ماہر تھا۔ اس نے ایک تاریخ لکھی تھی جس میں اس نے تاتاریوں کے حالات اور ان کے نسب نامے تحریر کئے تھے۔ اس نے ہماری کتاب کی طرح ان کے شجرۂ نسب بھی بیان کئے تھے۔

امراء کی سازش: اس زمانے میں جوبان خراسان کی مہم پر گیا ہوا تھا اور وہاں سیول بن براق حاکم خوارزم سے جنگ کر رہا تھا۔ جسے شمالی سلطنت کے حاکم ازبک نے بھڑکا کر اور امدادی فوج دے کر خراسان پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا تھا اس وقت جوبان بھی اس کا حامی تھا۔

جب سلطان خربندا ہلاک ہوا تو سیول نے تمام خراسان پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا اور (اس مقصد کے لئے) اس نے سلطان ابو سعید کی سلطنت کے مغل امراء سے خط و کتابت کی تو انہوں نے اس کی حمایت کرنے کی توقع دلائی۔ اس وقت جوبان اپنے محاذ جنگ کی طرف روانہ ہوا تھا۔

سازش کا انسداد: جب سلطان ابو سعید کو یہ اطلاع ملی کہ امراء اس کے خلاف سازش کر رہے ہیں تو اس نے ان میں سے چالیس افراد کو قتل کرا دیا اور جوبان بھی ۷۱۸ھ میں خراسان کی طرف واپس آیا۔ اس وقت سیول خراسان پر اور عراق عجم کے کچھ حصے پر قابض ہو چکا تھا۔ ازبک شاہ شمال نے اپنے نائب قطلقتمر کو امدادی فوج دے کر بھیجا جس کا جوبان کی فوج نے مقابلہ کیا۔ ان کے درمیان متعدد جنگیں ہوتی رہیں آخر کار جوبان نے سیول کے مقبوضہ خراسانی علاقے چھین لئے اور باقی علاقوں کے لئے مصالحت کر کے واپس چلا آیا۔

اس کے بعد شمالی سلطنت کا بادشاہ ازبک (فوج لے کر) مراغہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں حملہ کر کے اس نے مال

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غنیمت حاصل کیا اور واپس چلا گیا۔ جوبان فوج لے کر اس کے تعاقب میں روانہ ہوا مگر اسے پکڑ نہیں سکا۔

جب سیول ۷۲۰ھ میں فوت ہو گیا تو سلطان ابوسعید نے اس کے مقبوضہ باقی حصہ خراسان پر بھی قبضہ کر لیا۔

ازبک سے اختلافات: اس وقت شمالی سلطنت کا بادشاہ ازبک سلطان ابوسعید سے اس بات پر ناراض تھا کہ اس نے جوبان کو خود مختار اور اپنے اوپر حاوی کر رکھا ہے اور وہ چنگیز خان کی اولاد پر بھی حکومت کر رہا ہے اس نے قریبی ممالک کے لوگوں کو بھی جوبان کے خطروں سے آگاہ کیا اور وہاں کے سلاطین کو جوبان اور اس کے سلطان ابوسعید کے خلاف متحدہ محاذ بنانے پر آمادہ کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے شاہ مصر کے ساتھ ازدواجی تعلقات بھی قائم کئے مگر سلطان ابوسعید کے ساتھ اس کی مصالحت نہیں ہو سکی۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔

ازبک نے ۷۲۰ھ میں جوبان سے جنگ کرنے کے لئے فوج بھیجی مگر دریائے کوزل کے قریب جوان کی حدود میں واقع ہے المدنی نے ان کا محاصرہ کر لیا اس لئے اس کی فوج واپس چلی گئی۔ اس کے بعد ازبک نے ایک دوسری فوج اپنے نائب قطلقتمر کی قیادت میں روانہ کی۔

سیس پر حملہ: سلطان ابوسعید کے نائب جوبان نے بلادِ روم پر اپنے فرزند دمرداش کو حاکم بنایا تھا لہٰذا اس نے ۷۲۱ھ میں سیس کے علاقے پر فوجی حملہ کیا اور اس کے تین قلعے فتح کر کے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ پھر اس نے ارمنی قوم کے خلاف جہاد کرنے کے لئے جو سیس کے مقام پر تھی' مصر کے شاہ ناصر سے فوجی امداد طلب کی تو سلطان مصر نے ۷۲۲ھ میں اپنی فوجیں بھیجیں' جن میں رضا کار (مجاہدوں) کی کافی تعداد تھی۔ انہوں نے سیس کا محاصرہ کر لیا۔

پھر ۷۲۳ھ میں شاہ ناصر اور سلطان ابوسعید کے درمیان مصالحت ہو گئی اور اس کے بعد تمام حالات درست ہو گئے۔

سلطان ابوسعید شاہِ عراق و عجم کے رشتہ دار بزرگ مغل امراء نے اس کے بعد فریضہ حج ادا کیا اور دونوں سلطنتوں کے درمیان تحائف کا تبادلہ ہوا۔

فتح خراسان: ۷۲۵ھ میں سلطان ابوسعید کے نائب جوبان نے خراسان کی طرف فوج کشی کی' کیونکہ کبک بن سیول نے وہاں فوجی حملہ کر دیا تھا۔ فریقین میں متعدد جنگیں ہوتی رہیں۔ آخر کار جوبان کو شکست ہوئی اور کبک بن سیول خراسان پر قابض ہو گیا۔ مگر دوبارہ جوبان نے حملہ کر کے اسے شکست دی اور اس کی فوجوں کا قتل عام کیا اور خراسان کو فتح کر کے اسے سلطان ابوسعید کی سلطنت میں شامل کر دیا۔

جوبان کا قتل: جب جوبان خراسان میں مشغول تھا تو اسے یہ اطلاع موصول ہوئی کہ سلطان ابوسعید نے اس کے فرزند کو گرفتار کر لیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی اس نے علم بغاوت بلند کر دیا' لہٰذا ابوسعید نے اس کے خلاف فوج کشی کی اور اس کے بعد اس کے ساتھی اس سے الگ ہو گئے' اور وہ خود ہرات بھاگ گیا جہاں وہ ۷۲۶ھ میں مارا گیا اس وقت سلطان ابوسعید نے اس کے فرزند کو یہ اجازت دے دی کہ وہ اس کی لاش کو اس مقبرہ کی طرف منتقل کر سکتا ہے جو اس نے مدینہ منورہ میں تعمیر کرایا تھا۔ چنانچہ وہ اس کی لاش کو وہاں لے گئے مگر اسے فوراً دفن نہیں کر سکے۔ کیونکہ حاکم مدینہ سلطان مصر کی اجازت کا انتظار کر رہا تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر کار اسے بقیع کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

دمرداش مصر میں: جب جوبان (کے قتل) کی خبر اس کے فرزند دمرداش کو ملی جو بلادِ روم کا حاکم تھا تو وہ اس سے بہت پریشان ہوا۔ آخر کار وہ اپنے امراء' فوج اور ساتھیوں کو لے کر مصر پہنچ گیا۔

(مصر کے) سلطان ناصر نے اس وقت اُن کا زبردست استقبال کیا اور ان کی تعظیم و تکریم کی۔ اس کے بعد سلطان ابوسعید کے قاصد اس کا یہ پیغام لے کر آئے کہ اس کے بارے میں اللہ کے فیصلہ کے مطابق عمل کیا جائے کیونکہ یہ لوگ فتنہ و فساد کی کوشش کرتے آئے تھے۔

دمرداش کا قتل: سلطان نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ وہ ایسا ہی کرے گا مگر یہی طریقہ وہ شام کے امیر قراسنقر کے ساتھ بھی اختیار کرے گا جو وہاں سے بھاگ کر اس کے پاس آیا تھا۔ چنانچہ ان دونوں کو ان کے کرتوتوں کی سزا دی گئی (ان دونوں کو قتل کر دیا گیا۔)

دوستانہ تعلقات: اس کے بعد ان دونوں سلطنتوں کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے۔ ان دونوں کے درمیان ازدواجی رشتے بھی قائم ہوئے اور تحائف کا تبادلہ بھی ہوتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ (عرب میں امن و امان قائم ہوا اور) ان کے نقصانات کا ازالہ ہوا اور دونوں سلطنتوں کے درمیان فتنہ و فساد کا خاتمہ ہوا۔

سلطان ابوسعید ۷۳۶ھ میں فوت ہو گیا' اس کی اولاد نہ تھی' اسے سلطانیہ کے مقام پر دفن کیا گیا۔

ہلاکو سلطنت کا خاتمہ: اس کے بعد اس کے ارکانِ سلطنت میں اختلاف پیدا ہو گئے یوں ہلاکو خاندان کا خاتمہ ہو گیا اور ان کی سلطنت کے حصے بخرے ہو گئے۔ چنانچہ خراسان' عراق عجم' فارس آذربائیجان' عراق عرب اور بلادِ الروم میں جداگانہ سلطنتیں قائم ہو گئیں۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب: نہم

خاندان شیخ حسن کی حکومت

جب سلطان ابوسعید بن خر بندا جو بغداد کا بادشاہ تھا ۷۳۶ھ میں فوت ہو گیا تو اس کا کوئی فرزند نہ تھا۔ اس لئے مغل امراء نے وزیر غیاث الدین کا تقرر کیا اور خاں کو معزول کر دیا (شاہی خاندان کے) نواسوں میں سے موسیٰ خان کو بادشاہ مقرر کیا گیا اور سلطنت کا انتظام شیخ حسن بن حسین بن بیبقا بن املکان نے سنبھالا جو سلطان ابوسعید کا پھوپھی زاد بھائی تھا۔ اسے سلطان ابوسعید نے بلاد الروم کے قلعہ کانج میں نظر بند کر دیا تھا جہاں اس کی نگرانی کی جاتی تھی۔

جب سلطان ابوسعید فوت ہوا تو اسے معافی دے کر رہا کر دیا گیا تھا۔ جب بغداد کے ارکان سلطنت کا حال معلوم ہوا تو وہ وہاں چلا گیا۔ بغداد پہنچ کر اس نے وہاں کے نگران حاکم علی ماسا کو قتل کر دیا اور (نامزد) بادشاہ موسیٰ خان کو معزول کر دیا اور اس کے بجائے محمد بن عنبر جی کو (بادشاہ) مقرر کیا۔ تخت کے بادشاہوں میں اس کی صحیح نسبت ہلاکو خان کے ساتھ بیان کی جاتی تھی۔

اس کے بعد شیخ حسن بغداد اور توریز کا (خودمختار) حاکم بن گیا۔ اس کے بعد دمرداش کا فرزند حسن اپنے والد کے بلاد الروم کے مرکزی مقام سے (فوج لے کر) اس کے خلاف روانہ ہوا اور (جنگ میں) غالب آ کر توریز پر قابض ہو گیا۔ اس نے وہاں کے بادشاہ محمد بن عنبر جی کو قتل کر دیا شیخ حسن بھاگ کر بغداد آ گیا اور حسن بن دمرداش توریز پر حکومت کرنے لگا۔

یہاں آ کر اس نے سلطان ابوسعید کی ہمشیرہ صاطبیک کو ملکہ مقرر کیا اور ہلاکو کے نبیرگان میں سے سلیمان خان سے اس کا نکاح کر دیا۔ توریز کی حکومت (حسن بن دمرداش) کے پاس تھی جو حسن صغیر کے نام سے موسوم تھا' کیونکہ شیخ حسن حاکم بغداد اس سے بڑا تھا' اس لئے وہ حسن کبیر کے نام سے مشہور تھا اور یہ حسن صغیر کے نام سے مشہور ہوا اور وہ مستقل (خودمختار) حاکم رہا۔ شیخ حسن کبیر اس پر غالب نہیں آ سکا۔

ترکمانوں کا تسلط: ادھر موصل کے گرد و نواح میں ترکمان اقوام چھا گئی تھیں وہ الجزیرہ کے شہروں تک پہنچ گئی تھیں (شیخ حسن کبیر ان سے اس قدر تنگ آ گیا تھا کہ) اس نے شاہ مصر کو یہ پیغام بھجوایا کہ وہ بغداد پر قابض ہو جائے کیونکہ وہ خود اس کے پاس رہنا چاہتا ہے۔ اس نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ (شاہ مصر) وہاں فوجیں بھیج دے۔ اس مقصد کے لئے وہ اس بات کے لئے تیار ہے کہ وہ اپنے فرزند کو یرغمال کے طور پر رکھوا دے۔ مگر یہ مطالبہ (ناگزیر) حالات کی وجہ سے پورا نہیں ہو سکا۔

طوائف الملوکی: آخر کار خاندان ہلاکو کی سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا۔ کیونکہ شیخ حسن کبیر بغداد کا حاکم تھا اور حسن صغیر توریز

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حاکم تھا۔ عراق عجم اور فارس میں ابن المظفر حاکم تھا اور شاہ حسین خراسان کا حاکم تھا مگر اس کے اکثر علاقوں پر شمالی سلطنت کے بادشاہ ازبک کا قبضہ تھا جو صرای کے تخت کا مالک تھا اور دوشی خاں بن چنگیز خان کی نسل سے تھا۔

امراء کی وفات: کچھ عرصہ کے بعد شیخ حسن کبیر اپنے بادشاہ سلیمان خان سے بیزار ہو گیا اور اس نے اسے قتل کر کے خود مختاری حاصل کر لی۔ اس کے بعد شیخ حسن صغیر بن دمرداش ۴۴ےھ میں فوت ہو گیا اور اس کے بجائے اس کا بھائی اشرف حاکم ہوا۔ بعد ازاں شیخ حسن کبیر بھی ۵۷ےھ میں بغداد میں فوت ہو گیا۔

اویس بن شیخ حسن کبیر

جب شیخ حسن کبیر بغداد میں فوت ہو گیا تو اس کے بجائے اس کا فرزند وہاں کا حاکم مقرر رہا۔ توریز میں اشرف بن دمرداش حکومت کرتا تھا، لہٰذا شمالی سلطنت کے بادشاہ نے جانی بیگ بن ازبک کو فوج دے کر توریز ۵۸ےھ میں حملہ کرنے کے لئے بھیجا اور توریز پر قبضہ کر لیا۔ اس نے وہاں اپنے فرزند کو حاکم بنا کر خراسان کی طرف کوچ کیا۔ وہ راستے میں گرفتار ہو گیا۔ اس لئے ارکانِ سلطنت نے اس کے فرزند بردبیگ کو لکھا کہ وہ حکومت پر قبضہ کر لے۔ لہٰذا وہ تیز رفتاری کے ساتھ ادھر روانہ ہو گیا اور توریز کا حاکم اخیجوخ کو مقرر کیا (موقع کو غنیمت جان کر) حاکم بغداد اویس فوج لے کر (توریز کی طرف) روانہ ہوا اور اسے شکست دے کر توریز پر قبضہ کر لیا۔ مگر (وہاں کے حاکم) اخیجوخ نے (دوبارہ حملہ کر کے) یہ علاقہ اس سے چھین لیا اور وہاں رہنے لگا۔ اب حاکم اصفہان ابن المظفر نے حملہ کر کے توریز اس سے چھین لیا اور اسے قتل کر دیا۔ یوں اس کی سلطنت میں عراق عجم توریز، تستر اور خوزستان کے علاقے شامل ہو گئے۔

اویس کی اولاد: بعد ازاں اویس نے فوج کشی کر کے توریز کو ابن المظفر کے قبضے سے چھین لیا اور اسے اپنی عملداری میں شامل کر لیا۔ اس کے بعد وہ بغداد آ کر تخت نشین ہوا اور اس کی حکومت مستحکم ہو گئی۔ آخر کار اویس بن حسن ۶ےےھ میں فوت ہو گیا۔ اس نے مندرجہ ذیل پانچ فرزند چھوڑے۔

(۱) شیخ حسن (۲) حسین (۳) شیخ علی (۴) ابو یزید (۵) احمد۔

اس کا وزیر زکریا تھا اور اس کی سلطنت کا سب سے بڑا امیر عادل تھا۔ وہ حسین کا نگران تھا اور وہ سلطانیہ کا علاقہ اس کی جاگیر میں شامل تھا۔

حسین بن اویس

آخر کار ارکانِ سلطنت نے جمع ہو کر توریز کے مقام پر حسین بن اویس کو حاکم تسلیم کیا اور (اس کے بھائی) شیخ حسن کو قتل کر دیا۔ انہوں نے یہ مشہور کیا کہ ان کے والد نے اسے قتل کر دینے کی وصیت کی تھی۔

(دوسرا بھائی) شیخ علی بغداد میں تھا۔ اس نے بھی اپنے بھائی حسین کی اطاعت قبول کر لی۔ ان کا ایک امیر قنبر علی بادک تستر اور خوزستان میں اس کا نائب تھا۔ اس نے بھی حسین کی اطاعت قبول کر کے اس کی اطلاع اسے بھیج دی تھی۔ توریز

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علاقے پر اس کا والد کا وزیر زکریا حاکم تھا۔ اس کا ایک فرزند اسماعیل شیخ اویس کے عہد حکومت میں بھاگ کر شام چلا گیا تھا۔ وہ اب اپنے والد زکریا کے پاس واپس آ گیا تھا۔ لہٰذا اس نے اسے بغداد بھیج دیا تاکہ وہ شیخ علی کی (جو وہاں کا حاکم تھا) خدمات بجالائے۔ چنانچہ وہ اس کی خدمت کے لئے وقف ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ اس پر حاوی ہو گیا۔

ادھر جب حسین بن اویس تو ریز کا خودمختار حاکم مقرر ہوا تو بنو المظفر (جو فارس و اصفہان کے حکام تھے) اس پر قبضہ کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے وہ اس سے پیشتر بھی (اس کے والد کے زمانے میں) اس پر قابض ہو گئے تھے مگر اویس نے اس علاقے کو ان سے چھین لیا تھا۔ تاہم جب اس کی وفات ہوئی تو شجاع الدین بن المظفر فوج لے کر وہاں حملہ آور ہوا۔ تو حسین بن اویس (مقابلہ کی تاب نہ لا کر) جب وہاں سے بھاگ کر بغداد پہنچا تو شجاع بن المظفر نے توریز کو دوبارہ فتح کر لیا۔

حسین بن اویس نے بغداد پہنچ کر اپنے بھائی شیخ علی اور اس کے وزیر اسماعیل سے فوجی امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ انہوں نے اس کے ہمراہ فوج بھیجی اور وہ الٹے پاؤں فوج لے کر توریز پہنچا (مقابلے میں شکست کھا کر) شجاع وہاں سے بھاگ کر خوزستان پہنچا اور وہاں قلعہ بند ہو کر رہنے لگا۔

اسماعیل کا قتل: شیخ علی پر اسماعیل بہت حاوی تھا' اس لئے ارکان سلطنت کی ایک جماعت نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کے چچا کو بھی ۷۸۱ھ کے وسط میں قتل کر دیا۔ اس جماعت میں مندرجہ ذیل افراد شامل تھے۔ مبارک شاہ' قرا محمد' قنبر۔

انہوں نے قنبر علی بادک کو تستر سے بلا کر اسماعیل کے عہدہ پر مقرر کیا۔ وہ بھی بغداد کے حاکم شیخ علی پر غالب آ گیا۔ (اس کے بھائی) حسین نے (جو توریز میں تھا) ان باتوں کو ناپسند کیا۔ اس لئے وہ توریز سے فوجیں لے کر بغداد پہنچا۔ (اسے دیکھ کر) شیخ علی اور قنبر علی بادک تستر بھاگ گئے اور حسین بغداد پر قابض ہو گیا۔

دوبارہ حکومت: اب شیخ علی تستر سے واسط پہنچا' اس نے عبادان اور الجزیرہ کے عربوں کو (اپنی حمایت کے لئے) جمع کیا۔ اس وسط احمد واسط سے بغداد کی طرف بھاگ گیا۔ شیخ علی نے اس کا تعاقب کیا تو حسین بھی توریز کی طرف بھاگ گیا اس کے بعد بغداد پر شیخ علی کی حکومت قائم ہو گئی اور ہر ایک اپنی مملکت میں رہنے لگا۔

حسین کا قتل: جب حسین بغداد سے توریز کی طرف واپس آیا تو وہ عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا' اس کا بھائی احمد اس سے ناراض ہو کر اردبیل چلا گیا۔ جہاں شیخ صدر الدین تھا' وہاں اس نے تین ہزار سے زائد فوج اکٹھی کر لی انہیں لے کر وہ توریز کی طرف روانہ ہوا اور (اہل توریز کی) بے خبری میں حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ حسین چند دنوں تک وہاں چھپا رہا۔ پھر احمد نے گرفتار کر کے اسے قتل کر دیا۔

احمد سے جنگ: اس زمانے میں امیر عادل' سلطانیہ کا حاکم تھا جو اس کی جاگیر میں شامل تھا جب اسے حسین کے قتل کی اطلاع ملی تو وہ بہت پریشان ہوا' اس کے پاس (اس کا دوسرا بھائی) ابویزید بن اویس موجود تھا۔ لہٰذا وہ دونوں حاکم فارس شجاع بن المظفر یزدی کے پاس پہنچے تاکہ وہ امیر احمد بن اویس کے خلاف فوجی امداد حاصل کر سکیں۔ چنانچہ اس نے ان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فریاد پر ان کے ساتھ فوجیں بھیجیں (جب وہ وہاں پہنچے تو) امیر احمد ان کا مقابلہ کے لئے صف آراء ہوا۔ پھر فریقین قریب آ گئے اور یہ فیصلہ کیا کہ ابو یزید سلطانیہ کا حاکم رہے اور امیر عادل وہاں سے نکل کر امیر شجاع کے پاس فارس چلا جائے۔ ان شرائط کے ساتھ ان میں مصالحت ہوگئی اور ابو یزید سلطانیہ واپس آ گیا اور وہاں رہنے لگا۔

مگر احمد کے امراء اور خاص افراد نے رعایا کو بہت تنگ کیا' اس لئے وہ احمد کے پاس فریاد لے کر گئے۔ چنانچہ احمد فوج لے کر وہاں پہنچا اور سلطانیہ پر قبضہ کر لیا اور ابو یزید کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ جہاں اس نے بغداد میں وفات پائی۔

علی کا قتل: جب احمد نے اپنے بھائی حسین کو قتل کیا تھا تو شیخ علی نے فوجیں اکٹھی کرنی شروع کر دیں۔ اس نے الجزیرہ میں ترکمان قوم کے امیر قرا محمد سے امداد طلب کی۔ پھر وہ بغداد سے (فوج لے کر) توریز (پر حملہ کرنے) کے لئے روانہ ہوا۔ وہاں احمد اس کے مقابلہ کے لئے نکلا اس کے بعد وہ شکست کی حالت ظاہر کر کے پسپا ہوا۔ اس کا تعاقب کیا گیا مگر جب فوجیں پوشیدہ ہوگئیں تو اس نے جاں نثاری اور (بہادری کے ساتھ) پلٹ کر حملہ کیا۔ اس حملہ میں شیخ علی کو ایک تیر لگا جس سے وہ جانبر نہ ہوسکا۔ اس کے بعد قرا محمد (امیر ترکمان) کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔ بعد ازاں احمد توریز واپس آ گیا جہاں اس کی حکومت مستحکم ہوگئی۔

ابو یزید کی حمایت: اس اثناء میں عادل بن سلطان ابوسعید نے موقع غنیمت جان کر حملہ کر دیا مگر اسے شکست حاصل ہوئی۔ پھر احمد نے بغداد کی طرف فوج کشی کی۔ کیونکہ شیخ علی کی ہلاکت کے بعد ایک شخص خواجہ عبدالملک خود مختار ہو گیا تھا جو احمد کا حامی تھا۔ مگر جب امیر عادل نے سلطانیہ میں امیر ابو یزید (دوسرے بھائی) کی حمایت کا اعلان کیا اور بغداد کی طرف ایک فوجی افسر بھیجا جس کا نام برسق تھا تاکہ وہ بغداد میں ابو یزید کی حمایت حاصل کرے تو خواجہ عبدالملک نے اسے بغداد میں داخل ہونے کی اجازت دی اور اس کی حمایت کی۔

بغداد پر قبضہ: برسق نے بغداد میں آنے کے دوسرے دن عبدالملک کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد شہر میں ایک مہینے تک بدامنی اور بدنظمی کی حالت رہی۔ لہٰذا احمد توریز سے (فوج لے کر) بغداد پہنچا۔ برسق بھی (فوج لے کر) اپنی مدافعت کے لئے نکلا مگر اس نے شکست کھائی اور اسے گرفتار کر کے امیر احمد کے سامنے لایا گیا تو اس نے اسے (کچھ عرصہ کے لئے) قید میں رکھا پھر اسے قتل کرا دیا۔ اس کے بعد امیر عادل بھی مارا گیا اور احمد اس کی شرارتوں سے محفوظ ہو گیا۔

حملہ تیمور: اب احمد کی سلطنت میں توریز' بغداد' تستر اور سلطانیہ کے علاقے شامل ہو گئے تھے اور اس کی حکومت مستحکم ہوگئی تھی مگر ۷۸۶ھ میں اس کے ارکان سلطنت نے بغاوت کی۔ اس زمانے میں چغتائی خاندان کے سلطان تیمور نے اپنی ماوراء النہر کی سلطنت سے نکل کر خراسان پر قبضہ کر لیا تھا' لہٰذا اس کا ایک رکن سلطنت تیمور کے پاس فریاد لے کر پہنچا۔ تیمور نے اس کی فریاد رسی کی اور اس کے ہمراہ توریز کی طرف اپنی فوجیں روانہ کیں۔ احمد (ان کے مقابلے کی تاب نہ لا کر) بغداد کی طرف بھاگ گیا اور وہ باغی رکن وہاں کا خود مختار حاکم بن گیا اور تیمور اپنی سابقہ مملکت کی طرف لوٹ گیا۔

بعد ازاں دوشی خان کی شمالی سلطنت کا بادشاہ طغطمش توریز پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے وہاں فوج لے کر پہنچا اور توریز کا علاقہ اس باغی حکمران سے چھین لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس زمانے میں امیر تیمور (تمر لنگ) اپنی فوجیں لے کر اصفہان پہنچا ہوا تھا تاہم اس نے اپنی فوجیں توریز کی طرف بھی روانہ کیں اور وہاں لوٹ مار اور قتل عام کر کے اس شہر کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اس کے بعد تستر اور سلطانیہ کے علاقے بھی تیمور کی عملداری میں آ گئے۔ اب امیر احمد بن اویس کے پاس صرف بغداد کا علاقہ رہ گیا تھا۔

بغداد پر تیمور کی یلغار

جب سلطان تیمور نے توریز فتح کر لیا تو مغلوں کے ایک سردار قمر الدین نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ اسے یہ بھی اطلاع ملی کہ شمالی سلطنت میں صرای کے صاحب تخت و تاج نے اسے مالی اور فوجی امداد فراہم کی ہے۔ لہٰذا وہ اصفہان سے اپنے ملک کی طرف واپس چلا گیا۔ پھر ۷۹۵ھ تک اس کے بارے میں انہیں کوئی اطلاع نہیں ملی۔

اس کے بعد کے حالات میں یہ معلوم ہوا کہ اس نے اپنے باغی امیر قمر الدین کو شکست دے دی اور نہ صرف اس کے فتنہ و فساد کی سرکوبی کی ہے بلکہ اس نے صرای کے تخت و تاج پر بھی قبضہ کر کے وہاں کے علاقوں کو فتح کر لیا ہے۔ اس کے بعد اس نے پیش قدمی کر کے اصفہان' عراق' عجم' رے اور فارس و کرمان کے علاقوں کو فتح کر کے بنو المظفر یزدی کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا ہے ان جنگوں میں اس خاندان کے سلاطین مارے گئے تھے اور ان کا شیرازہ بکھر گیا تھا۔

بغداد پر فوج کشی: احمد بن اویس (حاکم بغداد) نے (یہ حالات دیکھ کر) کمر ہمت باندھ لی اور فوجی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ پھر اس نے یہ ارادہ کیا کہ تحائف بھیج کر اس کے ساتھ صلح کی جائے مگر یہ طریقہ بے سود رہا کیونکہ سلطان تیمور اس کے جواب میں خط و کتابت کے ذریعے اسے فریب دیتا رہا۔ اور جب اس کی ہمت پست ہو گئی اور اس کی فوجیں منتشر ہو گئیں تو وہ تیز رفتاری کے ساتھ اور بے خبری کی حالت میں فوج لے کر روانہ ہو کر دریائے دجلہ کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت کسی نے احمد کو ان خطروں سے آگاہ کیا۔

اس وقت احمد بن اویس نے سواریوں پر اپنے مال و دولت اور قیمتی ذخیروں کو لدوا کر دریائے دجلہ کی کشتیوں کو تباہ و برباد کر دیا اور خود شہر حلہ کو عبور کر کے صبح سویرے حضرت علیؓ کے مزار مبارک (نجف اشرف) میں پناہ گزین ہوا۔

فتح بغداد: سلطان تیمور اور اس کا لشکر گیارہ شوال ۷۹۵ھ کو دریائے دجلہ پر پہنچا اور وہاں (دریا عبور کرنے کے لئے) کشتیاں نہیں تھیں' اس لئے وہ اپنی فوجوں کو لے کر دریا میں گھس گیا اور بغداد میں داخل ہو کر اسے فتح کر لیا۔ اس نے احمد کے تعاقب میں فوجیں بھیجیں تو وہ حلہ کے مقام کی طرف روانہ ہوئیں۔ وہاں کا پل ٹوٹا ہوا تھا۔ لہٰذا وہاں بھی فوجیں دریا میں گھس گئے۔ پھر انہوں نے احمد بن اویس کو حضرت علیؓ کے مزار مبارک (نجف اشرف) کے مقام پر جا پکڑا اور اس کے ساز و سامان اور سواریوں پر قبضہ کر لیا۔

احمد کا مقابلہ اور فرار: احمد بن اویس نے پلٹ کر اپنی فوجوں کے ساتھ مغلوں کی فوجوں پر حملہ کیا اور نہایت بہادری اور فداکاری کے ساتھ مقابلہ کر کے مغلوں کے سرداروں کو قتل کر دیا جو اس کے تعاقب میں فوج لے کر آیا' باقی تاتاری فوج واپس چلی گئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد بھاگ کر شام کے سرحدی مقام رحبہ کی طرف چلا گیا اور وہاں آرام کرنے لگا۔ اس نے وہاں کے سلطان کے نائب حاکم کو اطلاع کرائی تو اس نے اپنے مخصوص افراد کے ہاتھ زادِ راہ اور دیگر اخراجات کی رقم بھجوائی' پھر اسے حلب بھیج دیا گیا جہاں اس نے آرام کیا۔ پھر اسے ایسا مرض لاحق ہوا کہ وہ مصر نہیں جا سکا۔

بغداد کی دوبارہ تباہی: اس اثناء میں اسے یہ اطلاع ملی کہ سلطان تیمور نے اس کے علاقے میں فتنہ وفساد برپا کیا اور اس کے تمام ذخیروں پر قبضہ کر لیا بلکہ بغداد کے تمام امیر وغریب کے سامان اور موجودہ تمام مال ودولت کو ضبط کر لیا ہے یہاں تک کہ وہ کوڑی کوڑی کے محتاج ہو گئے ہیں اور بغداد کے تمام علاقے لوٹ مار کی وجہ سے ویران ہو گئے ہیں۔

مصری فوجوں کی تیاری: بعد ازاں احمد بن اویس فریاد لے کر ماہ ربیع الاول ۷۹۶ھ میں سلطان مصر کے پاس پہنچا اور اس سے درخواست کی کہ اس کا ملک اسے واپس دلایا جائے اور اس کے دشمن سے انتقام لیا جائے۔ سلطان مصر نے اس کی فریاد رسی کی اور اپنی فوج میں اعلان کرایا کہ وہ شام کی طرف جانے کے لئے تیار ہو جائیں۔

فتح تکریت ودیارِ بکر: اس اثناء میں جب سلطان تیمور نے بغداد کو فتح کر لیا تو وہ اپنا لشکر لے کر تکریت کی طرف روانہ ہوا جو اس کے مخالفوں کا اڈہ بنا ہوا تھا اور وہ راہ گیروں کی گھات میں حملہ کرنے کے لئے بیٹھے رہتے تھے۔ سلطان نے اس مقام کا چالیس دن تک محاصرہ کیا' آخر کار شہر والوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس وقت ان کا قتل عام ہوا۔ اس کے بعد اسے تباہ و برباد کر کے اسے ویران کر دیا گیا۔

اس کے بعد تیمور کی فوجیں دیار بکر میں رہا کے مقام تک پھیل گئیں اور دن کے چند گھنٹوں میں یہ علاقے مفتوح ہو گئے اور انہیں بھی تباہ و ویران کر دیا گیا۔

مصری لشکر دمشق میں: جب سلطانِ مصر کو (ان تباہ کاریوں کی) اطلاع ملی تو وہ فوج لے کر چند دنوں تک زیدانیہ کے مقام پر خیمہ زن رہا۔ اس عرصے میں اس نے اپنی فوج کی خامیوں کو دُور کیا اور اپنے غلاموں کو بخشش سے مالا مال کیا۔ اس نے ہر قسم کی فوج کو اکٹھا کیا اور قاہرہ میں اپنے نائب سودون کو جانشین بنایا۔ پھر احمد بن اویس کو ساتھ لے کر صف بندی کے بعد شام کی طرف کوچ کیا۔ اس نے احمد بن اویس کی فوجوں کو بھی بخشش سے نوازا اور انہیں ہر طرح سے مسلح کیا بعد ازاں سلطان ماہ جمادی الاولیٰ کے آخر میں دمشق پہنچ گیا۔

فوجوں کی روانگی: سلطان مصر نے حاکم حلب جلبان کو ہدایت کی تھی کہ وہ دریائے فرات کی طرف جائے اور عرب اور ترکمان قوم کو اکٹھا کر کے انہیں وہاں دشمن کی گھات میں لگے رہنے پر آمادہ کرے۔ چنانچہ جب سلطان دمشق پہنچا تو جلبان اس کے پاس آیا اور اسے اپنی کارگزاری سے آگاہ کیا اور دیگر حالات بھی بتائے اس کے بعد سلطان کے احکام کے مطابق تعمیل حکم کے لئے واپس چلا گیا۔ سلطان نے اس کی امداد کے لئے کمشیقا اتابک' تکتمش امیر سلاح اور احمد بن بیبقا کی قیادت میں فوجیں بھیجیں۔

تیمور بلاد الروم میں: اس اثناء میں ان کا دشمن سلطان تیمور ماردن کے محاصرہ میں مشغول تھا۔ چنانچہ چند مہینے کے محاصرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد اس نے اسے فتح کر لیا۔ پھر اس کی فوجوں نے وہاں لوٹ مار کر کے اس علاقے کا صفایا کر دیا مگر اس کا قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ لہٰذا وہاں سے کوچ کر کے وہ بلاد الروم کی طرف پہنچ گیا۔ جب تیمور کردوں کے قلعوں کے پاس سے گزرا تو اس کی فوجوں نے وہاں بھی لوٹ مار کر کے اس علاقے کا صفایا کر دیا۔

آخری خبر: (ان آخری حالات کے تحریر کرنے تک ابن خلدون کے زمانے میں) سلطان مصر ماہِ شعبان ۸۰۹ھ تک دمشق میں مقیم تھا (وہ انتظار میں تھا کہ) جب تیمور اس طرف آئے تو وہ اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرے۔ (تیمور کا حال یہیں تک بیان کیا گیا ہے)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : دہم

ایران میں بنو مظفر یزدی کی حکومت

احمد المظفر یزد کا باشندہ تھا' وہ بہت بہادر تھا۔ چنانچہ جب وہ سلطان ابوسعید کے عہد میں سرکاری ملازم ہوا تو اسے فارس کے راستوں کی حفاظت کے کام پر مقرر کیا گیا اور یہیں سے اس کے (عروج) کا آغاز ہوا۔

جب سلطان ابوسعید فوت ہوا تو اس وقت ۷۳۶ھ کی تاریخ تھی اس کی اولاد نہ تھی۔ اس لئے ملک انتشار کا شکار ہو گیا اور مختلف حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ چنانچہ شمالی سلطنت کے بادشاہ ازبک نے خراسان کے ایک حصہ کو فتح کر لیا۔ ہرات میں ملک حسین اور لان محمود خود مختار حاکم ہو گئے۔

ایسی صورت میں سلطان ابوسعید کے ارکانِ سلطنت نے احمد المظفر کو اصفہان اور فارس کا حاکم بنا کر بھیجا تو وہ اپنے علاقے کا خود مختار حاکم بن گیا اور اس نے اپنا پایہ تخت شیراز قرار دیا۔ جب وہ فوت ہوا تو اس کا فرزند ابواسحاق امیر شیخ اس کا جانشین ہوا۔ وہ بھی خود مختار حاکم رہا' اس نے عمدہ یادگاریں چھوڑی ہیں (مشہور عالم) شیخ عضدالدین نے کتاب المواقف اسی کے لئے لکھی تھی۔ نیز شیخ عمادالدین کاشی نے کتاب المفتاح کی شرح اسی کے نام پر معنون کی ہے۔

فتح فارس و اصفہان: محمد بن المظفر نے کرمان اور اس کے علاقے کو بھی فتح کر لیا تھا اور اس پر اپنا تسلط جما لیا تھا۔ وہ فارس کے علاقے پر بھی قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ (اس کا ذریعہ ایک واقعہ بن گیا جو یوں رونما ہوا کہ) ابواسحاق امیر شیخ نے شیراز کے ایک معزز شریف انسان کو قتل کر دیا تھا' لہٰذا اس نے اعلان کیا کہ وہ اس کا انتقام لے گا۔ دراصل اس کا مقصد اس کے قبضے سے یہ علاقہ چھیننا تھا۔ اس لئے وہ اپنی فوج لے کر شیراز پہنچ گیا۔ چونکہ اہل شہر امیر شیخ کی بدکرداریوں کی وجہ سے اس سے نفرت کرتے تھے اس لئے انہوں نے اس کی حمایت کی اور شہر اس کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ وہ اس کے پائے تخت پر قابض ہو گیا۔ امیر شیخ اصفہان کی طرف بھاگ گیا۔ جب اس کا تعاقب کیا گیا تو وہ اصفہان سے بھی بھاگ گیا اور (محمد بن المظفر نے) اصفہان کو بھی فتح کر لیا۔ پھر اس نے چاروں طرف اس کے تعاقب اور گرفتاری کے لئے فوج بھیجی۔ آخر کار وہ گرفتار ہو کر شریف انسان کے قصاص میں مارا گیا جسے امیر شیخ نے شیراز میں قتل کیا تھا۔

سلطنت کی تقسیم: محمد بن المظفر کے چار فرزند تھے (۱) شاہ ولی (۲) محمود (۳) شجاع (۴) احمد۔ شاہ ولی اپنے والد کی حیات ہی میں فوت ہو گیا تھا۔ اس نے دو فرزند منصور اور یحییٰ چھوڑے تھے۔ اس نے اپنے دوسرے فرزند محمود کو اصفہان کا حاکم اور (تیسرے) فرزند شجاع کو شیراز اور کرمان کا حاکم بنا دیا تھا۔ لہٰذا محمود اور شجاع دونوں (اس کی زندگی ہی میں) خود مختار حاکم ہو گئے تھے اور انہوں نے اسے دست بردار کر دیا تھا یہ واقعہ ۷۶۰ھ میں ہوا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شجاع کی شکست و فتح: شجاع نے مخالفت کی تو محمود نے اویس بن حسن الکبیر سے فوجی امداد طلب کر کے اصفہان کے علاقے سے فوج کشی کی اور اویس کی فوجی امداد حاصل کر کے ۷۶۵ھ میں شیراز فتح کر لیا اور شجاع اپنے دوسرے علاقے یعنی کرمان کی طرف بھاگ گیا اور وہیں رہنے لگا۔ وہاں تھوڑے عرصے کے لئے اس کے ماتحت حکام اس کے مخالف رہے۔ آخر کار وہ اس کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔ پھر تین سال کے بعد فوج اکٹھی کر کے اس نے شیراز پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا اور شیراز لوٹ آیا اور اس کا بھائی محمود اصفہان چلا گیا اور وہیں رہنے لگا تا آنکہ وہ ۷۷۶ھ میں فوت ہو گیا۔

(اس کے مرنے کے بعد) شجاع نے اس کا علاقہ بھی اپنی عملداری میں شامل کر لیا اور اسے اپنے فرزند زین العابدین کے حوالے کر دیا اور اس کا نکاح اویس بن حسن (حاکم بغداد) کی لڑکی سے کر دیا جو پہلے محمود کی (منکوحہ) تھی۔ اس کے بعد شجاع ۷۸۷ھ میں فوت ہو گیا۔ اس وقت اس کا فرزند زین العابدین اصفہان کا مستقل حاکم تھا اور شیراز اور فارس میں اس کا بھتیجا منصور ابن شاہ ولی اس کا جانشین ہوا۔

خانہ جنگی: اس کے بعد منصور اور زین العابدین کے درمیان خانہ جنگی ہوئی اور منصور کو شکست ہوئی (لہٰذا) منصور بن شاہ ولی زین العابدین کے خوف سے بھاگ کر بنو اویس کے بڑے امیر عادل کے پاس (پناہ لینے کے لئے) سلطانیہ پہنچا مگر اسے قید کر دیا گیا۔ پھر وہ قید خانے سے بھاگ کر احمد بن اویس کے پاس فریاد لے کر پہنچا تو اس نے اس کی فریاد رسی کی اور اسے اپنے علاقے تستر میں پناہ دی۔ وہاں سے (وہ فوج لے کر) شیراز کی طرف روانہ ہوا تو زین العابدین اصفہان چلا گیا اور اس کا اپنا سگا بھائی یحییٰ یزد چلا گیا۔ ان دونوں کا چچا احمد بن محمد المظفر کرمان میں تھا۔

تیمور کی اطاعت: جب چغتائی بن چنگیز خان کے خاندان کے سلطان تیمور نے ۷۸۸ھ میں فوج کشی کی اور توریز کے علاقے کو فتح کر کے اسے تباہ و برباد کر دیا تو حاکم یزد یحییٰ نے اس کی اطاعت قبول کی اور حاکم کرمان احمد نے بھی اس کی اطاعت قبول کی۔

تیمور کی فوج کشی: مگر زین العابدین اصفہان سے بھاگ گیا اور سلطان تیمور نے اس کے علاقے کو فتح کر لیا۔ زین العابدین شیراز چلا گیا تھا۔ اس کے بعد سلطان تیمور اپنے ماوراء النہر کے ملک کی طرف واپس چلا گیا تھا اور ۷۹۵ھ تک اس کے حالات صیغۂ راز میں رہے۔ اس کے بعد اس نے بلادِ فارس کی طرف فوج کشی کی تو منصور بن شاہ ولی نے فوجیں اکٹھی کیں تا کہ وہ اس کے ساتھ جنگ کرے مگر سلطان تیمور نے فریب دے کر اسے اس کی حکومت پر برقرار رکھا اور ہرات کی طرف لوٹ گیا۔ اس اثناء میں منصور کی فوجیں منتشر ہو گئیں۔

منصور کی شکست: جب سلطان تیمور کے جاسوسوں نے اسے فوجوں کے منتشر ہونے کی اطلاع دی تو سلطان تیمور تیز رفتاری کے ساتھ شیراز پہنچا اور شہر سے باہر منصور کی باقی ماندہ فوجوں کو جن کی تعداد دو ہزار سے زیادہ نہ تھی شکست دی (اس ناگہانی جنگ سے خوف زدہ ہو کر) منصور کی فوج کے اکثر افراد تیمور کی فوج میں شامل ہو گئے اور منصور اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھ جاں نثاری کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا۔ اس کے بعد وہ معرکۂ جنگ میں گم ہو گیا اور اس (کی زندگی) کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنوالمظفر کا خاتمہ: اب سلطان تیمور نے شیراز کو فتح کر کے اسے اصفہان کی عملداری میں شامل کر لیا اور اپنی طرف سے ان علاقوں کا حاکم مقرر کیا اس نے کرمان کے حاکم احمد بن محمد اور اس کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا اور کرمان کے علاقے پر بھی اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا۔ اس نے یزد کے حاکم یحییٰ بن شاہ ولی اور اس کے دونوں فرزندوں کو بھی قتل کرایا اور وہاں بھی اپنا حاکم مقرر کیا۔ یوں اس نے بنوالمظفر (کے شاہی خاندان) کا خاتمہ کر دیا۔ البتہ زین العابدین بن شجاع بن محمود کو اپنے لئے زندہ رکھا مگر اس کا فرزند بھاگ کر اپنے ماموں احمد بن اویس کے پاس پہنچ گیا اور وہ ابھی تک (تا عہد تحریر کتاب تاریخ ابن خلدون) اس کے ساتھ مصر میں مقیم ہے۔

احوال بلادِ روم اور بنوارتنا کی حکومت

یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ بلادِ روم کا ملک سلاطین سلجوقیہ کی (ایک شاخ) بنو قلیچ ارسلان کے ماتحت تھا جنہوں نے یہاں دعوت اسلام کا آغاز کیا اور اس علاقے کو بازنطینی سلاطین کے تسلط سے جن کا مرکز قسطنطنیہ تھا' آزاد کرایا۔ انہوں نے اس ملک میں دیار بکر اور دیگر علاقوں کا اضافہ بھی کیا۔ یوں ان کی عملداری وسیع ہوگئی تھی اور ان کی عظیم مملکت ہوگئی تھی۔

بلاد الروم کے علاقے: ان سلاطین کا پایۂ تخت قونیہ میں تھا اور ان کے ملک میں مندرجہ ذیل شہر اور علاقے شامل تھے۔

(۱) اقصر (۲) انطاکیہ (۳) علایا (۴) طغرل (۵) دمرلو (۶) قراحصار۔ ان کے ماتحت آذربائیجان کا ملک بھی تھا اور اس میں مندرجہ ذیل علاقے بھی شامل تھے۔

(۱) اقشہر (۲) کاخ (۳) قلعہ کعونیہ۔

قیساریہ بھی ان کی سلطنت میں شامل تھا۔ اس کے ماتحت مندرجہ ذیل شہر تھے۔

(۱) انکرہ (انقرہ) (۲) عداقلیہ (۳) منال۔

سیواس کا صوبہ بھی ان کی سلطنت میں شامل تھا جسے انہوں نے دانشمند کے قبضے سے چھینا تھا جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔

ان کی عملداری میں یہ علاقے بھی شامل تھے۔ (۱) نکسار (۲) قاسایہ (۳) توقات (۴) کنکرہ کوریہ (۵) قمنات (۶) سامسون (۷) صفوی (۸) کسحونیہ طرخلوا (۹) بربوا۔

انہوں نے ارمن قوم کے علاقے (ارمینیہ) میں سے خلاط' ارمینیہ الکبریٰ' وانی سلطان اور ارجیس کے علاقے بھی اپنی مملکت میں شامل کئے۔

وسیع سلطنت: دیار بکر میں سے خرت برت' ملطیہ اور سمیاط وسارہ کے علاقے ان کی سلطنت میں شامل تھے۔ ان کی یہ سلطنت شمالی سمت سے شہر بورصہ سے لے کر خلیج قسطنطنیہ تک وسیع ہوگئی تھی یوں وہ ایک وسیع اور اہم ممالک پر قابض تھے۔ آخر کار اور سلطنتوں کی طرح یہ سلطنت بھی کمزور ہوتی چلی گئی۔

تاتاریوں کی فتوحات: جب تاتاریوں نے اسلامی ممالک کو فتح کر لیا تو مرکزی سلطنت کے تحت پر منگو خان جو ہلاکو کا

www.KitaboSunnat.com

بھائی تھا بیٹھا۔ اس وقت تاتاری چھوٹی بڑی اسلامی سلطنتوں کے وارث تھے۔ انہوں نے بلادِ روم کی طرف ۶۵۴ھ میں اپنے ایک بڑے سردار بیکو کی قیادت میں مغل فوجیں بھیجیں۔ اس وقت بلادِ روم کا بادشاہ غیاث الدین کیخسرو بن علاء الدین کیقباد تھا جو قطلمش کے خاندان کا بارہواں بادشاہ تھا۔ یہ مغل فوجیں ارزن الروم (ارض روم) پہنچیں' وہاں کا حاکم شاہ علاء الدین کا آزاد کردہ غلام سنان الدین یاقوت تھا۔ مغل فوجوں نے دو مہینے کے محاصرہ کے بعد اسے فتح کر لیا اور اسے تباہ کر کے آگے بڑھ گئے۔ اقشہر اور زنجان کے مقامات کے قریب شاہ غیاث الدین کیخسرو نے صحرا میں ان کا مقابلہ کیا مگر شکست کھائی۔ اس کے بعد وہ اپنے ذخیرہ اور اہل وعیال کو لے کر قونیہ پہنچ گیا۔ بیکو (مغل سردار) اس کے (چھوڑے ہوئے) علاقہ پر قابض ہو گیا۔

پھر وہ قیساریہ پہنچا۔ مغل فوجوں نے اسے بھی فتح کر لیا۔ اس کے بعد شاہ غیاث الدین فوت ہو گیا تو اس کا فرزند علاء الدین کیقباد بادشاہ مقرر ہوا۔ اس نے اپنی سلطنت کے کاموں میں اپنے دونوں بھائیوں کو بھی شریک کر لیا جن کے نام عزالدین کیکاؤس اور رکن الدین قلیچ ارسلان تھے۔

خانہ جنگی: جب تاتاری ان کے شہروں کو تباہ کرنے لگے تو علاء الدین کیقباد صاحب تخت وتاج مغل بادشاہ منگو خان کی طرف (فریاد لے کر) روانہ ہوا۔ اس کی غیر حاضری میں اس کے دونوں بھائی جھگڑنے لگے۔ اس (خانہ جنگی) میں عزالدین کیکاؤس غالب آ گیا اور اس نے اپنے بھائی رکن الدین کو قونیہ میں نظر بند کر دیا۔ عزالدین نے اپنے بھائی علاء الدین کے پیچھے پیچھے ایسے شخص کو بھیجا جو منگو خان کو اس کے برخلاف کر دے' مگر اس مہم کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ کیونکہ علاء الدین راستے ہی میں فوت ہو گیا تھا۔

سلطنت کی تقسیم: آخر کار منگو خان نے یہ تحریری حکم دیا کہ بلادِ الروم کے ملک میں عزالدین اور رکن الدین دونوں شریک ہیں اور اس ملک کی ان دونوں کے درمیان اس طرح تقسیم ہو گی کہ عزالدین کے پاس سیواس سے لے کر قسطنطنیہ کی سرحد تک کا علاقہ رہے گا اور رکن الدین سیواس سے ارزن الروم (ارض روم) تک اس مشرقی علاقے کا حاکم رہے گا جو تاتاری علاقے کے قریب ہے۔

(اس فیصلے کے بعد) عزالدین نے رکن الدین کو رہا کر دیا اور اس نے تاتاری حکومت کی اطاعت قبول کی۔

بیکو کی فتح: ابھی عزالدین واپس نہیں آیا کہ بیکو نے بلادالروم پر حملہ کر دیا لہٰذا عزالدین کے ایک سردار ارسلان دغمش نے اس کا مقابلہ کیا۔ بیکو نے شکست دے کر اسے قونیہ کی طرف بھگا دیا۔ عزالدین وہاں سے بھاگ کر علایا کے مقام پر پہنچ گیا بیکو نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار وہاں کے خطیب نے یہ شہر بیکو کے حوالے کر دیا اور وہ اس پر قابض ہو گیا۔ جب وہ باہر نکلا تو اس کی بیوی اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہو گئی اس موقع پر یہ شرط رکھی گئی کہ تاتاری (شہر میں) ایک ایک کر کے داخل ہوں اور وہ (کسی) باشندہ کو نہ چھیڑیں۔

اب عزالدین اور رکن الدین نے تاتاریوں کی اطاعت قبول کر لی۔ ان کی حکومت اور بادشاہت برائے نام رہ گئی تھی۔ اصل حکومت مغل سردار بیکو کے ہاتھ میں تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سقوط بغداد میں شرکت: جب ہلاکو نے ۶۵۶ھ میں بغداد کی طرف فوج کشی کی تو اس نے بیکو اور اس کی فوجوں کو امداد کے لئے طلب کیا۔ مگر اس نے یہ معذرت کی کہ اس کے راستے میں فراسیلیہ اور باروقیہ کی کرد قومیں حائل ہیں ان کی وجہ سے وہ نہیں پہنچ سکتا ہے۔ لہٰذا ہلاکو نے (اس کا راستہ صاف کرنے کے لئے) اپنی طرف سے فوجیں بھیجیں جب وہ آذربائیجان کے علاقے سے گزریں تو وہاں سے کرد قوم کے افراد بھاگ گئے اور انہوں نے اس علاقے کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد وہ بیکو (اور اس کی فوج کو) لے کر ہلاکو کے پاس پہنچ گئیے وہ فتح بغداد اور اس کے بعد کے واقعات میں اس کے ساتھ شریک تھے۔

ہلاکو کی امداد: جب ہلاکو حلب پہنچا تو اس نے عزالدین اور رکن الدین کو اپنے پاس بلایا' چنانچہ وہ (وہاں پہنچ گئے اور) وہ دونوں فتح حلب کے موقع پر اس کے ہمراہ تھے۔ ان دونوں کے ساتھ ان کا وزیر معین الدین سلیمان بردناۃ بھی وہاں موجود تھا۔ ہلاکو نے اسے بہت پسند کیا اور رکن الدین کو ہدایت کی کہ اسے اپنی طرف سے اس کے دربار میں سفیر بنا کر بھیجا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

جب بلاد الروم میں مغل سردار بیکو فوت ہو گیا تو اس کا جانشین ایک دوسرا مغل سردار صمقار کو مقرر کیا گیا۔

عزالدین کی شکست: ۶۵۹ھ میں دونوں بھائیوں عزالدین اور رکن الدین کے درمیان خانہ جنگی ہوئی' جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عزالدین' رکن الدین کے علاقے پر غالب آ گیا اور رکن الدین برواناۃ کو ہمراہ لے کر ہلاکو کے پاس فریاد لے کر پہنچا۔ ہلاکو نے اسے فوجی امداد دے کر بھیجا۔ جب مقابلہ ہوا تو عزالدین نے ان سب کو شکست دی۔ رکن الدین نے دوبارہ امداد طلب کی تو ہلاکو نے دوبارہ امدادی فوج بھیجی۔ اس مرتبہ عزالدین کو شکست ہوئی اور وہ قسطنطنیہ پہنچ گیا جہاں وہ وہاں کے حاکم لشکری کے ساتھ رہنے لگا۔

ترکمانوں کی خودمختاری: اب رکن الدین قلیچ ارسلان بلاد الروم کا (تنہا) حاکم ہو گیا۔ مگر وہاں کی سرحدوں اور ساحلوں پر جو ترکمان قوم رہتی تھی اس نے اس کی حکومت تسلیم نہیں کی۔ انہوں نے ہلاکو سے درخواست کی کہ وہ ان پر اپنی طرف سے حاکم مقرر کرے چنانچہ اس نے ان کے لئے ایک حاکم مقرر کر کے بھیجا۔

آگے چل کر اللہ تعالیٰ نے ان کو سلطنت عطا کی۔ چنانچہ آج کل وہاں ان کے (عثمانی) سلاطین حکومت کر رہے ہیں جیسا کہ آگے چل کر بیان کیا جائے گا۔

عزالدین کی وفات: عزالدین قسطنطنیہ ہی میں مقیم رہا۔ اس نے وہاں کے حاکم لشکری پر حملہ کرنا چاہا تھا مگر اس کے رومی ماموؤں نے اس کی چغل خوری کی اس لئے لشکری نے اسے اپنے کسی قلعہ میں نظر بند کر دیا جہاں وہ ہلاک ہو گیا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ صرای کے صاحب تخت شالی سلطنت کے بادشاہ اور قسطنطنیہ کے درمیان جنگ ہوئی تھی اور تاتاری بادشاہ نے حملہ کر کے قسطنطنیہ کے علاقے کو تباہ کیا تھا اور جب وہ اس قلعہ کے پاس سے گزرا جہاں عزالدین نظر بند تھا تو وہ اسے (رہا کر کے) اپنے ساتھ صرای کی طرف لے گیا تھا اور عزالدین وہاں فوت ہوا تھا۔

اس کے بعد اس کا فرزند مسعود ہلاکو کے فرزند ابغا کے پاس پہنچا۔ اس نے اس کا بہت عزت و احترام کیا اور بلاد الروم کے کسی قلعہ کا حاکم بنا دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیاث الدین کیخسرو کی حکومت: اس کے بعد معین الدین سلیمان بردانا ۃ رکن الدین سے بدگمان ہوگیا اور اس نے رکن الدین کو ۶۶۶ھ میں اچانک اور پوشیدہ طور پر قتل کرا دیا اور اس کے فرزند کیخسرو کو غیاث الدین کا لقب دے کر تخت نشین کر دیا اور خود اس پر حاوی ہوگیا (اس کے نام سے خود مختار حاکم ہوگیا) اس کے باوجود وہ تاتاری سلطنت کا مطیع وفرمانبردار رہا مگر وہ ان (کی حرکتوں) سے بہت پریشان رہتا تھا۔ اس لئے وہ مصر کے سلطان سے خط وکتابت کر کے اس کے حلقۂ اطاعت میں آنا چاہتا تھا۔ جب ابغا بن ہلاکو (مغل بادشاہ) کو سلطان ظاہر بیبرس سے اس کی خط وکتابت کا علم ہوا تو وہ بہت ناراض ہوا۔

مغل فوجوں کو شکست: جب صمغار مغلوں کا نگران حاکم (کوتوال) فوت ہوا تو ابغا نے اس کے بجائے دو مغل سردار بھیجے جن کے نام تدوان اور توقر تھے' وہ دونوں ۶۷۵ھ میں شام پہنچے اور ابلستین کے مقام پر فروکش ہوئے۔ ان دونوں کے ساتھ غیاث الدین کیخسرو بھی تھا اور اس کا سرپرست بردانا ۃ بھی لشکر میں موجود تھا۔ اسی زمانے میں سلطان ظاہر بیبرس دمشق سے فوجیں لے کر ابلستین پہنچ گیا اور تاتاری فوجوں سے جنگ کی۔ بردانا ۃ جنگ میں شریک نہیں ہوا۔ کیونکہ اس نے پیشتر ازیں سلطان ظاہر سے اسی قسم کا وعدہ کیا تھا۔ لہٰذا سلطان ظاہر نے ان دونوں (تاتاری سرداروں کی فوجوں کو) شکست دی اور تاتاری فوجوں کے علاوہ اس نے دونوں امیر تدوان اور توقر کو قتل کروا دیا مگر بردانا ۃ اور اس کا (زیر نگران) سلطان بچ گیا' بلکہ ان کی فوج میں سے کسی ایک کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ اس کے بعد سلطان مصر بلاد الروم کے پائے تخت قیساریہ کو فتح کر کے مصر لوٹ گیا۔

سازش کا انکشاف: جب (تاتاری سلطان) ابغا موقع پر پہنچا اور اس نے میدان جنگ کا مشاہدہ کیا تو وہاں اس نے اپنی تاتاری قوم کے افراد کی لاشیں دیکھیں۔ یوں اس کی بدگمانی کی تصدیق ہوگئی کہ یہ بردانا ۃ اور اس کے ساتھیوں کی سازش کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا اس نے ملک کو تباہ وبرباد کر دیا اور لوٹ گیا۔

مغلوں کا تسلط: پھر اس نے اپنے محاذ جنگ میں بردانا ۃ کو بلوا کر اسے قتل کر دیا اور اس کے بجائے غیاث الدین کیخسرو کا قائم مقام اس کے بھائی عزالدین محمد کو مقرر کیا۔ اس کے بعد غیاث الدین کیخسرو اس حالت میں بلاد الروم پر حکومت کرتا رہا کہ مغل فوجوں کا ایک سردار (کوتوال کی حیثیت سے) اس ملک کی نگرانی کرتا تھا۔

مغل حکام کا تقرر: جب تکرار بن ہلاکو بادشاہ مقرر ہوا تو اس وقت اس کا بھائی قنقرطای بلاد الروم میں مقیم تھا۔ وہ (مغل سردار) صمغار کے ساتھ وہاں گیا تھا۔ سلطان نے اسے بلا بھیجا مگر اس نے آنے سے انکار کیا۔ اس نے غیاث الدین کو حکم دیا تو اس نے اس کو ارزنکان کے مقام پر نظر بند کر دیا اور بلاد الروم پر مغلوں کا نمائندہ نگران افسر (شحنہ) ایک مغل سردار الاکو کو ۶۸۱ھ میں مقرر کیا گیا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ صمغار کے بعد ارغو بن ابغا نے الاکو کو بلاد الروم میں نگران افسر (شحنہ) مقرر کیا تھا۔ جب سلطان ابغا نے (دو مغل سرداروں) تدوان اور توقر کو بھیجا تھا تو ان دونوں کو سلطان مصر الظاہر سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تھا' ان دونوں کو نگران افسر (شحنہ) کی حیثیت سے نہیں بھیجا گیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر علی کی حکومت: بعد ازاں مسعود بن عز الدین کیکاؤس بلاد الروم کا (برائے نام) بادشاہ مقرر ہوا اور اصل حکومت تاتاری فوجی افسر (شحنہ) کی تھی۔ اس کی حکومت برائے نام تھی اور اس کا اقتدار ختم ہوتا جا رہا تھا۔ اس کے برعکس مغل سردار بلاد الروم میں نگران افسر (شحنہ) کی حیثیت سے پے در پے آتے رہے۔ چنانچہ آٹھویں صدی کے شروع میں امیر علی مقرر ہوا۔ یہ وہ شخص تھا جس نے ارمن قوم کے بادشاہ اور میس کے حاکم ہشیوس بن لیعون کو قتل کیا تھا۔ جب اس کا بھائی سلطان خربندا کے پاس فریاد لے کر پہنچا تو اس نے فریاد رسی کر کے اسے قتل کر دیا تھا۔ جیسا کہ ترکی سلطنت کے حالات میں ارمن قوم کے تذکرہ میں بیان کیا گیا ہے۔

ارمنوں کے خلاف جہاد: ۷۰۲ھ میں یہاں امیر ابغا بھی (نگران بن کر) آیا۔ پھر سلطان ابوسعید نے بلاد الروم کی طرف (نگران بنا کر) دمرداش بن جوبان کو ۷۲۳ھ میں روانہ کیا وہاں اس کا اقتدار قائم ہو گیا اور اس نے میس میں ارمنوں کے ساتھ جہاد کیا اور اس مقصد کے لئے سلطان مصر محمد بن قلادن سے بھی فوجی امداد طلب کی تھی۔ چنانچہ اس کے لئے امدادی فوج بھیجی گئی اور ان دونوں فوجیوں نے (مل کر) ایاس کے مقام کو بزور شمشیر فتح کیا۔ پھر یہ لوگ واپس چلے گئے۔

دمرداش کا قتل: جب سلطان ابوسعید نے اپنے نائب جوبان بن بردان کو قتل کیا تو اس کی اطلاع اس کے فرزند دمرداش کے پاس بلاد الروم بھی پہنچی۔ وہ یہ خبر سن کر بہت پریشان ہوا۔ آخر کار وہ اپنی فوجوں اور سرداروں کو لے کر مصر پہنچ گیا۔ سلطانِ مصر نے اس کا استقبال کیا اور اسے بہت تعظیم و تکریم کے ساتھ اپنے پاس رکھا۔ اس کے پیچھے سلطان ابوسعید کے ایلچی بھی آ پہنچے۔ وہ (سلطان ابوسعید کا) یہ مطالبہ لے کر آئے تھے چونکہ وہ فتنہ و فساد برپا کرنے کا مرتکب ہوا ہے' اس لئے' اس کے ساتھ خدائی فیصلہ کے مطابق عمل کیا جائے۔ سلطان مصر نے اس کے ساتھ یہ شرط بھی عائد کی کہ وہ اس شامی سردار قراسنقر کے ساتھ بھی یہی طریقہ اختیار کرے گا جو مصر آیا ہوا ہے۔ چنانچہ اسے بھی قتل کیا گیا اور ان دونوں کو ان کے کرتوتوں کی سزا دی گئی۔

ارتنا کی حکومت

جب دمرداش بلاد الروم سے بھاگ کر مصر گیا تھا تو وہاں وہ اپنے ایک سردار کو چھوڑ گیا تھا جسے ارتنا کہا جاتا ہے مگر شہزادوں کے ناموں کی طرح اس کا نام نوریر تھا اس نے سلطان ابوسعید کو اطلاع دی کہ وہ اس کا مطیع و فرمانبردار ہے' لہٰذا سلطان نے اسے اس علاقہ کا حاکم مقرر کر دیا۔ اس نے سیواس میں مقیم ہو کر اُسے اپنا پایۂ تخت بنایا۔

دشمن کی شکست: جب حسن بن دمرداش توریز میں خود مختار بادشاہ ہو گیا تو ارتنا نے اس کی اطاعت قبول کی۔ پھر اس سے باغی ہو کر اس نے سلطان ناصر حاکم مصر سے خط و کتابت کر کے اس کی اطاعت قبول کی۔ سلطانِ مصر نے اسے حکومت کا پروانہ اور خلعت بھیجا (جب حسن بن دمرداش کو اطلاع ملی تو) اس نے فوج جمع کر کے سیواس کا رخ کیا۔ ارتنا بھی اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کینوک کے صحرا میں پہنچا اور اسے شکست دی اس نے اس کے فوجی افسروں کی ایک جماعت کو بھی گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ ۷۴۴ھ میں ہوا۔

مستحکم حکومت: اب ارتنا کی حکومت مستحکم ہو گئی اور جوبان و حسن بن دمرداش اس کا مقابلہ نہیں کر سکے اور وہ ۷۵۳ھ تک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت کرنے کے بعد فوت ہو گیا۔ اس کے بعد کے حالات کا صحیح علم نہیں ہو سکا اور یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کے فرزند کس ترتیب کے ساتھ حکومت کرتے رہے۔ البتہ ترک حکومت کے حالات کے ضمن میں اتنا پتہ چلا ہے کہ ۷۶۶ھ میں سلطان مصر نے اپنے نائب حاکم کو یہ ہدایت کی کہ وہ فوج لے کر محمد بیگ بن ارتنا کی امداد کے لئے جائے۔ چنانچہ وہ فوج لے کر گیا اور کامیابی حاصل کی۔

بنو دلقادر در ارمینیہ میں: ارتنا اور اس کے فرزند بلاد الروم پر حکومت کرتے رہے مگر ترکمان قوم نے ان سے ارمینیہ میں سے سیس اور اس کا متعلقہ علاقہ چھین لیا تھا۔ وہاں بنو دلقادر کی مخالفانہ سلطنت قائم ہو گئی تھی اور وہ فوجی حملے کرتے رہتے تھے۔ اور یہ علاقہ ابھی تک (تا آخر عہد ابن خلدون) ان کے قبضے میں ہے۔

جب ایک ترکی امیر سعاروس نے ۷۵۲ھ میں بغاوت اختیار کی تھی تو قراجا بن دلقادر نے اس کی حمایت کی تھی۔ اس وقت سلطان مصر نے فوجیں حملہ کرنے کے لئے ارسال کیں تو اس کی فوجیں منتشر ہو گئیں۔ شاہی فوج نے تعاقب کرنے کے بعد اسے قتل کر دیا تھا۔

۷۵۴ھ میں سلطان مصر نے قراجا کو گرفتار کرنے کے لئے فوجیں بھیجیں۔ جب وہ بلستین پہنچیں تو وہاں کا نائب حاکم وہاں سے بھاگ گیا۔ شاہی فوجوں نے اس کے قبائل کو لوٹ لیا اور وہ خود (قراجا) ابن ارتنا کے پاس سیواس بھاگ گیا۔ ابن ارتنا نے اسے گرفتار کر کے سلطان کے پاس مصر بھیج دیا جہاں وہ مارا گیا۔

عثمانی سلطنت: ترکمان قوم نے شمالی سمت سے بلاد الروم کا علاقہ قسطنطنیہ تک اپنے قبضے میں کر لیا تھا اور وہاں کی عیسائی قوموں کا صفایا کر کے قسطنطنیہ کے پیچھے کے بہت بڑے علاقے پر تسلط جما لیا تھا۔ ان کا حاکم آج کل بڑے سلاطین میں شمار کیا جاتا ہے ان کی سلطنت نئی ہے مگر روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔

قاضی کی نگرانی: ۷۸۰ھ میں سیواس میں ارتنا کی نسل میں سے ایک لڑکا تھا (جس کا نام غالباً ابراہیم بن محمد بیگ بن ارتنا تھا) باپ کی وصیت کے مطابق اس کا نگران شہر کا قاضی مقرر ہوا اور وہی خود مختار حاکم بن گیا تھا۔ پھر اس قاضی نے ۷۹۲ھ میں اس لڑکے کو قتل کر کے حکومت مکمل طور پر سنبھال لی تھی۔ اس علاقے میں تاتاری قبائل کی تقریباً تین ہزار فوج رہتی تھی۔ ان کا حاکم دمرداش بن جوبان تھا۔ اس سے پہلے بھی مغل افسر مقرر ہو کر آتے تھے۔ یہ فوج بنو ارتنا کی طرف دار اور محافظ تھی اور یہی وہ فوج تھی جن سے قاضی شہر نے فوجی امداد کی درخواست کی تھی۔ جب مصری فوج اپنے اس باغی منطاش کی تلاش میں وہاں پہنچی تھیں جو بھاگ کر وہاں پناہ گزین تھا۔ لہٰذا مصری فوجیں ۷۸۹ھ میں اسے گرفتار کرنے کے لئے سیواس پہنچی تھیں مگر قاضی شہر کی درخواست پر تاتاری فوجوں نے اس کی امداد کی اور اس کے نتیجہ میں مصری فوجیں وہاں سے چلی گئیں جیسا کہ ترکی حکومت کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔

بنو ارتنا کی حکومت ابھی تک (تا آخر عہد مؤرخ ابن خلدون ۷۹۲ھ) قائم ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطنتِ بنو عثمان ترکی میں

یہ ترکمان قوم یافث بن نوح کی اولاد میں سے توغرما بن کومر بن یافث کی نسل سے ہیں جیسا کہ تورات میں مذکور ہے۔ بنو اسرائیل کے ماہر انساب فیومی نے بیان کیا ہے کہ توغرما کی اولاد ترکمان ہیں جو ترکوں کے بھائی ہیں۔ ان کا اصلی وطن جیسا کہ ہمیں بتایا گیا ہے۔ بحر طبرستان سے لے کر جسے بحر خزر کہا جا سکتا ہے۔ قسطنطنیہ کے دونوں درمیانی حصوں تک ہے۔ مشرق میں ان کا علاقہ دیار بکر تک ہے۔

جب عربوں اور ارمنوں کی حکومت کا زوال ہوا تو انہوں نے دریائے فرات کے نواحی علاقے کی ابتداء سے لے کر اس کے دہانے تک وہاں تک قبضہ کر لیا جہاں وہ دریائے دجلہ میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ متفرق اور مختلف قبائل میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کا شمار کرنا ممکن نہیں ہے۔

بلادِ روم میں ان کا بہت بڑا گروہ تھا۔ چنانچہ اس کثرت تعداد کی بدولت انکے احکام دشمن کے ساتھ جنگوں میں غالب آ جاتے تھے۔ چوتھی صدی ہجری میں ان کا بہت بڑا سردار جق تھا۔ اس وقت بھی ان کے بہت قبیلے تھے اور ان کی تعداد بہت تھی۔

عثمانی قوم کا آغاز: جب سلیمان ابن قطلمش نے اپنے والد کی وفات کے بعد قونیہ کی سلطنت پر حکومت کی اور انطاکیہ کو رومیوں کے قبضے سے چھڑا کر اسے فتح کر لیا تھا تو مسلم بن قریش نے اس سے اس جزیہ کا مطالبہ کیا جو وہ رومیوں سے وصول کرتا تھا۔ سلیمان نے اس سے انکار کیا تو دونوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ اس وقت مسلم بن قریش نے عربوں اور ترکمانوں کو (اس کے مقابلہ کے لئے) اکٹھا کر لیا تھا۔ ترکمانوں کا سردار جق اس کے ساتھ تھا اور وہ انطاکیہ کے مقام پر سلیمان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے پہنچا تھا۔ جب فریقین میں جنگ کا آغاز ہوا تو ترکمان ترکی نسل سے تعلق رکھنے کی وجہ سے سلیمان کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ مسلم بن قریش کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔

جداگانہ سلطنت کا قیام: بنو قطلمش کے عہد حکومت میں یہ ترکمانی قوم بلاد الروم کے پہاڑوں اور ساحلی مقامات پر مقیم رہی۔ جب تاتاری قوم نے بلاد الروم کو فتح کیا تو انہوں نے بنو قطلمش کی حکومت کو برقرار رکھا۔ پہلے عز الدین کیکاؤس اپنے بھائی رکن الدولہ قلیج ارسلان پر غالب آ گیا تھا (مگر پھر مغلوب ہو گیا) آخر کار رکن الدولہ حاکم ہوا اور عز الدین قسطنطنیہ بھاگ گیا۔ اس زمانے میں (مذکورہ بالا) ترکمانوں کے سردار محمد بک اس کا بھائی الیاس بک اور اس کا سمدھی علی بک اور اس کا رشتہ دار سونج تھے۔ بظاہر وہ جق کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے رکن الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ پھر انہوں نے ہلاکو کو یہ پیغام بھجوایا کہ وہ اس کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ لہٰذا ان کے لئے جداگانہ نگران افسر بھیجا جائے اور (ان کی آزادی تسلیم کر کے) ان کے لئے (جداگانہ) علم بھیجا جائے۔ چنانچہ ہلاکو نے ان کی بات مان لی اور ان کی آزادی تسلیم کر لی۔

علی بیگ کا تقرر: بعد ازاں ہلاکو نے (ترکمانوں کے سردار) محمد بیگ کو بلوایا۔ مگر اس نے معذرت پیش کر کے حاضر ہونے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا ہلاکو نے بلادِ روم کے نگران افسر اور سلطان قلیج ارسلان کو حکم دیا کہ وہ اس کے ساتھ جنگ کریں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ وہ (فوج لے کر) وہاں پہنچے اور اس کے ساتھ جنگ کی۔ (اس جنگ سے) اس کا سمدھی علی بیگ الگ ہو کر ہلاکو کے پاس پہنچا۔ اس نے اسے اس کے سمدھی محمد بیگ کے بجائے وہاں کا حاکم مقرر کر دیا۔

محمد بیگ نے جنگ میں مقابلہ کیا مگر شکست کھا کر دور دراز علاقے کی طرف بھاگ گیا پھر وہ قلیچ ارسلان کے پاس پناہ لینے کے لئے حاضر ہوا۔ اس نے اس کو پناہ دے دی اور پناہ دے کر اسے قونیہ لے گیا' وہاں اس نے محمد بیگ کا کام تمام کر دیا اور اس کے سمدھی علی بیگ کو ترکمان قوم کا امیر مقرر کیا۔

اس اثناء میں تاتاری فوجوں نے بلاد الروم کے علاقوں کو استنبول تک فتح کر لیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ دور کے بنوعثمان سلاطین علی بیگ یا اس کے رشتہ داروں میں سے تھے کیونکہ پوری صدی تک اسی خاندان میں حکومت رہی تھی۔

پہلا عثمانی بادشاہ: جب تاتاریوں کا نام ونشان بلاد الروم سے مٹ گیا اور بنوارتنا سیواس اور اس کے علاقوں پر مسلط ہو گئے تو یہ ترکمان قوم بھی اس کے دوروں کے پیچھے کے علاقوں پر خلیج قسطنطنیہ تک قابض ہوگئی اور ان کے بادشاہ نے ان علاقوں کے لئے بورصہ کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا۔ اس کا نام اورخان بن عثمان جق تھا۔ اس نے وہاں محلات نہیں تعمیر کرائے بلکہ وہ وہاں کے میدانوں میں خیمے گاڑ کر رہتا تھا۔

سلطان مراد کی فتوحات: اس کے بعد مراد جو اس کا فرزند تھا' بادشاہ مقرر ہوا۔ وہ فوج لے کر خلیج کے پیچھے عیسائیوں کے شہروں کے اندر گھس گیا تھا۔ اس نے وینس کی خلیج اور جنوا کے پہاڑوں تک مسیحی شہروں کو فتح کر لیا تھا۔ ان میں سے اکثر اس کے ذمی رعایا بن گئے تھے۔

قسطنطنیہ کا محاصرہ: اس نے صقالیہ کے شہروں کو بھی روند ڈالا تھا' جس کی اس سے پہلے نظیر نہیں ملتی ہے۔ اس نے قسطنطنیہ کے شہر کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا بادشاہ' جولشکری (سابق بادشاہ) کی نسل سے تھا نظربندوں کی طرح ہو گیا تھا اور وہ اسے جزیہ دے کر اپنی حفاظت کی ذمہ داری کا مطالبہ کرتا رہا۔

بایزید کی حکومت: سلطان مراد بے اسی طرح نصرانی قوموں کے ساتھ جہاد کرتا رہا تاآنکہ صقالیہ قوم کے ساتھ ایک جنگ میں وہ شہید ہو گیا۔ یہ واقعہ ۷۹۱ھ میں رونما ہوا۔ اس کے بعد اس کا فرزند سلطان ابو یزید حکمران ہوا اور آج کل (تا آخر عہد ابن خلدون) وہی اس قوم کا بادشاہ ہے۔

وسیع سلطنت: بنوعثمان کی سلطنت بہت وسیع اور مستحکم ہوگئی ہے وہ بلاد روم کے ایک بڑے حصے پر حکومت کرتے ہیں جو سیواس اور انطاکیہ وعلایا کے درمیان سمندر کے بالمقابل قونیہ تک ہے۔ جہاں ترکمان قوم کا ایک دوسرا خاندان بنوقرمان حکمران ہے یہ وہ لوگ ہیں جو ارمینیہ کی حدود میں مقیم تھے ان کے جد امجد نے ارمنی قوم کے سیس بادشاہ ہیثوش بن لیمون کو ۷۰۲ھ میں شکست دی تھی۔ پھر بنوعثمان جق اور بنوقرمان کے درمیان باہمی ازدواج سے رشتہ داری اور سمدھیانہ قائم ہو گیا۔ چنانچہ موجودہ دور میں ابن قرمان سلطان مراد بے کا بہنوئی ہے یوں سلطان مراد بے اس کے مقبوضہ علاقوں پر قابض ہو گیا ہے نیز علایا کا حاکم ابن قرمون بلکہ تمام ترکمان قوم اس کی مطیع اور فرمانبردار ہوگئی ہے۔ سلطان مراد بے نے تمام (ترکی) شہروں کو فتح کر لیا تھا اور سیواس کے علاوہ جو خاندان بنوارتنا کا مرکزی مقام ہے (بلاد الروم کا) کوئی مقام (اس کی سلطنت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باہر) نہیں رہا ہے۔ سیواس کا شہر ایک خودمختار قاضی کے ماتحت ہے۔ تاہم یہ نہیں معلوم ہے کہ خاندان چغتائی کے مغل حکمران سلطان تیمور کی فتوحات کے بعد کیا صورتِ حال پیش آئے گی؟

یورپ کو خطرہ: بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ (بلاد الروم) کے شمالی علاقے میں بنوعثمان کی سلطنت بہت وسیع اور مستحکم ہے۔ وہاں (یورپ) کی نصرانی قومیں اس سے بہت خائف ہیں۔

خاتمۃ الکتاب: یہاں تک عربوں اور ان کی ماتحت سلطنتوں کے طبقۂ سوم کے تاریخی حالات ختم ہو گئے ہیں۔ اس میں ان ماتحت عجمی سلطنتوں کے حالات بھی شامل ہیں جو مشرق و مغرب میں قائم ہوئیں۔

اب ہم عربوں کے طبقہ چہارم کی سلطنتوں کا حال بیان کریں گے جو عربی زبان کے زوال و انحطاط کے بعد قائم ہوئیں۔ ان کے حالات بیان کرنے کے بعد ہم کتاب کے تیسرے حصہ میں بربری اقوام اور ان کی سلطنتوں کا حال بیان کر کے فارغ ہو جائیں گے۔

تمت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکملہ وضمیمہ

﴿جلد دہم﴾

تاریخ ابنِ خلدون

[از مترجم]

ممالیک سلاطینِ مصر کی علمی اور تعلیمی خدمات

(از: حافظ رشید احمد ارشد ایم اے۔سابق صدر شعبہ عربی۔کراچی یونیورسٹی)

چونکہ ممالیک مصر سلاطین کو یہ راز معلوم ہو گیا تھا کہ علم سلطنت کی بنیاد اور اس کا مستحکم ستون ہے۔اس لئے انہوں نے علوم وفنون کی نشر و اشاعت کی حوصلہ افزائی کی اور علمائے کرام کی قدر دانیکرتے ہوئے ان کے لئے بیش بہا وظائف مقرر کئے۔

اس زمانے میں جدید سلطنت کی نشو ونما ہو رہی تھی۔اس لئے ان سلاطین نے اپنی بقاء وزیست کا راز اسی میں سمجھا کہ وہ علوم وفنون کے مراکز قائم کریں اور عالم اسلام میں خلافت کے احیاء کے بعد وہ مذہب اسلام کے حامی اور محافظ کی حیثیت سے نمودار ہوں۔

چونکہ وہ تاتاریوں اور صلیب پرستوں پر غالب آ کر اپنا موقف بلند کر چکے تھے اس لئے جلد انہوں نے عالم اسلام کی ہمدردی حاصل کر لی اور ان کے مخالفین کو ان کے خلاف نکتہ چینی یا ریشہ دوانیاں کرنے کا موقع نہ مل سکا۔

بغداد کی تباہی کے بعد اسلامی ممالک میں علوم وفنون کا خاتمہ ہو گیا تھا اور مسلمانوں کی کتابیں اور ان کے کتب خانے ناپید ہو گئے تھے اور اس تباہی کی قربان گاہ پر مسلمانوں کی کتابیں اور ان کے علماء اور فضلاء بھینٹ چڑھ چکے تھے۔اس لئے نہایت سرگرمی کے ساتھ علمی احیاء کی ضرورت تھی۔چنانچہ ممالیک سلاطین مصر نے علمی ترقی کے لئے تمام ضروری اسباب فراہم کئے۔انہوں نے ملک میں کتب خانے قائم کئے اور تعلیمی اداروں کی بنیاد ڈالی' جہاں تعلیم وتدریس کی خدمات پر مشہور علماء کرام کو مقرر کیا گیا جو تعلیمی خدمات کے ساتھ ساتھ علمی تحقیقات اور تصنیف وتالیف کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔

مساجد کی اہمیت: تعلیمی ادارے' مساجد' مدارس اور خانقاہوں میں قائم تھے ممالیک سلاطین مصر کے عہد میں بھی انہی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقامات پر تعلیم و تدریس ہوتی تھی اور مشہور علماء انہی مراکز میں تعلیم دیتے تھے' یہ قدیم طریقہ ابھی تک جاری ہے چنانچہ آج کل بھی جب کہ مصر میں مغربی طریقے کے مطابق کالج اور یونیورسٹیاں قائم ہوگئی ہیں بعض مساجد ایسی ہیں جو تعلیم کا مرکز بنی ہوئی ہیں آج کل بھی اگر آپ جامع ازہر یا طنطا کی جامع احمدی کا قصد کریں تو وہاں موجودہ دور میں بھی درس و تدریس کے حلقے آباد ہوں گے۔

مساجد میں تعلیم: ممالیک سلاطین کے عہد میں وہ اہم مساجد جو تعلیمی مراکز بنی ہوئی تھیں چار تھیں جہاں اسلامی دنیا کے دور دراز علاقوں سے طلبہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ اب ہم ہر ایک کا تعلیمی حال تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

جامع عمرو بن العاص: یہ سب سے پہلی مسجد تھی جو حضرت فاروق اعظمؓ کے عہد میں حضرت عمرو بن العاص نے فتح مصر کے بعد اپنے شہر فسطاط میں تعمیر کی تھی۔ اس کے بعد ۵۳ھ میں سب سے پہلے حضرت مسلم بن مخلد الانصاری نے اس کی توسیع کی' جو اس زمانے میں امیر معاویہ کی طرف سے مصر کے حاکم تھے۔ ۶۸۷ھ میں قاضی القضاۃ تقی الدین ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبدالوہاب ابن بنت الاعز نے سلطان منصور قلادون سے جامع عمرو بن العاص اور جامع ازہر کی ابتر حالت کا تذکرہ کیا اور مطالبہ کیا کہ ان دونوں جامع مسجدوں کا چھینا ہوا وقف واپس کیا جائے مگر اس نے ان کا یہ مطالبہ منظور نہیں کیا۔

بعد ازاں جب امیر سلار مصر کا نائب السلطنت ہوا۔ تو اس نے جامع عمرو بن العاص کی تعمیر و مرمت کے فرائض انجام دیئے اور اس میں باقاعدہ تعلیم و تدریس ہونے لگی۔

اس جامع مسجد کے بہت سے گوشوں (زوایا) میں فقہ کا درس دیا جاتا تھا۔ ان میں سے ایک امام شافعیؒ کا زاویہ (گوشہ) کہلایا جاتا تھا۔ اس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہاں امام شافعیؒ نے اپنے قیام مصر کے زمانے میں درس دیا تھا۔ اس لئے وہ گوشہ ان کے نام سے مشہور ہوگیا۔ اس کے بعد اسی گوشے میں بہت سے مشہور علماء اور فقہاء طویل عرصے تک تعلیم دیتے رہے۔

یہاں کا ایک گوشہ الزاویہ المجدیہ کے نام سے مشہور تھا۔ یہ وزیر مجد الدین کی طرف منسوب ہے جو الملک الاشرف موسیٰ بن العادل بن ایوب کے حران میں وزیر تھے۔ انہوں نے خاص اس زاویہ کے مدرسوں کے اخراجات کے لئے کئی اوقاف بھی مقرر کئے تھے۔ اسی وجہ سے اس مقام پر تعلیم دینا ایک اعلیٰ منصب سمجھا جاتا تھا۔ وزیر موصوف نے یہاں تعلیم دینے کے لئے اپنے ایک رشتہ دار قاضی القضاۃ الہبنی کو مقرر کیا تھا۔

یہاں کا الزاویہ الصاحبیہ بھی مشہور تھا۔ یہ الصاحب تاج الدین محمد بن فخر الدین محمد ابن حنا کی طرف منسوب ہے[1]۔ انہوں نے اس تعلیمی حلقہ کے لئے دو مدرس مقرر کئے تھے' ایک مالکی ہوتا تھا اور دوسرا شافعی ہوتا تھا انہوں نے اس کے لئے اوقاف بھی مقرر کئے تھے۔

اس کے علاوہ مصر کے امراء نے جامع عمرو بن العاص کے مختلف گوشوں سے اپنے مقرر کردہ اوقاف کی مدد سے ہر قسم کی تعلیم کا انتظام کیا اور ہر گوشہ اس امیر سے منسوب ہوتا تھا جو اس کے تعلیمی اخراجات کے لئے وقف کا انتظام کرتا تھا۔ یوں یہ جامع مسجد اس زمانے میں ایک یونیورسٹی کی حیثیت حاصل کر چکی تھی۔

[1] ابن حنا وہی شخص ہے جس نے مصر کی رباط الآثار تعمیر کرائی۔ اس کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو الخطط التوفیقیہ ۵۲/۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامع عمرو بن العاص مصر کی سب سے قدیم تعلیمی درس گاہ ہے جہاں جامع ازہر سے بہت پہلے تعلیم وتدریس جاری تھی۔ اور اس کے قائم ہونے کے بعد بھی یہاں تعلیم جاری رہی اور ممالیک سلاطین مصر کے دور میں بھی یہاں کے تعلیمی حلقوں میں اضافہ ہوا۔

اس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتا ہے کہ علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن الضائع الحنفی نے ۷۴۹ھ میں مصر کی وبا سے پہلے جامع عمرو بن العاص میں چالیس سے زیادہ علمی حلقے دیکھے تھے جہاں ہر وقت علم کا چرچا رہتا تھا۔[1]

خود فاطمی دور میں بھی جامع ازہر کی تعمیر کے بعد یہاں حکومت کی طرف سے فاطمی مسلک کے مطابق تعلیم ہوتی تھی۔[2]

جامع ابن طولون: امیر ابوالعباس احمد بن طولون نے القطائع کی تعمیر کے بعد جامع ابن طولون کی تعمیر کرائی۔ اس جامع مسجد کی تکمیل کے بعد عوام یہاں جمعہ کی نماز پڑھتے تھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد ربیع بن سلیمان کی مجلس میں آ کر مختلف علوم فنون کے مسائل تحریر کرتے تھے۔

۶۹۶ھ میں منصور حسام الدین لاجین (لاشین) سلطان مصر نے اس جامع مسجد کی از سر نو تعمیر کرائی اور اس کی تمام خامیوں اور خرابیوں کو دور کیا۔ نیز اس کا پختہ فرش تعمیر کرایا اور اس میں سفیدی کرائی۔

اس کے بعد اس نے جامع مسجد میں چاروں فقہیہ مذاہب کے مطابق درس فقہ کا انتظام کیا فقہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تفسیر قرآن کریم، حدیث اور طب کی تعلیم کا انتظام بھی کیا۔ اس نے خطیب اور امام کے لئے باقاعدہ تنخواہیں مقرر کیں اور اس جامع مسجد کے لئے متعدد مؤذن، فراش اور ملازمین مقرر کئے۔ اس جامع مسجد کے ایک پہلو میں مسلمان یتیم بچوں کے لئے ایک مکتب بھی قائم کیا۔ جہاں انہیں قرآن کریم پڑھا جاتا تھا۔

سلطان لاشین نے اس جامع مسجد ابن طولون کے لئے اس قدر اہتمام وانتظام کیا تھا کہ جب اشرف نے خلیل کو قتل کرنا چاہا تو سلطان مذکور اس جامع مسجد کے منارہ میں پوشیدہ ہوگیا تھا۔ اس وقت سلطان نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ رکھا تو وہ اس مسجد کو ضرور آباد کرے گا۔ چنانچہ جب وہ بچ نکلا تو اس نے اپنی نذر و منت پوری کی۔

۷۶۶ھ میں ایلبغا العمری خاصگی نے جامع ابن طولون میں از سر نو تعلیم وتدریس کا انتظام کیا۔ جس میں حنفی مسلک کے سات مدرس تھے۔ امیر موصوف نے ہر ہوشیار طالب علم کے لئے ماہانہ چالیس درہم نقد وظیفہ اور ایک اردب گیہوں کا غلہ مقرر کیا (اس وظیفہ کو حاصل کرنے کے لئے) شافعی مسلک کی ایک جماعت حنفی مسلک کی پیرو ہوگئی۔[3]

جامع ازہر اور اس کے تعلیمی حالات: فاطمی سلطان کے سپہ سالار جوہر نے جامع ازہر کی تعمیر ۳۵۹ھ میں شروع کی۔ اس کی تکمیل ۳۶۱ھ میں ہوئی۔ ۳۷۸ھ میں وزیر ابوالفرج یعقوب بن یوسف بن کلس نے فاطمی سلطان عزیز باللہ سے درخواست کی کہ وہ فقہاء کی ایک جماعت کے لئے عطیات مقرر کرے۔ لہٰذا اس نے انہیں کافی عطیات دیئے اور جامع ازہر کے قریب ان کے لئے ایک عمارت تعمیر کرائی۔ چنانچہ یہ فقہاء یہاں جمعہ کے دن نماز پڑھنے کے لئے آتے تھے اور نماز سے

---

1. الخطط از مقریزی ج ۴ ص ۷، ۱۴، ۱۵، ۲۰۔
2. الخطط التوفیقیہ ۱/۱۱۱ از علی پاشا مبارک
3. کتاب الخطط از مقریزی ج ۴ ص ۳۶، ۳۷، ۴۱، ۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فارغ ہونے کے بعد وہ تعلیم وتدریس کے لئے نماز عصر تک بیٹھا کرتے تھے۔

اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جامع ازہر فاطمی سلاطین کے عہد میں بھی ایک درس گاہ تھی اس کے بعد ایوبی اور ممالیک سلاطین کے عہد میں بھی یہ نہایت اہم درس گاہ رہی۔ کیونکہ تاریخ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ امیر بیلبک خازندار نے جامع ازہر میں ایک بہت بڑا کمرہ تعمیر کرایا تھا۔ جہاں فقہا کی ایک جماعت امام شافعی کے فقہی مسلک کے مطابق فقہ کی تعلیم دیتی تھی۔ اسی طرح حدیث کی تعلیم کے لئے محدثین اور قرآن کریم کی قراءت کے لئے قاری مقرر تھے جن کے ذریعے معاش کے لئے اوقاف مقرر تھے۔

۷۶۱ھ میں امیر سعید الدین بشیر نے جامع ازہر کو از سرنو آباد کیا اور وہاں قرآن کریم کے نسخے رکھے اور ایک قاری مقرر کیا۔ اس نے مسلمان یتیم بچوں کو قرآن کریم پڑھوانے کے لئے ایک مکتب بھی قائم کیا۔ وہاں رہنے والے غریبوں کے لئے کھانے کا بندوبست بھی کیا۔ چنانچہ روزانہ ان غریبوں کے لئے کھانا پکایا جاتا تھا۔ اس مقصد کے لئے اس نے کئی اوقاف مخصوص کر رکھے تھے۔

اس زمانے کے مشہور مؤرخ مقریزی رقمطراز ہیں:

''جامع ازہر کی تعمیر کے وقت سے یہاں ہمیشہ غریبوں کی ایک بڑی تعداد رہتی تھی۔ ان دنوں (۸۱۸ھ) میں ان کی تعداد ۷۵۰ افراد تک پہنچ گئی تھی۔[1] یہاں ہر ملک کے لئے عمارت کا ایک حصہ مقرر ہے جو اس ملک کے نام سے مشہور ہے''۔

بہر حال یہ حقیقت ہے کہ ممالیک سلاطین مصر کے عہد میں بھی قرآن کریم کی تلاوت، تفسیر، حدیث، فقہ اور مختلف علوم وفنون کی تدریس سے جامع ازہر آباد رہی۔ یہاں وعظ کی محفلیں بھی ہوتی تھیں اور ذکر اور اذکار کے حلقے بھی قائم ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب کوئی اس جامع مسجد میں داخل ہوتا تھا تو اس کے دل میں اللہ کی محبت پیدا ہوتی تھی اور اسے ایسا دلی سکون واطمینان ملتا تھا جو اسے کسی دوسری جگہ حاصل نہیں ہوتا تھا۔

حکومت کے علاوہ اس زمانے کے دولت مند حضرات بھی یہاں کے طلباء کی مالی امداد کرتے تھے تاکہ وہ تحصیل علم اور خدا کی عبادت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر سکیں۔[2]

جامع حاکم: اس جامع مسجد کی تعمیر کا آغاز فاطمی سلطان العزیز باللہ بن المعز الدین اللہ نے کیا۔ مگر اس کی تکمیل اس کے فرزند الحاکم بامر اللہ نے ۳۹۳ھ میں کی۔ اس لئے جامع مسجد اس کے نام سے منسوب ہوئی۔

~~۷۰۳ھ میں امیر بیبرس نے اس کی اصلاح کی اور یہاں چاروں سنی مسلک کی فقہ کی تعلیم کا انتظام کیا۔ یہاں~~ حدیث نبوی کا درس بھی دیا جاتا تھا اور ہر درس کے لئے الگ الگ مدرسین مقرر تھے۔ یہاں بہت سے طلباء شریک درس ہوتے تھے۔ کیونکہ یہاں مشہور علماء وفضلاء درس دیتے تھے چنانچہ فقہ شافعی کا درس قاضی القضاۃ بدر الدین محمد بن ابن جماعہ دیتے تھے۔ فقہ حنفی کا درس قاضی القضاۃ شمس الدین احمد سروجی حنفی دیا کرتے تھے۔ فقہ مالکی کے مدرس قاضی القضاۃ زین

۱۔ الخطط التوفیقیہ ج۴۔

۲۔ الخطط المقریزیہ ج۴ ص ۴۹، ۵۲، ۵۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدین علی بن مخلوف تھے۔ فقہ حنبلی کے مدرس قاضی القضاۃ شرف الدین الجوانی تھے۔ علم حدیث کی تعلیم شیخ سعد الدین مسعود حارثی دیتے تھے۔ اس طرح نحو اور قراءت سبعہ کے لئے مشہور بھی مدرسین تھے۔ تلاوتِ قرآن کریم کے لئے جداگانہ قاری مقرر تھے جو باری باری ہر وقت قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے۔[1]

باقاعدہ تعلیمی مدارس: جامع مسجدوں کی مشہور مذکورہ بالا درس گاہوں کے علاوہ مسلمانوں کے سلاطین اور امراء نے باقاعدہ تعلیمی مدارس بھی تعمیر کرائے تھے ان میں سے بعض ایوبی سلاطین کے تعمیر کردہ تھے مگر ممالیک سلاطین مصر نے بھی ان کے تعلیمی نظام کو ترقی دے کر ان میں توسیع کی تھی۔ اس قسم کے چند مشہور مدارس کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

۱) مدرسہ صلاحیہ ناصریہ۔ اس مدرسہ کی بنیاد سلطان صلاح الدین ایوبی نے ۵۷۲ھ میں قائم کی تھی۔ یہاں کے مشہور مدرسین میں سے مندرجہ ذیل مشہور علماء بھی تھے:

(۱) قاضی القضاۃ تاج الدین بن بنت الاعز (۲) قاضی القضاۃ تقی الدین بن رزین (۳) قاضی القضاۃ تقی الدین ابن بنت الاعز (۴) قاضی القضاۃ شیخ الاسلام تقی الدین ابن دقیق العید۔[2]

۲) المدرسۃ الکاملیہ: یہ مدرسہ دار الحدیث (حدیث کی درس گاہ) تھا اور ۶۲۱ھ میں مکمل ہوا اسلامی ممالک میں یہ دوسرا مخصوص دار الحدیث تھا۔ پہلے دار الحدیث کو سلطان نور الدین محمود بن زنگی نے دمشق میں تعمیر کرایا تھا۔ یہ دوسرا دار الحدیث الملک الکامل کی طرف منسوب ہے اس کے مہتمم اور منتظم شیخ الاسلام ابن دقیق العید اور علامہ بدر الدین ابن جماعہ[3] تھے۔

الملک الکامل نے اس دار الحدیث کو طلبائے حدیث نبویؐ اور ان کے بعد طالبان فقہ شافعی کے لئے وقف کیا تھا اور اس کے آس پاس کی جائداد کی آمدنی اس دار الحدیث کے لئے وقف کی تھی یہ دار الحدیث شارع النحاسین پر واقع تھا جو بیت القاضی کی طرف جاتی تھی۔ ۸۰۶ھ تک اس دار الحدیث کا انتظام مشہور علماء اور فقہاء کرتے رہے۔ بعد میں یہ نیست و نابود ہو گیا۔ جیسا کہ الخطط التوفقیہ کے مؤلف یوں تحریر کرتے ہیں:

''یہ مدرسہ اب منہدم ہو گیا ہے اور اس کا اکثر حصہ شارع النحاسین میں شامل ہو گیا ہے''۔[4]

الملک الکامل کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ علماء کے ساتھ مناظرہ کرتا تھا اور فقہ اور نحو کے عجیب و غریب مسائل پوچھ کر ان کا امتحان لیا کرتا تھا۔ جو کوئی ان کے صحیح جواب دیتا تھا۔ وہ اس کی بڑی قدر دانی کرتا تھا۔ چنانچہ اس کے گھر میں جو قلعہ الجبل پر تھا، بہت سے علماء شب باشی کر کے اس سے گفتگو کرتے تھے۔ وہ آنے والوں کو نہایت عمدہ عطیات دیتا تھا۔

۳) المدرسۃ الظاہریہ۔ یہ تعلیمی درس گاہ سلطان ظاہر بیبرس بندقداری کی طرف منسوب ہے۔ اس کی تعمیر ۶۶۰ھ میں شروع ہوئی اور تکمیل ۶۶۲ھ میں ہوئی۔ جب اس کی تکمیل ہوئی تو ہر علم کے مشہور ماہرین علماء کو اس کی تکمیل کے جلسہ میں شرکت کے لئے دعوت دی گئی ہر گروہ کے لئے مخصوص ایوان مقرر کئے گئے تھے۔ چنانچہ شافعی مسلک کے فقہاء قبلہ رو ایوان میں بیٹھے ان کے مدرس اعلیٰ شیخ تقی الدین محمد بن الحسین بن رزین الحموی تھے۔ حنفی مسلک کے فقہاء ایوان بحری کی نشستوں

---

[1] الخطط المقریزیہ للمقریزی ج ۴ ص ۵۷۔

[2] حسن المحاضرہ از سیوطی ج ۲ صفحہ ۱۴۰، ۱۴۱۔

[3] حسن المحاضرہ از سیوطی ج ۲ صفحہ ۱۴۲۔

[4] الخطط الجدیدۃ التوفیقیہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بیٹھے۔ان کے مدرس اعلیٰ الصدر مجد الدین عبدالرحمٰن بن الصاحب کمال الدین عمر ابن العدیم الحلبی تھے۔علوم حدیث کے طلبہ ایوان مشرقی میں بیٹھے۔ان کے مدرس اعلیٰ شیخ شرف الدین عبدالمؤمن ابن خلف الدمیاطی تھے۔قراءت سبعہ کے قاری مغربی ایوان میں بیٹھے‘ ان کے شیخ فقیہہ کمال الدین المحلی تھے۔سب کے لئے تعلیمی نصاب اور اسباق مقرر کئے گئے۔اس کے بعد باقاعدہ تعلیم وتدریس شروع ہوگئی۔

اس درسگاہ کے ساتھ ایک کتب خانہ بھی قائم کیا گیا تھا جس میں تمام علوم وفنون کی بنیادی اور ضروری کتب جمع کی گئی تھیں۔اس کے ایک پہلو میں مسلمان یتیم بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دینے کے لئے ایک مکتب بھی قائم تھا۔مکتب کے یتیم بچوں کے لئے وظائف اور پوشاک کا بندوبست بھی کیا گیا تھا[1]۔

۴) المدرسۃ المنصوریۃ۔یہ درس گاہ سلطان منصور قلادون کی طرف منسوب ہے اسے امیر علم الدین سنجر الشجاعی نے تعمیر کرایا تھا۔یہاں چاروں فقہی مسلک کی الگ الگ تعلیم دی جاتی تھی۔نیز طب کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔یہاں تعلیم و تدریس کے لئے نہایت قابل اور شہرہ آفاق اساتذہ کا انتخاب کیا جاتا تھا۔یہ مدرسہ شارع النحاسین پر المدرسہ الکاملیہ کے سامنے تھا اور جامع البارستان کے نام سے مشہور تھا۔

۵) القبۃ المنصوریہ۔یہاں بھی تعلیمی درس گاہ تھی اور یہ بھی سلطان منصور قلادون کی طرف منسوب ہے۔یہاں بھی چاروں فقہی مسلک کے مطابق جداگانہ تعلیم دی جاتی تھی۔یہاں کے اساتذہ قاضی القضاۃ کے عہدے سے کم نہیں ہوتے تھے۔اس درس گاہ کے اخراجات کا انتظام ان اوقاف کے ذریعے کیا جاتا تھا جو الملک الصالح عماد الدین اسماعیل بن محمد بن قلادون نے قائم کئے تھے۔

اس قبہ میں تلاوت قرآن کریم کے لئے قاری بھی مقرر تھے جو سڑک کے قریب کھڑکیوں کے پاس بیٹھ کر باری باری دن رات تلاوت قرآن کریم کیا کرتے تھے۔یہاں ایک کتب خانہ بھی تھا جس میں ہر قسم کی کتابیں محفوظ تھیں[2]۔

۶) المدرسۃ الناصریہ۔ابتداء میں اس درس گاہ کو قائم کرنے کا حکم السلطان العادل زین الدین کتبغا نے دیا تھا مگر جب وہ معزول ہوگیا تو سلطان الملک الناصر محمد بن قلادون نے جو دوبارہ ۶۹۸ھ میں مصر کا بادشاہ ہوا۔اس کی تکمیل کا حکم دیا۔اس لئے یہ مدرسہ سلطان ناصر کے نام سے منسوب ہوگیا اور ۷۰۳ھ میں مکمل ہوا۔

یہاں سب سے پہلے قاضی القضاۃ زین الدین علی بن مخلوف مالکی نے تعلیم وتدریس کا آغاز کیا۔وہ ایوان کبیر میں مالکی فقہ پڑھاتے تھے۔

قاضی القضاۃ شرف الدین عبدالغنی الحرانی ایوان غربی میں حنبلی فقہ کا درس دیتے تھے اور قاضی القضاۃ احمد بن السروجی الحنفی ایوان شرقی میں فقہ حنفی کا درس دیتے تھے۔شیخ صدر الدین المرجل الشافعی‘ ایوان بحری میں فقہ شافعی کا درس دیتے تھے۔ہر مدرس کے پاس طلبہ کی مخصوص تعداد ہوتی تھی۔حکومت کی طرف سے طلبہ کی نہایت فیاضی کے ساتھ مالی امداد کی جاتی تھی۔نیز انہیں ماہانہ شکر کی ضروری مقدار دی جاتی تھی اور ہر سال قربانی کا گوشت بھی طلبہ کو تقسیم کیا جاتا تھا۔

---

[1] الخطط المقریزیہ ج ۴ صفحہ ۲۱۶۔۲۱۸۔مطبعۃ النیل والخطط التوفیقیہ ۶/ ۹ مطبوعہ مصر۔

[2] الخطط التوفیقیہ ۵/ ۹۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المدرسۃ الناصریہ: قبہ منصوریہ کے قریب مشرقی سمت میں اس مقام پر واقع تھا جہاں حمام ہے۔ یہ اب شارع النحاسین پر ہے اور جامع الناصریہ کے نام سے مشہور ہے۔[1]

شام کے تعلیمی مدارس

مذکورہ بالا مشہور مدارس وہ تھے جو ممالیک سلاطین کے عہد میں مصر میں قائم تھے اب ان مشہور ترین مدارس کا ذکر کیا جاتا ہے جو ممالیک سلاطین کے عہد میں شام میں قائم تھے۔ ان مدارس نے اس زمانے میں شام میں تعلیم و ثقافت کی شمع روشن کی۔

۱) المدرسۃ الظاہریۃ۔ یہ درس گاہ الملک الظاہر بیبرس نے ۶۷۰ھ میں قائم کی یہاں صرف حنفی اور شافعی علماء درس دیتے تھے سب سے پہلے جس نے یہاں تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری کیا وہ حنفی عالم شیخ صدر الدین سلیمان تھے۔ وہ مشرق و مغرب میں حنفیوں کے بہت بڑے عالم تھے اور عرصہ دراز تک دمشق میں تدریس و افتاء کا کام کرتے رہے پھر وہ مصر منتقل ہو گئے۔ وہ بہت دلیر اور حق پرست عالم تھے اور حق بات کہنے میں کسی سے نہیں ڈرتے تھے خواہ وہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔

ایک مرتبہ کسی بادشاہ نے چاہا کہ وہ اس کی مرضی کے فتویٰ دیں مگر انہوں نے صاف انکار کیا اور فرمایا: ''یہ جائدادیں حق دار کے قبضے میں ہیں اس لئے کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ان پر قبضہ کریں۔

یہ کہہ کر وہ بادشاہ کی مجلس سے اٹھ گئے اور چلے گئے۔ اس بات سے بادشاہ بہت غضب ناک ہوا مگر جلد ہی اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور بادشاہ ان کی صداقت اور حق گوئی سے بہت متاثر ہوا وہ (لوگوں کے سامنے) ان کی تعریف کرتے ہوئے اکثر کہا کرتا تھا:

''تمہیں علم انہی کے پاس سے ملے گا''۔[2]

۲) المدرسۃ العادلیۃ الکبریٰ۔ یہ تعلیمی درس گاہ باب الظاہریہ کے سامنے دمشق کے اندر ہے۔ دونوں کے درمیان ایک راستہ گزرتا ہے۔ سلطان نور الدین محمود بن زنگی نے اس مدرسہ کے قائم کرنے کا حکم دیا تھا مگر اس مدرسہ کی تکمیل سے پیشتر اس کی وفات ہو گئی لہٰذا بعد میں اس کا باقی ماندہ حصہ الملک العادل سیف الدین نے تعمیر کرایا۔ اس لئے یہ درس گاہ انہی کے نام سے منسوب ہو گئی لیکن ابھی بالکل مکمل نہیں ہوئی تھی کہ الملک العادل بھی فوت ہو گیا۔ اب اس کے فرزند الملک المعظم نے اسے مکمل کرایا اور اس درس گاہ کے اخراجات کے لئے بہت سے اوقاف مخصوص کئے۔

مشہور معلمین: ۶۱۹ھ میں السلطان المعظم کے روبرو سب سے پہلے قاضی جمال الدین مصری نے درس دیا۔ پھر قاضی القضاۃ شمس الدین احمد بن خلیل الخوئی المتوفی ۶۲۳ھ میں مسند درس پر سرفراز ہوئے۔

ان کے بعد قاضی کمال الدین عمر بن ابو حفص بن بندار بن عمر التفلیسی نے مسند درس کو سنبھالا۔ ۶۹۳ھ میں قاضی بدر الدین بن جماعہ شام آئے اور مدرسۂ عادلیہ میں مقیم ہوئے اور یہاں درس دیتے رہے۔ وہ کبھی کبھی یہاں اپنی عدالت بھی

[1] الخطط التوفیقیہ ۴/۲۲۱۔

[2] الدارس فی تاریخ المدارس ج ۱ ص ۳۵۹ مطبوع الشرقی دمشق۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائم کرتے تھے۔

اس مشہور درس گاہ کے معلموں میں شیخ الاسلام قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ ان کے بعد ان کے فرزند قاضی القضاۃ ابو حامد احمد نے بھی یہاں درس دیا۔ ان کے بعد ان کے بھائی قاضی القضاۃ تاج الدین ابونصر عبدالوہاب بھی اس تعلیمی درس گاہ کے مدرس رہے۔ نیز قاضی القضاۃ بہاء الدین ابوالبقاء السبکی اور قاضی القضاۃ سراج الدین الحمی بھی یہاں کی مسند درس پر سرفراز رہے۔

یوں اس مشہور درس گاہ المدرسۃ العادلیۃ الکبریٰ کے تمام مدرسین قاضی القضاۃ تھے اور اس سے یہ بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس مشہور درس گاہ کے شام کے علم و ثقافت پر کس قدر عمیق اثرات تھے[1]۔ یہاں آج کل مجمع اللغۃ العربیہ کا دفتر قائم ہے۔ نعیمی نے اپنی کتاب المدارس فی تاریخ المدارس میں قرآن کریم اور حدیث نبوی کی الگ الگ درس گاہوں نیز قرآن و حدیث کی مشترکہ درسگاہوں کا حال بیان کیا ہے۔ اسی طرح شافعی، مالکی اور حنبلی کے مخصوص مدارس کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے مدارس، طب اور خانقاہوں کا حال بھی بیان کیا ہے۔

خانقاہیں

تصوف کی وجہ سے اسلامی ممالک کے مشرقی اور مغربی حصوں میں خانقاہیں بھی قائم ہوگئی تھیں جہاں طالبانِ حقیقت کو روحانی تعلیم دی جاتی تھی اور وہاں کے رہنے والے ذریعہ معاش سے بے فکر ہو کر رات دن خدا کے ذکر و اشغال میں مشغول رہتے تھے۔ اس لئے مسلم سلاطین اور بالخصوص ممالیک سلاطین مصر نے ان خانقاہ نشینوں کی سرپرستی کی اور انہیں فکر معاش سے فارغ کر کے خدا کی عبادت اور اس کے ذکر و فکر میں مشغول رکھا جہاں تعلیم و تدریس کا انتظام بھی تھا۔

مصر میں اس قسم کی بعض خانقاہیں عہدِ ممالیک سے پیشتر بھی قائم تھیں جنہیں ممالیک مصر نے قائم رکھا اور ان کی سرپرستی کی۔ ممالیک سلاطین مصر کے عہد کی مشہور خانقاہیں مندرجہ ذیل تھیں جنہیں مصر میں زاویہ کہا جاتا تھا۔

۱) خانقاہ سعید السعداً۔ یہ خانقاہ پہلے ایک شخص کا محل تھا جس کا نام سعید تھا۔ بعد میں یہاں فاطمی وزراء رہنے لگے تھے۔ جب سلطان صلاح الدین مصر کا خود مختار بادشاہ ہوا تو اس نے اس عمارت کو ان غریب صوفی درویشوں کے لئے وقف کر دیا جو دور دراز کے شہروں سے آتے تھے یہ کام ۵۶۹ھ میں تکمیل پذیر ہوا۔ یہاں ان درویشوں کے لئے روزمرہ کھانے اور گوشت روٹی کا مفت بندوبست ہوتا تھا۔ ان کے لئے ایک حمام بھی تعمیر کرایا گیا۔ یوں مصر میں یہ پہلی خانقاہ قائم ہوئی۔ یہ دویرۃ الصوفیہ کے نام سے مشہور تھی۔ طبقات الصوفیہ میں یہاں کے شیخ کو شیخ الشیوخ کہا جاتا تھا جو بالعموم اکابر علماء میں سے ہوتے تھے اور اس خانقاہ کے رہنے والے بھی اہل علم اور خدا رسیدہ صوفی حضرات ہوتے تھے۔ یہاں کے شیوخ میں قاضی القضاۃ تاج الدین بن بنت الاعز اور قاضی القضاۃ بدر الدین ابن جماعہ بھی تھے۔[2]

۲) خانقاہ رکن الدین بیبرس۔ یہ خانقاہ خطۂ جمالیہ میں مکتب الجمالیہ کے قریب ہے اسے سلطان رکن الدین بیبرس

---

[1] الدارس فی تاریخ المدارس النعیمی ج ا ص ۳۵۹، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۶، ۳۶۷۔

[2] حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ ج ۲ ص ۱۴۱۔ الخطط المقریزیہ ج ۴ صفحہ ۲۷۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاشنگیر نے ۷۰۶ھ میں تعمیر کرانا شروع کیا اور اس کے قریب ایک بہت بڑی سرائے بھی تعمیر کرائی۔ بعد میں اس کے اندر اس کا مقبرہ تعمیر کیا گیا۔

جب اس خانقاہ کی ۷۰۹ھ میں تکمیل ہوئی تو سلطان موصوف نے خانقاہ میں چار سو درویشوں کے رہنے کا بندوبست کیا اور سرائے میں ایک سو سپاہی اور بہت سے غرباء کے ٹھہرنے کا انتظام کیا۔ سرائے میں ایک لنگر خانہ بھی تھا۔ جہاں روزانہ گوشت روٹی اور حلوا تقسیم کیا جاتا تھا۔

یہاں کے قبہ میں حدیث نبوی کا درس ہوتا تھا اور بڑی کھڑکی کے قریب قاری بیٹھا کرتے تھے۔

جب سلطان ناصر محمد بن قلادون تخت نشین ہوا اور رکن الدین بیبرس کو معزول کیا گیا تو اس وقت اس خانقاہ کو بند کر دیا گیا تھا۔ پھر ۷۲۶ھ میں اسے کھول دیا گیا۔

یہ خانقاہ آخری زمانے تک آباد رہی اور جامع بیبرس جاشنگیر کے نام سے مشہور رہی جیسا کہ مرحوم علی مبارک نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے[1]۔

۳) خانقاہ شیخو۔ اس خانقاہ کو امیر سیف الدین عمری نے ۷۵۶ھ میں قائم کیا تھا یہ محلہ صلیبین قاہرہ میں جامع شیخو کے بالمقابل ہے۔ پہلے خانقاہ اور جامع مسجد دونوں کو جامع شیخو کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا مگر بعد میں مقریزی نے دونوں کا الگ الگ ذکر کیا ہے ایک نماز کی جامع مسجد ہے اور دوسری صوفیوں کی خانقاہ ہے۔

اس خانقاہ میں مختلف علوم وفنون کی تعلیم وتدریس کا انتظام بھی تھا۔ یہاں چاروں مذاہب کے فقہاء کا جداگانہ درس ہوتا تھا نیز حدیث نبوی اور قراءت سبعہ کے مطابق قرآن کریم کی تعلیم بھی دی جاتی تھی ہر طالب علم کو روزانہ کھانا اور گوشت روٹی دی جاتی تھی اور ہر ماہ حلوا' تیل اور صابن بھی دیا جاتا تھا۔ یہاں سے بہت سے علماء فارغ التحصیل ہوئے تھے۔ یوں یہ خانقاہ بھی ایک قسم کی تعلیمی درس گاہ تھی۔

خانقاہ شیخو اب بھی مسجد زینب سے قلعہ جاتے ہوئے دائیں سمت واقع ہے اور جامع شیخو مسجد سے قلعہ جاتے ہوئے بائیں سمت ہے[2]۔

رباط: رباط صوفیائے کرام کے گھر کو کہتے ہیں۔ یہ مخصوص روحانی مراکز ہوتے ہیں۔ اس قسم کے مراکز میں صرف یہ دو مصر میں مشہور تھے جو ممالیک سلاطین مصر کے عہد میں تعمیر ہوئے تھے۔

۱) رباط البغدادیہ۔ یہ درویش خانہ (رباط) سلطان ظاہر بیبرس کی بیٹی نے مشہور بزرگ خاتون الشیخۃ الصالحۃ زینب بنت ابوالبرکات کے لئے تعمیر کرایا تھا۔ سلطان مذکور کی طرف سے مرد واعظ اور علماء کے علاوہ خواتین میں سے کسی نہ کسی واعظہ اور شیخانی کی سرپرستی کی جاتی تھی تاکہ وہ مصری خواتین کو وعظ ونصیحت کرے اور انہیں اخلاقی اور مذہبی تعلیم دے۔ ایسی بزرگ خاتون ام زینب بنت عباس بغدادیہ تھیں۔ جن کا ماہ ذوالحجہ ۷۱۲ھ میں وصال ہوا۔ یہ بہت بڑی عالمہ اور زاہدہ تھیں۔

رباط البغدادیہ یہ خانقاہ بیبرس کے قریب جمالیہ کے سامنے تھی۔ ۸۰۶ھ کے بعد اس کے تمام انتظامات ختم ہو گئے

---

۱ الخطط التوفیقیہ ج۶ ص۵۰۔ الخطط ج۴ ص۲۷۶۔

۲ الخطط ج۴ ص۲۹۳۔ الخطط جدیدہ از علی مبارک ج۵ ص۳۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اور اب اس کا نام ونشان مٹ گیا ہے اور اس کے بجائے نہایت وسیع دوکانیں تعمیر ہوگئی ہیں۔ [۱]

۲) رباط الآثار۔ رباط الآثار کی تعمیر تاج الدین بن الصاحب فخر الدین بن الصاحب بہاء الدین حنانے کی تھی۔ یہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مبارکہ میں سے لکڑی اور لوہے کے ٹکڑے وغیرہ محفوظ کئے گئے تھے جو الصاحب نے منبع کے خاندان بنو ابراہیم سے خریدے تھے۔

الملک الاشرف شعبان بن حسین محمد بن قلادون کے عہدِ حکومت میں یہاں فقہ شافعی کی تعلیم بھی ہونے لگی اور اس مقصد کے لئے ایک قابل مدرس مقرر کیا گیا تھا اور کچھ طلباء بھی وہاں پڑھنے کے لئے آ گئے تھے۔

یہ رباط الآثار مصر سے باہر برکۃ الحبش کے قریب دریائے نیل کے کنارے پر واقع تھا۔ یہاں ایک کتب خانہ بھی تھا۔ [۲]

دورِ ممالیک کی علمی تصانیف

ممالیک سلاطین کے عہد میں سقوط بغداد کے بعد علوم وفنون کا احیاء ہوا۔ تمام اسلامی ممالک کے ماہرین مصر وشام میں پناہ گزین ہو گئے تھے اور انہوں نے عربی زبان میں ہر علم وفن پر بہترین کتب تحریر کیں خود مصر وشام میں اس دور کے بہترین علماء اور فضلاء اور محققین پیدا ہوئے۔ جنہوں نے اپنے علمی شاہکار سے عربی زبان کو مالا مال کیا اور اہل سنت کے چاروں فقہی مذاہب پر نہایت عمدہ کتب تحریری گئیں کیونکہ مجتہدین اور محققین فقہاء کی کمی نہ تھی۔

علم حدیث تفسیر میں اس دور کی تصانیف حرفِ آخر ثابت ہوئیں اور بعد کے ہر دور میں علماء اور طالبان علم ان سے مستفید ہوتے رہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی کی شرح بخاری جو فتح الباری کے نام سے موسوم ہے نیز اصولِ حدیث اور اسماء الرجال میں ان کی تصانیف علم حدیث کا بہترین سرمایہ ہیں اسی دور میں حدیث وتاریخ اور اسماء الرجال پر علامہ ذہبی نے اپنی تصانیف تحریر کیں۔ علامہ عینیؒ کی شرح بخاری اور دیگر ضخیم کتب اسلامی علوم پر اسی دور میں تحریر کی گئیں۔

علامہ ابن تیمیہؒ اور ابن القیم کی تصانیف بھی اسی دور میں لکھی گئیں جو اپنے دور کے زبردست فضلاء اور مجددین میں سے تھے۔ اسی دور میں علامہ ابن کثیر نے اپنی مشہور تفسیر اور تاریخ کی زبردست تصنیف البدایۃ والنہایۃ تحریر کی۔

اس دور میں بہت سے مشاہیر علم وفضل پیدا ہوئے جنہوں نے تمام مروجہ علوم میں کتب تحریر کی تھیں تاہم اس دور کے مصر وشام میں خصوصیت کے ساتھ اسلامی علوم کا بہت چرچا رہا۔ چنانچہ اسلامی علوم کے مراکز حجاز وعراق اور ایران وخراسان سے منتقل ہو کر مصر وشام میں گئے تھے کیونکہ یہیں علماء کی قدردانی عوام اور حکومت دونوں کی طرف سے ہوتی تھی اور ان کی حق گوئی اور صداقت ضرب المثل ہوگئی تھی۔ اس لئے وہ حکومت کی مداخلت اور عوام کے دباؤ کے بغیر نہایت آزادی اور جرأت کے ساتھ اپنی علمی تحقیقات پیش کرتے تھے اور اس معاملہ میں حکومت اور عوام کے خوف کے بغیر وہ صحیح بات پیش کرتے تھے۔ چنانچہ امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن القیمؒ اپنے خیالات اور اجتہادات کی پاداش میں قید وبند کی سختیاں برداشت کرتے رہے۔ نیز

[۱] الخطط ج۴ ص۲۹۳۔۲۹۴ الخطط التوفیقیہ ۵۳/۶۔

[۲] حسن المحاضرہ ج۲ ص۱۴۷۔ الخطط ج۴ ص۲۹۶۔ الخطط التوفیقیہ ۵۲/۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر علماء کی حق گوئی اور صداقت کی مثالیں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

نحو و بلاغت: اسلامی علوم کے علاوہ عربی صرف ونحو' بلاغت اور معاجم (لغت) پر بھی بہترین کتب تحریر کی گئیں۔ چنانچہ جمال الدین ابن مالک کی نحو میں منظوم کتاب الفیہ بہت مشہور ہوئی اور بعد کے ہر دور میں نصابی کتب میں شامل رہی۔ نیز جمال الدین ابن ہشام مصری کی کتاب مغنی اللبیب بھی صرف ونحو میں بہت مقبول ہوئی۔

علم بلاغت میں جرجانی نے اسرار البلاغۃ اور دلائل الاعجاز دو کتابیں تحریر کیں اور سکاکی نے مفتاح العلوم تحریر کی تھی۔ ممالیک سلاطین کے دور میں جلال الدین قرزدینی نے شام میں تلخیص المفتاح لکھی جو متن کی حیثیت سے مدارس میں بہت مقبول ہوئی۔ چنانچہ وہ اور اس کی شروع مختصر المعانی اور مطول تمام اسلامی ممالک میں داخل نصاب رہیں۔

کتاب معاجم (لغت۔ ڈکشنری) میں ابن منظور افریقی کی کتاب لسان العرب نہایت ضخیم اور مستند لغت ہے جو عربی زبان کی بہترین ڈکشنری سمجھی جاتی ہے۔ اس کے مؤلف کی وفات ۷۱۱ھ میں ہوئی۔

کتب تاریخ: اس دور کی ایک علمی خصوصیت یہ ہے کہ اس دور میں موسوعات یعنی انسائیکلو پیڈیا طرز کی کتابیں کافی لکھی گئیں جن میں ہر قسم کی معلومات اور مشاہیر اسلام کے حالات ہوتے تھے۔ علاوہ ازیں مشہور مؤرخین بھی اسی دور میں گزرے ہیں چنانچہ ہمارا مؤرخ ابن خلدون بھی اسی دور کی پیداوار ہے کیونکہ اس کا آخر زمانہ یہیں گزرا اور یہیں اس نے اپنی مشہور تاریخ مکمل کی اور قاہرہ میں فوت ہوا اور وہیں مدفون ہوا۔

دوسرا مشہور مؤرخ ابو الفداء جو حاکم وقت بھی تھا اسی دور میں گزرا ہے۔ چنانچہ سلطان ناصر محمد بن قلاوون نے اس کی قدردانی کی۔ علامہ ابن کثیر کی مشہور اور غیر جانبدرانہ تاریخ البدایۃ والنہایۃ بھی اسی دور میں لکھی گئی۔

تذکرے: اس دور میں مشاہیر کی سوانح عمریوں اور ہر علم وفن کے علماء کے تاریخی تذکرے لکھنے کا رواج شروع ہوا۔ چنانچہ ماہرین لغت' نحویوں' شعراء' ادباء' اطبا اور حکماء کے جداگانہ تذکرے لکھے جانے لگے۔ بعد کے تذکرہ نویس اپنے دور تک کے علماء کے حالات لکھتے تھے چنانچہ صفدی کے علماء کے حالات تکملہ کے طور پر لکھے جاتے تھے بعض تذکروں میں ہر قسم کے علماء اور مشاہیر کو مجموعی حیثیت سے شامل کیا جاتا تھا۔ ان میں کسی خاص صنف کی پابندی نہیں ہوتی تھی۔

تاریخ ابن خلکان: اس قسم کے مجموعی قسم کے تاریخی تذکروں میں ابن خلکان کا تذکرہ وفیات الاعیان بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ابن خلکان ۶۰۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۸۱ھ میں فوت ہوئے انہوں نے ان مشاہیر اسلام کے حالات تحریر کئے ہیں جن کی وفات ۹۵ھ سے لے کر ۶۱۹ھ تک کے زمانے میں ہوئی ہو وہ اپنی تالیف سے ۶۷۲ھ تک فارغ ہو گئے تھے۔[1]

فوات الوفیات: ابن خلکان نے جن مشاہیر افراد کا حال چھوڑ دیا تھا یا جو ان کے زمانے میں فوت نہیں ہوئے تھے ان سب کا حال فوات الوفیات میں بیان کیا گیا ہے جو محمد بن شاکر الکتبی نے تحریر کی تھی۔ ابن شاکر الکتبی نے حلب اور دمشق میں تعلیم حاصل کی تھی۔ بعد وہ کتب فروش ہو گیا تھا۔ اس لئے اسے الکتبی کہا جاتا تھا۔ اس کی وفات ۷۶۴ھ میں ہوئی۔ اس لئے

---

[1] تاریخ آداب اللغۃ العربیہ از جرجی زیدان ۳/۱۵۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے مشاہیر افراد کے حالات بھی مذکور ہیں۔

الوافی بالوفیات: اس قسم کی سوانح عمریوں کی ایک ضخیم کتاب ''الوافی بالوفیات'' ہے جو ابو الصفاء خلیل بن ایبک نے تالیف کی تھی یہ علامہ صفدی ۶۹۶ھ میں پیدا ہوئے تھے اور دمشق میں ۷۶۴ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی کتاب الوافی بالوفیات پچاس جلدوں میں ہے۔ اس میں مشہور صحابہ، اولیائے کرام، نحویوں، ادباء و شعراء، اطباء و حکماء اور ہر علم و فن کے مشاہر کے حالات مندرج ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کی تھی مگر تبرکاً سب سے پہلے ان لوگوں کے حالات سے کتاب کا آغاز کیا ہے جو محمد کے اسم گرامی سے موسوم ہیں۔ پھر اسی مناسب سے ان لوگوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں جن کے اسمائے گرامی حرف میم سے شروع ہوتے ہیں ایسے لوگوں کے حالات بیان کرنے کے بعد باقاعدہ حروف تہجی کے مطابق حرف الف سے مشاہیر کے حالات کی ابتداء کی گئی ہے۔ پھر یہ سلسلہ حروف تہجی کے مطابق جاری رکھا گیا۔[1]

الدرر الکامنہ: اسی دور میں اکابر و مشاہیر کے حالات میں ایک اور کتاب لکھی گئی جس کا نام الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ ہے جو حیدر آباد دکن سے چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے یہ کتاب مشہور محدث اور عالم ابو الفضل احمد بن علی بن محمد المعروف بہ ابن حجر عسقلانی نے تالیف کی تھی جو اپنے زمانے کے جامع کمالات اور مایۂ ناز عالم تھے۔ وہ پرانے مصر میں ۷۷۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۵۲ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی یہ کتاب آٹھویں صدی کے مشاہیر کے حالات میں ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے اسی دور میں بے شمار کتب مختلف علوم و فنون میں تحریر کیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل زیادہ مشہور ہیں۔

۱) فتح الباری فی شرح صحیح البخاری۔ یہ کتاب صحیح بخاری کی مستند اور مشہور شرح ہے۔ اس کی چودہ جلدیں ہیں۔
۲) الاصابۃ فی تمییز الصحابہ۔ یہ کتاب صحابہ کرام کے حالات میں ہے اور اس کی آٹھ جلدیں ہیں۔
۳) شرح نخبۃ الفکر۔ یہ اصول حدیث میں مختصر نصابی کتاب ہے۔

تواریخ مصر: مصر و قاہرہ اس وسیع سلطنت کے مرکز رہے تھے اس لئے مصر اور قاہرہ کی تاریخ اور وہاں کے سلاطین کے حالات کی طرف باقاعدہ توجہ دی گئی ہے تاریخ مصر کے مشہور مؤرخین مندرجہ ذیل تھے۔

۱) ابن دقماق المصری، ان کا پورا نام و نسب یہ ہے صارم الدین ابراہیم بن محمد بن ایدمر العلائی۔ ان کی وفات ۸۰۹ھ میں ہوئی۔ انہوں نے مصر کی تاریخ میں تین کتابیں تحریر کی ہیں جن میں سے ایک کتاب بارہ جلدوں میں ہے۔[2]

۲) الحافظ القطب الحلبی، ابو علی عبد الکریم بن عبد النور الحنفی۔ ان کی وفات ۷۳۵ھ میں ہوئی۔ انہوں نے بھی دس سے زیادہ جلدوں میں مصر کی تاریخ لکھی تھی۔

۳) بیبرس المنصوری رکن الدین دوادار۔ یہ ممالیک امرائے مصر سے تھا۔ اس کی وفات بھی ۷۳۵ھ میں ہوئی۔

---

1. تاریخ آداب اللغۃ العربیہ از جرجی زیدان ۳/۱۶۱۔
2. تاریخ آداب اللغۃ العربیہ از جرجی زیدان ۳/۱۶۵، ۱۶۷، ۱۷۴۔
3. تاریخ آداب اللغۃ العربیہ از جرجی زیدان ۳/۱۸۷۔۱۹۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے تاریخ مصر کے ترک ممالیک سلاطین پر ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام التحفۃ الملوکیۃ فی الدولۃ الترکیۃ ہے۔

ابوالفداء: اگر اس دور میں مختلف علوم وفنون پر مشہور کتب کا تذکرہ ہی کیا جائے تو اس کی فہرست بہت طویل ہوگی۔ ہم نے عالم اسلامی تواریخ میں ابن خلدون۔ ابن کثیر اور ابوالفداء کی مشہور تواریخ کا ذکر کیا ہے۔ ابوالفداء شام کے مشہور علاقہ حماۃ کا حاکم تھا۔ وہ ایوبی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ سلطان ناصر محمد بن قلادون نے اسے حماۃ کا حاکم بنایا تھا اس کی وفات ۷۳۲ھ میں ہوئی۔

تاریخ ابوالفداء کا اصل نام المختصر فی اخبار البشر ہے۔ اس میں دورِ جاہلیت سے لے کر ۷۲۹ھ تک کے تاریخی حالات مذکور ہیں اس کی یہ تاریخ چار جلدوں میں ہے۔ ابوالفداء کی تاریخ کا تتمہ اور تکملہ عمر بن الوردی نے لکھا ہے جس میں ابوالفداء کی تاریخ عام پر ۷۴۹ھ کے حالات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کی دو جلدیں ہیں۔

ابوالفداء نے جغرافیہ میں بھی تقویم البلدان کے نام سے ایک کتاب تحریر کی تھی جو یورپ میں بہت مقبول ہوئی[1]۔

اس دور میں سائنس کے علوم مثلاً ہندسہ، طب نیز سیاست اور علم الاجتماع میں بھی کتابیں لکھی گئیں۔ چنانچہ مقدمہ تاریخ ابن خلدون میں علم الاجتماع اور عمرانیات کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔ دیگر علوم وفنون کی کتب کا تذکرہ ہم بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہیں۔

محدثین ومجتہدین

اس دور کی خصوصیت یہ تھی کہ اس عہد میں جلیل القدر حفاظ محدثین پیدا ہوئے۔ جنہیں ہزاروں احادیث زبانی یاد تھیں۔ انہوں نے اس دور میں علومِ حدیث کو زندہ رکھا اور اس کی تدریس وتعلیم میں اپنی عمر صرف کر دیں۔ ان میں سے چند مشہور محدثین مندرجہ ذیل ہیں۔

۱) **الدمیاطی:** آپ کا پورا نام ونسب یہ ہے: مشرف الدین ابومحمد عبدالمؤمن ابن خلف الدمیاطی الشافعی ہے۔ آپ ۶۱۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۷۰۵ھ میں وفات پائی۔ آپ فقیہہ اور علم الانساب کے ماہر بھی تھے۔ عربی زبان وادب سے بھی بخوبی واقف تھے اور علم لغت کے ماہر بھی تھے۔[2]

۲) **ابن شامہ:** آپ کا پورا نام ونسب یہ ہے: شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن شامہ حنبلی آپ ۶۶۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۷۰۸ھ میں وفات پائی۔ آپ بھی حافظ حدیث فقیہہ اور ماہر علم الانساب تھے۔

۳) **ابن دقیق العید:** آپ حافظ حدیث ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے مجتہد بھی تھے۔ آپ ۶۶۵ھ میں پیدا ہوئے اور قوص میں نشوونما پائی اور تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے مصر وشام کا سفر مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے کیا اور شیخ الاسلام

---

[1] تاریخ آداب اللغۃ العربیہ از جرجی زیدان ۳/۱۸۷۔۱۹۲۔

[2] حسن المحاضرہ للسیوطی ج ا ص ۱۲۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزالدین بن عبدالسلام کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ پھر آپ خود تعلیم و تدریس میں مشغول ہوئے اور چاروں طرف سے طلبہ تحصیل علم کے لئے آپ کے پاس آنے لگے۔ آپ کے معاصر علماء آپ کو بہت بڑا عالم تسلیم کرتے تھے اور مجتہد مطلق کا درجہ دیتے تھے۔[1]

۴) **السبکی**: آپ کا پورا نام و نسب یہ ہے تقی الدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی الانصاری آپ علاقہ منوفیہ میں سبک کے مقام پر ۶۸۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ جامع الکمالات تھے یعنی محدث و فقیہ بھی تھے اور مفسر و مجتہد بھی تھے اور عابد و زاہد بھی تھے۔ اہل علم آپ کو امام غزالیؒ اور امام سفیان ثوریؒ کے مشابہ قرار دیتے تھے اور عظیم مجتہد بھی سمجھتے تھے آپ کی وفات ۷۵۱ھ میں ہوئی۔

۵) **ابن حجر عسقلانیؒ**: آپ کا پورا نام و نسب شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد ہے اور ابن حجر عسقلانی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا اور آپ کی مشہور تصانیف کا ذکر ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

مذکورہ بالا محدثین کے علاوہ جو مجتہدین بھی تھے، مندرجہ ذیل مجتہدین کرام اس دور کے ممتاز مجتہدین میں سے تھے۔

۶) **شیخ عزالدین بن عبدالسلام**: آپ شیخ الاسلام اور سلطان العلماء تھے ۵۷۸ھ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد فقہ، اصول فقہ اور عربی زبان کے زبردست ماہر ہوئے۔ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"آپ کو اپنے زمانے کی مذہبی قیادت حاصل تھی۔ اطرافِ عالم سے لوگ آپ کے پاس فتویٰ حاصل کرنے کے لئے آتے تھے۔ آپ اس قدر بڑے عالم تھے کہ آپ اپنے اجتہاد کے مطابق فتویٰ دیتے تھے"۔

جمال الدین بن حاجب فرماتے ہیں: "ابن عبدالسلام امام غزالیؒ سے زیادہ فقیہ ہیں"۔ آپ اس قدر دیانت دار تھے کہ اگر فتویٰ دینے میں غلطی ہو جائے تو اس کا کھلم کھلا اعتراف کرتے تھے اور اس کے بارے میں اعلان کرا دیتے تھے۔ آپ نے ۶۶۰ھ میں وفات پائی۔[2]

۷) **ابن منیر الاسکندری**: آپ ۶۲۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۸۳ھ میں وفات پائی۔ ان کے بارے میں خود شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں "دیار مصر کو اپنی دو شخصیتوں پر ناز ہے جو مصر کے دو کناروں کے باشندے ہیں۔ ان میں ایک دقیق العید ہیں جو قوص کے رہنے والے ہیں اور دوسرے ابن المنیر ہیں جو اسکندریہ کے باشندے ہیں۔[3]

ابوالمحاسن یوسف بن تغری بردی

مصر اور عام تاریخ کے مورخین میں ابوالمحاسن یوسف بن تغری بردی کا نام بہت نمایاں ہے جو گزشتہ صفحات میں ہم سے چھوٹ گیا تھا تاہم اس کی تاریخ النجوم الزاہرہ فی اخبار ملوک مصر و القاہرہ ممالیک سلاطین مصر کے حالات میں بہت

---

[1] حسن المحاضرہ للسیوطی ج اص ۱۲۸۔

[2] حسن المحاضرہ ج اص ۱۲۷۔

[3] ابوالمحاضرہ ج اص ۱۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستند اور مشہور ہے اور اس میں اس دور کے اہل علم کے حالات بھی بہت تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں اور چشم دید حالات ہیں۔ جمال الدین ابوالمحاسن یوسف بن تغری بردی الاتابکی ۸۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اس کا باپ تغری بردی مصر کے بڑے امراء میں سے تھا اور اپنے سلاطین مصر کا زبردست مشیر تھا۔ جب وہ دمشق کا حاکم تھا تو ۸۱۵ھ میں وہ فوت ہو گیا۔ اس وقت اس کا فرزند ابوالمحاسن یوسف بہت چھوٹا تھا لہٰذا اس کے بہنوئی قاضی القضاۃ ناصر الدین محمد بن العدیم نے اس کی پرورش کی جو بہت بڑے عالم اور مؤرخ تھے مگر چار سال کے بعد ۸۱۹ھ میں وہ بھی فوت ہو گیا اب اس کی ہمشیرہ نے شیخ الاسلام قاضی القضاۃ جلال الدین عبدالرحمٰن البلقینی الشافعی سے دوسرا نکاح کیا یوں ابن تغری بردی اس عظیم شخصیت کے زیر تربیت رہے۔

ابن تغری بردی نے اپنے دونوں بہنوئیوں کے علاوہ مشہور اساتذہ سے تعلیم حاصل کی جن میں حنفی علماء کی تعداد زیادہ تھی۔ انہوں نے قاضی القضاۃ بدرالدین محمود عینی حنفی سے بھی تعلیم حاصل کی اور شیخ شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی اور شیخ تقی الدین بن مقریزی کی روایت کردہ احادیث تحریر کیں۔

ان کی کتاب النجوم الزاہرہ میں ۲۰ھ میں فتح مصر سے لے کر ۸۷۲ھ تک کے حالات مذکور ہیں' ان کی دوسری مشہور کتاب المنہل الصافی میں ۶۵۰ھ سے لے کر اپنے آخر زمانے تک کے مشاہیر کے حالات مذکور ہیں جو تین بڑی جلدوں میں ہیں۔ ان کی وفات ۸۷۴ھ مطابق ۱۴۷۰ء میں سلطان قاتیجان کے زمانے میں ہوئی (مترجم)

ممالیک سلاطین مصر کے عہد میں فنِ تعمیر کی ترقی

(از : رشید احمد ارشد ایم اے۔ سابق صدر شعبۂ عربی۔ کراچی یونیورسٹی)

ممالیک مصر سلاطین کا عہد مصر کے فن تعمیر کا سنہری زمانہ کہلاتا ہے۔ اس دور میں قاہرہ میں نہایت خوش نما اور عمدہ عمارتیں کثیر تعداد میں تعمیر کی گئیں۔ ان عمارتوں میں جامع مساجد' مدارس' مقابر' حمام اور مکاتیب وغیرہ سبھی قسم کی عمارتیں شامل ہیں۔ بالخصوص سلاطین ممالیک مصر کے مقبرے نہایت شاندار طریقے سے تعمیر کئے گئے تھے۔ ان میں قابل ذکر سلطان برقوق کا مقبرہ اور خانقاہ سلطان فرج بن برقوق کا مقبرہ۔ سلطان باربیاس اور سلطان قاتیبائی کے مزارات صحراء الممالیک میں قابل ذکر ہیں۔

اس عہد کی عمارتوں میں سب سے خوبصورت عمارتیں وہ ہیں جن کا تعلق سلطان منصور قلادون کے عہد سے ہے اور جو نحاسین کے علاقے میں واقع ہیں۔ ان عمارتوں میں مدرسہ' مقبرہ' بیمارستان (ہسپتال) کی عمارتیں شامل ہیں جو مصر میں اسلامی دور کی نہایت ہی خوبصورت عمارتیں ہیں۔ ان میں عجیب وغریب اور قابل دید مقبرۂ منصور قلادون کا وہ مثمن برج ہے جو آٹھ مختلف ستونوں پر قائم ہے۔ اس مقبرہ کی عمارت اور اس کے گنبد پر نہایت ہی خوبصورت کام کیا گیا ہے جو اسلامی فن تعمیر کا شاہکار ہے۔ اس کی تجدید سلطان ناصر محمد بن قلادون نے ۷۰۳ھ میں کی تھی۔

سلطان حسن کا مقبرہ اور مدرسہ بھی مصر میں اسلامی فن تعمیر کا زبردست شاہکار ہے جب دنیا کے مشہور ماہر فن تعمیر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرانک لویڈ رائٹ نے اسے دیکھا تھا تو اس نے یہ کہا تھا:

''یہ مصر میں اسلامی فن تعمیر کی سب سے خوبصورت یادگار ہے''۔[1]

مما لیک چراکسہ کے دور کی عمارتیں: مما لیک مصر کے دوسرے خاندان چراکسہ (برجیہ) کے دور میں بھی بے شمار خوبصورت عمارتیں تعمیر ہوئیں' ان میں سلطان برقوق الظاہر اور سلطان مرج بن برقوق کے مقبرے بھی شامل ہیں جو مما لیک کے قبرستان میں ایک ہی عمارت میں واقع ہیں ان میں مکتب' خانقاہ اور مساجد بھی تعمیر کی گئی تھیں۔ مساجد کے منارے دور سے دکھائی دیتے ہیں۔ یہاں ایک طرف صوفی درویشوں کے رہنے کے مکانات بھی تعمیر کئے گئے تھے۔

سلطان قاتیجان نے بھی بہت سی عمارات تعمیر کرائی تھیں جن میں مساجد' مدارس' سرکاری عمارتیں اور پل وغیرہ شامل ہیں۔ اس نے جنگی عمارتیں اور قلعے بھی تعمیر کرائے تھے۔ چنانچہ اس نے قلعہ اسکندریہ تعمیر کرایا تھا اور دوسرا قلعہ رشید میں تعمیر کرایا تھا۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ سلطان قاتیجان نے ستر سے زائد عمارتوں کو یا تو خود تعمیر کرایا یا ان میں تجدید و ترمیم کرائی۔ اس طرح سلطان قاتیجان کے عہد کی یہ عمارتیں فن تعمیر کا خوبصورت اور یادگار نمونہ ہیں۔

مصر کا سلطان غوری بھی چرکسی نسل سے تھا وہ ۱۴۴۶ء میں پیدا ہوا تھا۔ اس نے قلعہ الجبل اور اسکندریہ کے برجوں کی مرمت کرائی نیز قلعہ تک آب رسانی کا نظام درست کرایا۔ اس نے مصر کے مشہور بازار خان الخلیلی کو بھی درست کرایا اور وہاں پتھروں کے پھاٹک لگوائے جو اب بھی تک باقی ہیں۔

سلطان غوری کا مقبرہ اور مدرسہ بھی شارع الغوریہ میں اس کی خوبصورت یادگار ہیں۔ سلطان غوری نے سرکاری اور رہائشی عمارات فن تعمیر کے جن اصولوں کے مطابق تعمیر کرائی تھی اسی نظام کے مطابق موجودہ دور میں عمارتیں تعمیر ہو رہی ہیں۔

[1] مجلہ الثقافۃ العربیۃ طرابلس لیبیا شمارہ مارچ ۱۹۷۴ء مضمون ''مصر میں اسلامی فن تعمیر'' از ڈاکٹر کمال الدین سامح۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ